دیوانِ
ابی طالب
دیوان ابی طالب
Daffodils Publications
LAHORE

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوانِ ابی طالب

عمِ نبی ﷺ

اسٹاکسٹ : طٰہٰ پبلی کیشنز
22-A حبیب بینک بلڈنگ چوک اُردو بازار لاہور
فون : 7231391

دیوانِ ابی طالب

عمِ نبی ﷺ

مرتب

ڈاکٹر محمد التنوجی

مترجم

رضی جعفر نقوی

معاونت

طیب حیدر جعفری

DAFFODILS PUBLICATIONS

74-FEROZE PUR ROAD NEAR SHAMA PLAZA

LAHORE Tel:0300-4174161-0320-4832225

ضابطہ:

ناشر	:	راحیل حنیف
اہتمام	:	مبشر عزیز
تزئین و آرائش	:	محمد عفیف طؔ
مارکیٹنگ مینیجر	:	محمد صدیق
سرِ ورق	:	شفقت
اشاعت اوّل	:	2004ء
قیمت	:	250 روپے
پرنٹرز	:	کارواں پرنٹنگ پریس لاہور

ISBN 969-8792-00-7

عرضِ ناشر

''دیوانِ ابی طالب'' کی اشاعت ایک دیرینہ خواب تھا جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے شرمندۂ تعبیر ہوا۔ اور ہم اِس کے قابل ہو سکے کہ یہ نادر تحفہ اہل علم وادب' اہل ایمان اور عشاق کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

گر قبول افتد زہے عزوشرف

اِس مترجم دیوان کی بنیاد ڈاکٹر محمد التونجی کی تحقیق پر ہے' جنھوں نے پہلی بار حضرت ابوطالب کی شاعری کو تحقیقی بنیادوں پر اکٹھا کر کے اِسے دیوان کی شکل دی۔ اور یہ دیوان 1977ء میں بیروت لبنان سے شائع ہوا۔ اگر چہ حضرت ابوطالب کی شاعری کا سب سے قدیم نسخہ احمد الکردی کا ہے' لیکن اپنے تحقیقی حوالے سے سب سے مستند اور قابل تقلید نسخہ ڈاکٹر محمد التونجی کا سمجھا جاتا ہے۔ اسی لئے ادارہ نے اسی نسخہ کو بنیاد بنا کر اِس کا اُردو ترجمہ کروایا اور اِسے پہلی بار پاکستان میں شائع کرنے کا اعزاز حاصل کر رہے ہیں۔

اس نسخہ کی خاص بات اِس کا بامحاورہ ترجمہ ہے جسے عربی شاعری کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ اِس نسخہ تحقیقی مآخذ اور قوافی کے اعتبار سے اشعار کی تقسیم کو بھی ساتھ شائع کیا جا رہا ہے' جو اس نسخہ کی افادیت اور اہمیت کو اُجاگر کرے گی۔

کوئی بھی چیز حرفِ آخر نہیں ہوتی۔ اگر چہ اس نسخہ کی طباعت واشاعت میں ہر ممکنہ احتیاط روا رکھی گئی ہے لیکن اگر کوئی غلطی سہواً رہ گئی ہو تو اس سے اُس محبت کے پیش نظر جو اِس نسخہ کی اشاعت کا باعث بنی' صرفِ نذر فرمایئے گا۔ اغلاط کی نشاندہی اور نسخہ کی مزید بہتری اور اصلاح کے لئے آپ کی آراء آئندہ ہمارے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوں گی۔

پیش لفظ

سیّد المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۝

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کو اپنے ماں باپ، اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میری محبت نہ ہو۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایمان کی شرط یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی جائے۔ یہ محبت ایسی شدید ہو کہ ان کی ذات ہمیں اپنے والدین، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔ گویا محبت کی جس قدر اقسام و انواع ممکن ہیں کوئی بھی اس محبت کے مقابل نہ آ سکے بلکہ یوں کہیے کہ دنیا کی تمام محبتیں مل کر بھی اس محبت کے سامنے ہیچ ہوں۔ یہ ایمان کی وہ شرط ہے جس کے بغیر کوئی شخص بھی مومن نہیں ہو سکتا۔

فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا ایک انعام یہ ہے محبت کرنے والا صاحبِ ایمان ہو جاتا ہے اور اس طرح وہ انسانوں میں ممتاز ہوتا ہے۔ اُس کا امتیاز و افتخار اس کا ایمان ہے اور ایمان نام ہے معطی حیات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا۔

اگر ہم صاحب ایمان افراد کی عظمتوں کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ ان میں درجہ بندی کریں تو زیادہ محترم اور ممتاز وہ لوگ قرار پائیں گے جنہوں نے بحالت ایمان سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیاتِ طیبہ میں ان کا دیدار کیا۔ یہ لوگ صحابہ کہلائے۔ ایمان والوں میں جس شے نے انہیں ممتاز کیا وہ دیدارِ جمال خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

وہ ہستیاں جن سے سیّد الوجود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محبت کی۔ جن ذواتِ مقدسہ کو انہوںؐ نے عزیز جانا۔ جن کی انہوںؐ نے خاطر داری کی۔ جن کو انہوںؐ نے اہم گردانا اور ان کی اہمیت کو بیان کیا۔ ایسی ہستیاں اس مقام کی حامل ہیں جس مقام کو خود صحابہ کرام رشک سے دیکھتے ہیں۔ ایسی ہستیوں میں سے ایک ہستی جناب ابو طالب

ابن عبدالمطلب کی ہے۔ ان چند مقدس اور محترم ہستیوں میں جناب ابوطالب کا ایک امتیاز یہ ہے کہ جناب ابوطالب مردوں میں وہ واحد ہستی ہے جس کی رحلت پر خیرالانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس برس کو غم کا برس قرار دے دیا۔ ان کی رحلت کے برس کو پوری اُمت کے لئے حزن کا برس قرار دینا' جناب ابوطالب سے محبت کے اظہار کے ساتھ اُمتِ مسلمہ کو اس ذات کی اہمیت کا احساس دلانا بھی ہے اور ان کے ایثار وخلوص کے تقدس کا اعلان بھی۔ تاریخ اسلام میں یہ حیثیت اور وقعت کسی دوسرے مرد کو حاصل نہیں۔ الصادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل اور اعلان کو سبب بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ عمل درحقیقت نتیجہ ہے اس پُرخلوص ایثار کا جو زندگی بھر جناب ابوطالب نے داعیٔ حق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اپنائے رکھا۔

جناب ابوطالب شاعر بھی تھے۔ اس بات کے شواہد سیرت کی بہت سی کتابوں میں موجود ہیں۔ روایات کے مطابق زمین پر جس ذی روح کو سب سے پہلے نعت کہنے کا شرف حاصل ہوا وہ بھی آپ ہی کی ذات ہے۔ کتاب کے مرتب نے تاریخ اور دیگر قدیم علمی کتابوں سے مدد لی' تحقیق وتلاش کے بعد ان اشعار کو یکجا کیا اور پھر اشعار کو ردیف وار مرتب کیا۔ مرتب کے اس علمی احسان کا شکریہ ادا نہیں کرتا کہ اس کا مسلسل احسان مند رہنے میں لطف زیادہ ہے۔

اس عربی کتاب تک رسائی آسان کام نہ تھا مگر عشق سے کب کوئی بات چھپی رہ سکتی ہے۔ عشاق نے اسے ڈھونڈ نکالا۔ ترجمہ کروایا اور اب یہ اصل متن کے ساتھ آپ کے پاس ہے۔ ترجمہ کرنا بہت مشکل کام ہے۔ ترجمہ میں عموماً بات کو اس کے پورے لوازمات کے ساتھ منتقل کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ شعر میں فکر وخیال کے ساتھ آہنگ اور صوتی حوالے بھی ہوتے ہیں۔ دوسری زبان میں ان سب باتوں کو لانا ممکن نہیں ہوتا۔ پھر ہر علاقے کے اپنے لسانی اور تہذیبی معاملات ایسے ہوتے ہیں' الفاظ کی بہت سی جہات ایسی ہوتی ہیں جو اُسی علاقے اور زبان سے مختص ہوتی ہیں۔ زمانی اور مکانی بُعد اسے شدید کر دیتا ہے۔ ایسی ہی بہت سی دشواریوں سے اس دیوان کو ترجمہ کرنے والا گزرا۔ مترجم نے کئی مقامات پر آج کی اصطلاح میں کلام کا ترجمہ کیا جس سے کئی مقامات پر قاری کو یہ احساس ہوسکتا ہے کہ یہ جناب ابوطالب کا کلام نہیں۔ اصل متن کو دیکھ کر اس شک کو رفع کیا جاسکتا ہے۔

اس دیوان کو ترجمہ کرنے اور شائع کرنے والے احباب کے لئے بہت سی دعاؤں کے ساتھ ایک دعا یہ بھی ہے کہ اللہ ان کے ذوق وشوق کو وسعت اور شدت عطا کرتا رہے اور ان کی جستجو کو باثمر بناتا رہے۔ آمین۔

سید طارق حسین زیدی

جناب ابوطالب-مختصر تعارف

جناب ابوطالب کا نام ونسب

پیغمبر اسلام ﷺ کے عم محترم، امیرالمؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے والد ماجد کا لقب ابوطالب تھا، نام ''عبد مناف'' بیان کیا گیا ہے البتہ صاحب اصابہ اور صاحب عمدۃ الطالب نے آپ کا نام عمران لکھا ہے اور یہ روایت ضعیف ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی ولادتِ باسعادت سے ۳۵ سال قبل دنیا میں تشریف لائے اور بعثت کے دسویں سال شوال (یا رجب) کے مہینہ میں وفات پائی، اُس وقت آپ کا سن مبارک ۸۵،۸۴ سال تھا۔ (یہ واقعہ) شعب ابو طالب سے باہر آنے کے ۸ ماہ ۲۱ دن بعد کا ہے............آپ کی اولاد کی تعداد ''۹'' (کہی جاتی) ہے۔

مال کی فراوانی نہ ہونے کے باوجود سرزمین بطحا کے سید وسردار، قریش کی سب سے بلند مرتبہ شخصیت اور مکہ کے رئیس آپ ہی تھے۔ بعض صاحبانِ تحقیق کے نزدیک آپ کو اصحابِ پیغمبر کے سب سے بلند طبقہ میں شمار کیا گیا ہے۔

جناب عبدالمطلب کی وصیت

جناب عبدالمطلب نے جو جناب ابوطالب کے والد ماجد اور حضور اکرم ﷺ کے جد بزرگوار تھے اپنی وفات سے قبل آپ کو حضور اکرم ﷺ کے بارے میں وصیت فرمادی تھی جس کو آپ نے کمال تک پہنچایا، حضور ﷺ کی کفالت فرمائی، نہایت احسن طریقہ سے اُنہیں پروان چڑھایا اور شام کے تجارتی قافلے میں حضور ﷺ کو اپنے ساتھ لے گئے جہاں بحیرا راہب نے آپ ﷺ کے مبعوث رسالت ہونے کی پیش گوئی کی۔

خود حضور اکرم ﷺ کے والد ماجد جناب عبداللہ کا آپ ﷺ کی پیدائش سے پہلے ہی انتقال فرما گئے تھے۔

چنانچہ جناب عبدالمطلب نے حضور ﷺ کی کفالت فرمائی۔ اور جب حضور ﷺ کا سن مبارک ۸ سال کا ہوا تو جناب عبدالمطلب نے اپنے فرزند ارجمند ابوطالب کو آپ ﷺ کے بارے میں وصیت کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

اُوْصِيْكَ يَا عَبْدَ مُنَافٍ بَعْدِيْ　　بِمُوَحَّدٍ بَعْدَ اَبِيْهِ فَرْدٍ
فَارَقَهُ وَهُوَ ضَجِيْعُ الْمَهْدِ　　فَكُنْتُ كَالْاُمِّ لَهُ فِي الْوَجْدِ

اے نورِ نظر! میں (دنیا سے جاتے ہوئے) اپنے بعد کے لئے اِس بچے کے بارے میں وصیت کرتا ہوں جو اپنے باپ کا اکلوتا بیٹا ہے اور (ساری دنیا کے انسانوں سے) منفرد اور ممتاز ہے...... جب یہ کمسن تھا تب ہی اپنے باپ (اور پھر ماں کے سایہ) سے محروم ہوگیا' چنانچہ میں اس بچے کے لئے ایسا بے چین رہا کرتا تھا جیسے ماں اپنی اولاد کے لئے (بے چین) رہتی ہے۔

جناب ابوطالب کی' حضور ﷺ سے محبت وعقیدت

جناب ابوطالب حضور اکرم ﷺ سے اتنی زیادہ محبت کرتے تھے جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اگرچہ آپ زیادہ مالدار نہیں تھے مگر حضور ﷺ کی آسائش وآرام میں کوئی کمی نہیں ہونے دی' اُن سے اتنا زیادہ پیار کرتے تھے کہ اپنے ہر بچے سے زیادہ اُن ﷺ کو عزیز رکھتے تھے۔ اُن کے برابر میں ہی سوتے تھے اور جب کہیں جانا ہوتو حضور کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔

جناب ابوطالب کو حضور اکرم ﷺ کے والد جناب عبداللہ سے بھی بہت محبت تھی اُن پر اپنی جان چھڑکتے تھے' چنانچہ روایت میں ہے کہ بعض اوقات' حضرت محمد ﷺ کو دیکھ کر جناب ابوطالب اپنے مرحوم بھائی کی یاد میں آنسو بہانے لگتے تھے۔ اور حضور اکرم ﷺ سے آپ کی عقیدت کا عالم یہ تھا کہ ابن عساکر نے حلیمہ بن عرفہ سے روایت کی ہے' وہ کہتے ہیں کہ:

ایک دفعہ میں مکہ میں تھا کہ وہاں قحط پڑ گیا تو قریش کے لوگوں نے جناب ابوطالب کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: اے ابوطالب! پورے علاقہ میں قحط ہے اور خشک سالی نے پورے خاندان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے' ہم لوگوں کو بارش کی دعا کرنی چاہیے۔

تو جناب ابوطالب اپنے ساتھ ایک ایسے خوبصورت نونہال (حضرت محمد ﷺ) کو لے کر نکلے جس کا چہرہ اس طرح چمک رہا تھا جیسے بدلی سے چاند نکل آئے' اُس نونہال کے اردگرد کئی اور جوان بھی تھے۔ جب یہ سب لوگ

خانہ کعبہ پہنچے تو جناب ابو طالب نے اُس خوبصورت نونہال کو کعبہ کی دیوار سے لگا کر کھڑا کر دیا اور اُس نونہال نے اپنی انگلی آسمان کی طرف) اُٹھا کر اشارہ کیا تو اگر چہ اس وقت تک آسمان میں بادل کا نام ونشان تک نہ تھا مگر اُن ﷺ کے اشارہ کرتے ہی ادھر اُدھر سے بادل آنا شروع ہوئے پھر اتنی موسلا دھار بارش ہوئی کہ ہر طرف جل تھل ہو گیا' اور قرب و جوار میں ہر طرف پانی ہی پانی نظر آنے لگا۔ اس کے بارے میں جناب ابو طالب نے یہ شعر کہا:

وَابيَضَ يُستَسقَى الغِمَامُ بِوَجهِهٖ ثِمَالُ اليَتَامٰى عِصمَةٌ لِلاَ رَامِلِ

وہ روشن پیشانی والے جن کے رُوئے انور کا واسطہ دے کر آسمان سے بارش طلب کی جاتی ہے' یتیموں کے سرپرست اور بیواؤں کی پناہ گاہ ہیں۔

حضور اکرم کی مدد و نصرت

جناب ابو طالب' حضور اکرم ﷺ کے منفرد مددگار تھے جو اُن کی خاطر قریش کی ہر قسم کی اذیتیں اور ظلم وستم سہتے تھے' اور جب تک آپ زندہ رہے کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ حضور اکرم ﷺ کو کوئی گزند پہنچا سکے' لیکن جب آپ کا انتقال ہو گیا تو قریش کے لوگوں کی ایذا رسانی نے انتہائی شدت اختیار کر لی جس کی بنا پر حضور اکرم ﷺ نے اپنے چچا کو یاد کرتے ہوئے فرمایا:

اے عم محترم! آپ کے جانے کے بعد کس قدر جلد ہم مصائب و آلام میں گھر گئے۔

جب خداوند عالم کی طرف سے حضور اکرم ﷺ کو یہ حکم ملا کہ کھلم کھلا دین کی تبلیغ شروع کر دیں اور آپ نے علی الاعلان زور وشور سے تبلیغ شروع کی تو قریش کو بہت گراں گذرا اور سب آپ ﷺ کی عداوت اور ایذا رسانی پر کمر بستہ ہو گئے' تو جناب ابو طالب' ہی آپ ﷺ کی مدد و نصرت کرتے تھے اور دشمنوں کو آپ سے دور کرتے تھے۔

پھر جب قریش نے یہ دیکھا کہ جناب ابو طالب کی مدد و نصرت کی بنا پر حضرت محمد ﷺ بتوں کی توہین کر رہے ہیں اور مشرکین کے عقائد و خیالات کا مذاق اُڑا رہے ہیں تو اُن کے سربرآوردہ لوگوں نے جناب ابو طالب کے پاس آ کر شکایت کی:

''اے ابو طالب! آپ کے بھتیجے' ہمارے خداؤں کو برا' ہمارے مذہب کو فاسد' ہمیں بے عقل اور ہمارے خیالات کو گمراہ قرار دیتے ہیں' یا تو آپ اُنہیں ہمارے حوالہ کریں یا اُنہیں چھوڑ کر آپ ہمارے درمیان سے ہٹ جائیں!

اس وقت جناب ابو طالب نے نہایت شائستہ طریقہ سے اُن سے گفتگو کی اور اچھی طرح سمجھا کر واپس

کردیا۔ لیکن اُن لوگوں کے جانے کے بعد حضور اکرم ﷺ زور وشور سے' لوگوں کو دین کی دعوت دیتے رہے۔

تو سردارانِ قریش ایک بار پھر جناب ابو طالب کے پاس آئے' انہوں نے دھمکی بھی دی اور محمد ﷺ کو اُن کے حوالے کرنے کا مطالبہ بھی کیا۔ قوم کی اِس عداوت ومخاصمت سے جناب ابو طالب کو بہت رنج پہنچا' پھر آپ نے حضور ﷺ سے پورا ماجرا بیان کردیا۔ جس کے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ' اے چچا جان! خدا کی قسم! اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ میں آفتاب اور بائیں ہاتھ میں ماہتاب رکھ دیں تب بھی میں دین کی تبلیغ سے باز نہیں آ سکتا' اب یا تو خدا اِس دین کو پھیلائے گا یا میں اس کی راہ میں ختم ہو جاؤں گا یہ سن کر جناب ابو طالب نے فرمایا:

اے نورِ نظر! آپ اپنا کام کرتے رہیے' خدا کی قسم! میں کبھی آپ کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا' پھر آپ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

وَاللہُ لَنْ یَصِلُوْا اِلَیْكَ بِجَمْعِهِمْ　　حَتّٰی اُوْ سَدَّ فِی التُّرَابِ دَفِیْنَا

فَالْقِذْ لِاَمْرِكَ مَا عَلَیْكَ مَخَافَةٌ　　وَابْشِرْ وَقَرَّ بِذَالِكَ مِنْهُ عُیُوْنَا

قسم بخدا! جب تک میں زمین کے اندر دفن نہ کر دیا جاؤں' یہ سب لوگ اکٹھا ہو کر بھی آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتے' لہٰذا آپ کسی خوف وخطر کے بغیر تبلیغ جاری رکھئے (خدا) آپ کو خوش' اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی (رکھے)۔

پھر جب قریش نے یہ دیکھا کہ جناب ابو طالب مسلسل حضور اکرم ﷺ کی مدد ونصرت کر رہے ہیں' تو اُن لوگوں نے مسلمانوں پر ظلم ڈھانا بھی شروع کیا اور بنی ہاشم کے بائیکاٹ کی دستاویز بھی تیار کی جس میں (تمام قبائل نے) یہ طے کیا کہ جب تک یہ لوگ حضور اکرم ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے ان کی شادی بیاہ' ان سے خرید و فروخت' ان کے ساتھ نشست و برخواست سب کچھ بند الغرض ہر قسم کے تعلقات ختم' اب مکمل بائیکاٹ کیا جائے گا۔

اس دستاویز پر چالیس آدمیوں نے مہر لگائی اور خانہ کعبہ کے اندر اُسے آویزاں کردیا...... جس کے بعد ابولہب وغیرہ کے علاوہ جناب ہاشم اور مطلب کے خاندان کے سب لوگوں نے شعب ابوطالب میں پناہ لے لی' ان لوگوں میں چالیس مرد تھے۔

شعب ابی طالب میں ان لوگوں کو انتہائی سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا' کھانے پینے کی ہر چیز ختم ہوگئی' اور ۲-۳ سال تک اِن تمام حضرات نے انتہائی پریشان کن صورتحال کا سامنا کیا۔

لیکن خداوند عالم کے لطف وکرم سے یہ مرحلہ بھی گذر گیا' اہل قریش میں بعض کو اس سنگدلی کا احساس

ہوا۔ اُنہوں نے دوسروں کو احساس دلایا اور اس بات پر زور دیا کہ اس دستاویز کو پھاڑ کر پھینک دینا چاہیے۔ چنانچہ مطعم بن عدی خانہ کعبہ کے اندر گیا' اُس کپڑے کو چاک کیا جس میں وہ دستاویز رکھی گئی تھی تو دیکھا کہ اُس پورے کاغذ کو دیمک نے کھا لیا ہے صرف "نامِ خدا" باقی رہ گیا ہے۔ یہ دیکھ کر قریش کے لوگوں نے بائیکاٹ ختم کیا' کھانے پینے کا سامان پہنچانے کی آزادی ہوئی اور بنی ہاشم کے لوگوں نے شعب ابو طالب کے حصار سے باہر آ کر آزادی کا سانس لیا۔

آپ کی شریکِ حیات

جناب ابوطالب کی شادی اُن کی اپنی چچا زاد بہن جناب فاطمہ بنت اسد سے ہوئی تھی' اُس کے علاوہ آپ نے کوئی شادی نہیں کی' آپ کی ساری اولاد اسی عظیم المرتبت خاتون سے ہے جو شروع میں ہی حضور اکرم ﷺ پر ایمان لائیں اور ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائیں' اور جب تک زندہ رہیں' حضور اکرم ﷺ آپ کے پاس برابر آتے رہتے تھے اور آپ کے گھر قیام بھی فرماتے تھے۔ سن ۴ ہجری میں آپ نے انتقال فرمایا تو حضور ﷺ نے ہی اُن کی نمازِ جنازہ پڑھی' خود ہی دفن فرمایا اور روتے ہوئے آپ کے لیے یہ دعا فرمائی:

"اے مادرِ گرامی! خدا آپ کو جزائے خیر دے' آپ میری نہایت مہربان' مادر گرامی تھیں"۔

کسی صحابی نے کہا کہ: یا رسول اللہ ﷺ اِن خاتون کے انتقال سے تو آپ پر انتہائی منفرد (حزن و ملال) نظر آ رہا ہے (جنازہ کے پیچھے روتے ہوئے چل رہے تھے' پھر جنازہ اُتارے جانے سے قبل خود آپ ﷺ قبر میں اُترے' بہت دیر تک قبر کے اندر لیٹے رہے) ایسا تو آپ نے کسی کی وفات پر نہیں کیا تھا؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "عم محترم جناب ابو طالب کے بعد مجھ پر سب سے مہربان یہی تھیں' میں نے اُن کے کفن میں اپنا لباس شامل کیا تا کہ انہیں جنت کا لباس ملے اور میں اُن کی قبر میں اس لیے لیٹا کہ خشارِ قبر سے محفوظ رہیں"۔

آپ کی اولاد

(۱) - "**طالب**" جو آپ کے سب سے بڑے بیٹے تھے اور اُن ہی کی وجہ سے آپ کا لقب ابوطالب قرار پایا۔ لیکن کتابوں میں ان کے حالات نہیں ملتے۔

(۲) - "**عقیل**" جو عرب کے انساب سے سب سے زیادہ باخبر تھے۔ اسلام لائے اور غزوہ موتہ میں شہید

ہوئے۔

(۳) - ''**جعفر**'' جو بعثت پیغمبر کے ابتدائی دنوں میں ہی اسلام لائے اور حضور اکرم ﷺ نے انہیں اپنا نمائندہ بنا کر حبشہ بھیجا۔

اور آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ''وہ صورت و سیرت میں مجھ سے مشابہ ہیں''۔ جنگِ موتہ میں آپ شہید ہوئے' دورانِ جنگ آپ کے دونوں ہاتھ کٹ گئے تو حضور اکرم ﷺ نے بشارت دی کہ:

''خداوند عالم اِن کو اِن دونوں ہاتھوں کے عوض جنت میں ایسے دو ہاتھ عطا کرے گا جن کی مدد سے وہ پرواز کرسکیں گے''۔ چنانچہ آپ ''جعفر طیار'' کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کے تین بیٹے تھے عبداللہ' محمد اور عون (عبداللہ سے حضرت زینبؑ کی شادی ہوئی اور عون سے جناب اُم کلثومؑ کی۔

(۴) - ''**حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب**'' پیغمبر اکرم ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے جبکہ انتہائی کم سن تھے' حضور اکرم ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراؑ کی شادی حضرت علی سے کی' حضور اکرم ﷺ کے ساتھ سب سے پہلی نماز بھی حضرت علی ؑ نے ہی پڑھی (پھر اسلام کی پوری تاریخ کے آپ ایسے معمار اعظم قرار پائے کہ جناب ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں لکھا کہ

لَوْ لَا اَبُوْ طَالِبٌ وَابْنُهٗ — لَمَا مَثَّلَ الدِّيْنُ شَخْصًا فَقَامَا

اگر جناب ابو طالب ؑ اور اُن کے فرزند حضرت علی ؑ نہ ہوتے' تو دین اسلام کا نام و نشان بھی نہ ہوتا۔

(۵) - **جناب اُم ہانی** (۶) - **جمانہ** - اور بعض مؤرخین نے کچھ اور بیٹیوں کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

اختتام کلام

اِس بات میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ) جناب ابو طالب نے مال کے بجائے اپنے اخلاقِ کریمانہ کے ذریعہ سے قریش کے دلوں پر حکومت کی اور بجائے اِس کے کہ جانوروں کی قربانی کے ذریعہ سے لوگوں کا دل خوش کرتے' اپنی بلند سیرت اور مضبوط کردار کے ذریعہ سے اپنی عظمت کا لوہا منوایا جس کی بنا پر اُن کے حاکم اعلیٰ کی حیثیت سے زندگی گزاری' تنگدست لوگوں' غرباء و مساکین اور پریشان حال مسافروں کے جو وفود آتے تھے اُن کی ضیافت اور اُن کے ساتھ فیاضی کا سلوک فرماتے تھے۔

عقل و دانش کے لحاظ سے انتہائی کمال پر تھے' آپ کی حکمت و بصیرت نہایت ممتاز تھی' اسلام کی آمد سے قبل

آپ ہی نے شراب کو حرام قرار دیا۔

آپ جب خطبہ دیتے تھے تو اُس کے الفاظ ایسے شیریں' مطالب ایسے بلند ہوتے تھے جو دِل میں نقش ہوتے چلے جاتے تھے چنانچہ آپ کے خطبوں کو انتہائی شہرت حاصل ہوئی۔

حقیقت تو یہ ہے کہ' کلمہ پڑھنے کی بحث سے قطع نظر' آپ کی پوری زندگی اسلام سے وابستہ نظر آتی ہے (بلکہ) دین اسلام کے لیے جو سب سے سخت اور مشکل وقت تھا اور نہایت پریشان کن حالات تھے' اُس میں جس ذاتِ گرامی کی مدد و نصرت سب سے نمایاں نظر آتی ہے اور جس کی حیات شجر اسلام سے مکمل طور سے پیوستہ نظر آتی ہے' وہ آپ ہی ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ جب بھی بیان کی جائے گی تو اُن کی کفالت کرنے والے' اُن کے عم محترم حضرت ابوطالب کی استقامت' بصیرت اور جرأتمندانہ نصرت رسول ﷺ پہلو بہ پہلو نظر آئے گی۔

(۱)

قریش نے جب بائیکاٹ کیا اور جناب ابو طالب پیغمبرؐ اسلام اور خاندان بنی ہاشم کے ساتھ شعبِ ابی طالب میں محصور ہوئے تو فرمایا:

تَطاولَ لیلي بِهَمٍّ وَصِبْ ... ودَمعٍ کَسَحِّ السُّقاءِ السَّرِبْ
لِلَعِبِ قُصَيٍّ بِأحلامِها ... وهل يَرجِعُ الحلمُ بعدَ اللَّعِبْ؟
ونفيِ قُصَيٍّ بني هاشمٍ ... كنفيِ الطُّهاةِ لِطافَ الخَشَبْ
وقولٍ لأحمدَ: أنتَ امرؤٌ ... خَلوفُ الحديثِ، ضَعيفُ السَّبَبْ

پے در پے رنج وغم اور تفکرات کی وجہ سے میری راتیں طویل ہوتی جارہی ہیں، اور میرے آنسو اس طرح بہتے رہتے ہیں، جیسے مشکیزہ سے پانی بہہ رہا ہو۔

کیونکہ قصیؑ کی اولاد اپنی عقلوں سے کھیل رہی ہے، اور کیا ایسے کھیل کے بعد (انسان کے اندر) دانشمندی واپس آسکتی ہے؟

قصیؑ کے خاندان والوں نے خاندان بنی ہاشم کو اس طرح الگ کر رکھا ہے، جیسے تندور والے چھوٹی لکڑیوں کو چن کر الگ کر دیتے ہیں۔

اور یہ لوگ (میرے بھتیجے) محمد مصطفیؐ سے یہ کہہ رہے ہیں کہ: ''تمہاری باتیں غلط ہیں'' یہ بہت بودی اور واہیات بات ہے۔

وإنْ كـانَ أحـمـدُ قـد جـاءَهُـمْ   بحـقٍّ ولم يـأتِـهِـمْ بـالـكـذِبْ
عـلـى أنَّ إخـوانَـنـا وازَروا   بنـي هـاشـمٍ وبنـي المـطَّلِبْ
هُـمـا أخـوانِ كعظمِ اليمـينِ   أمـرًا علـيـنـا بـعـقـدِ الـكَـرَبْ
فَـيـالَ قُـصَـيٍّ، ألمْ تُـخْـبَـروا   بمـا حـلَّ مِن شؤونٍ في العـربْ!
فـلا تُـمْـسِـكُـنَّ بـأيـديـكُـمـو   بُـعـيـدَ الأنـوف بعجْـبِ الـذَّنَـبْ
ورُمـتُـمْ بـأحـمـدَ مـا رمـتـمُـو   على الأصـراتِ وقـربِ الـنـسَـبْ

جبکہ محمدؐ تو ان کے پاس حق (کا پیغام) لے کر آئے ہیں، انہوں نے کوئی غلط بات تو نہیں کی۔

البتہ خاندان بنی ہاشم، اور خاندان مطلب کے، ہمارے بھائیوں نے ہمارا ساتھ دیا ہے۔

ہمارے یہ بھائی، درحقیقت ہمارے داہنے ہاتھ جیسے ہیں (جس میں زیادہ قوت ہوتی ہے اور انسان ان ہی سے زیادہ کام لیتا ہے)۔ جب ہم پریشانیوں میں گھرے تو ان ہی لوگوں نے ہمیں تقویت پہنچائی۔

اے قصیؑ کے خاندان کے لوگو! تمہیں کیا اس بات کی اطلاع نہیں کہ اہلِ عرب، کن حالات سے گذر رہے ہیں؟

تم صاحبان شراف و کرامت لوگ ہو۔ ان لوگوں کا ساتھ مت دو جو پست ہمت ہیں، اور ارفع و اعلیٰ باتوں سے دور ہیں۔

اور (افسوس، صد افسوس، تم نے میرے بھتیجے محمدؐ، جس کا نام) احمد (بھی ہے) اس کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟

جبکہ اس سے تمہاری قرابت بھی ہے اور نسبی رشتہ بھی!!

إلامَ إلامَ تُلاقيتُمو بِأمرِ مُزاحٍ وحِلمٍ عَزَبْ؟

زَعمتُم بأنكمو جيرةً وأنكمو إخوةٌ في النَسَبْ

فكيفَ تُعادونَ أبناءَهُ وأهلَ الدِيانةِ بيتَ الحَسَبْ؟

فإنّا ومَن حَجَّ مِن راكبٍ وكعبةِ مكّةَ ذاتِ الحُجُبْ

تَنالون أحمدَ أوْ تَصطلوا ظُباةَ الرِّماحِ وحَدَّ القُضُبْ

وتَغترفوا بينَ أبياتِكُمْ صُدورَ العَوالي وخَيلاً عُصَبْ

پھر کیسے تم ان سے دشمنی کر رہے ہو۔ جبکہ وہ (تمہارے رشتہ دار ہی کی اولاد ہیں) اور حسب ونسب کے لحاظ سے تم سے قریب ہیں۔

ہم لوگ اور وہ لوگ جو سواریوں پر حج بیت اللہ کے لئے مکہ معظمہ آتے ہیں (سب کے سب) غلاف کعبہ سے وابستہ ہیں۔

یاد رکھو! اگر تم لوگوں نے احمد ﷺ کو گزند پہنچانے کی کوشش کی یا اُن کے مقابلے پر آئے تو تمہیں نیزے کی انیوں اور تلواروں کی دھار کا سامنا کرنا پڑے گا!

پھر تم سب گروہ در گروہ اپنے گھوڑوں اور بلند و بالا نیزوں کے ساتھ اپنے اپنے گھروں کے سامنے ہی مرے ہوئے) بکھرے پڑے ہو گے۔

کب تک، تم لوگ (رشد و ہدایت کی باتوں کو) ہنسی مذاق سمجھتے رہو گے اور ذہنی فتور کا مظاہرہ کرتے رہو گے؟

جب کہ تم خود کو ان کا پڑوسی بھی سمجھتے ہو اور نسبی قرابتداری (کو مدِ نظر رکھا جائے تو) سے تم ان کے بھائی بھی (قرار پاتے) ہو!!

إذِ الخيلُ تَمْزَعُ في جَرْيِها ... بسَيرِ العَنيقِ وحثُّ الخَبَبْ

تَراهُنَّ مِن بينِ صافي السَّبيبِ ... قَصيرَ الحزامِ طويلَ اللُّبَبْ

وجَرْداءَ كالظَّبيِ سَيموحَةٍ ... طَواها النُّقائعُ بعدَ الحَلَبْ

عَليها كرامُ بني هاشمٍ ... هُمُ الأنجبونَ معَ المُنتَخَبْ

(یہ اس وقت ہوگا) جب گھوڑوں کو تیزی سے دوڑایا جائے گا اور دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے انہیں آمادہ کیا جائے گا۔

ان گھوڑوں کو تم لوگ دیکھو گے جن کی گردن اور دم کے بال لمبے ہوں گے، ان کی مہار چھوٹی ہوگی لیکن ان کا سینہ بڑا ہوگا۔

یہ گھوڑے ہرنی کی طرح چوکڑی بھرنے والے ہوں گے۔ ان کے جسم کے بال چھوٹے چھوٹے ہوں گے۔

ان گھوڑوں کے شہسوار خاندان بنی ہاشم کے انتہائی شریف النفس اور عالی ہمت افراد ہوں گے جو (خداوندِ عالم) کے منتخب بندہ کے ہمراہ ہوں گے۔

- ۲ -

جناب ابو طالب نے ایک اور موقع پر عبد شمس بن عبدِ مناف اور نوفل بن عبدِ مناف کے خاندان کے لوگوں کو اپنے اشعار میں مخصوص انداز سے مخاطب کر کے ان کی حمیت و غیرت کو للکارا ہے۔ ان دونوں خاندان کے افراد حبشہ اور عراق کی طرف تجارتی قافلے لے کر جاتے تھے، اور مکہ میں بہت مالدار اور بااثر سمجھے جاتے تھے۔ جب ان لوگوں کی طرف سے رسول خداؐ کی مخالفت بہت بڑھ گئی تو جناب ابو طالب نے انہیں یوں مخاطب کیا:

أيا أخَوَينا عبدَ شمسٍ ونَوْفلا
أعيذُكما أنْ تَبعَثا بَيْننا حَرْبا

اے عبد شمس اور نوفل بن عبد مناف کے خاندان والو! (چونکہ ہم بھی خاندانِ عبد مناف ہی سے ہیں، اس بنا پر رشتہ میں) تم ہمارے بھائی ہو میں تم لوگوں کو تنبیہ کرتا ہوں کہ ہمارے خلاف جنگ کا بازار گرم نہ کرو۔

- ۳ -

جب مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت ابوطالب نے وہاں کے بادشاہ 'نجاشی' کو لکھا کہ ان مسلمانوں کا احترام کرنا اور ان کی عزت وکرامت کا خیال رکھنا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

الا ليتَ شِعري كيفَ في النّأيِ جَعفرٌ وعَمرٌو وأعداءُ النبي الأقاربُ؟
فهل نالَ أفعالَ النُّجاشيِّ جعفراً وأصحابَهُ أو عاقَ ذلك شاغِبُ؟

کاش میں سمجھ سکتا کہ حبشہ میں (میرے بیٹے) جعفر طیار (اور ان کے دشمن) عمرو کا کیا حال ہے اور کتنے تعجب کی بات ہے نبی اکرم کی مخالفت وہ کر رہے ہیں جو ان کے قرابتدار بھی ہیں!

پتہ نہیں! (حبشہ کے بادشاہ) نجاشی نے جعفر (طیار) اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا یا وہ بد سرشت رکاوٹ بن گیا؟

تعلم ابيت اللعن انك ماجد کریم، فلا يشقى لديك المجانب
تعلم بان الله زادك بسطة وافعال خير كلها بك لازب
وانك فيض ذو سجال غزيرة ينال الاعادي نفعها والاقارب

اے نجاشی! خدا کرے تم ہمیشہ برائی سے دور رہو۔ یاد رکھو کہ تم صاحب مجد و کرامت ہو (صاحب جاہ و حشم ہو) کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے پڑوسی جنہوں نے مشرکین مکہ سے جان چھڑا کر تمہارے پاس پناہ لی ہے، سختی میں مبتلا ہوں۔

اور یہ بھی یاد رکھنا کہ پرودگارِ عالم کے کرم سے تمہیں حکومت و سلطنت کی وجہ سے بہت اختیارات حاصل ہیں، لہٰذا تمام نیک کاموں میں بھی تمہیں پابندی سے (حصہ لینا) چاہئے۔

اور تم تو سخی و فیاض بھی ہو جس سے دوست اور دشمن دونوں ہی فیضیاب ہوتے ہیں

- ٤ -

ایک اور موقع پر جناب ابو طالبؑ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وتوصیف میں فرماتے ہیں:

أنتَ الرسولُ رسولُ اللّهِ نَعلمُهُ
عليكَ نُزِّلَ مِن ذي العِزّةِ الكُتُبُ

ہم یہ جانتے ہیں کہ آپ ہی رسول برحق ہیں، جنہیں خداوندِ عالم نے مبعوث برسالت فرمایا ہے اور اس ربِ ذوالجلال کی جانب سے آپ ﷺ پر کتاب (قرآن مجید) نازل ہوئی ہے۔

- ٥ -

بكيتُ أخا لأواءَ يُحمَدُ يومُهُ　　　كريمٌ رؤوسَ الدّارعينَ ضَروبُ

میں نے اپنے (جاہ وحشمت) والے بھائی (کی جدائی) پر شدت سے گریہ کیا' جس کی جنگ (میں شجاعت) نہایت قابل تعریف ہے۔ وہ فیاض ہے۔ زرّہ پوشوں کا سردار اور شمشیر زنی میں بے مثل ہے۔

- ٦ -

''عبدشمس'' کی اولاد بنی امیہ، جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دین اسلام کی مخالفت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا تھا اور طرح طرح سے حضور اکرمؐ اور ان کا ساتھ دینے والوں کو اذیت پہنچاتے رہتے تھے ان کی سرزنش کرتے ہوئے جناب ابو طالبؑ فرماتے ہیں:

وما كنتُ أخشى أنْ يُرى الذُّلُّ فيكُمو — بني عبدِ شمسٍ جيرَتي والأقاربُ
جَميعاً فلا زالتْ عليكم عظيمةٌ — تَعُمُّ وتَدعو أهلَها بالجَباجِبِ
أراكُم جَميعاً خاذِلين فذاهِبٌ — عنِ النَّصرِ منَّا أو غَوٍ مُتَجانِبِ

اے عبدشمس کے خاندان کے لوگو! تم ہمارے پڑوسی بھی ہو اور قرابتدار بھی، لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر ایک ایسی رسوائی مسلط ہوگی۔

جو تم سب لوگوں کا احاطہ کرلے گی اور وہ رسوائی و مصیبت اتنی بڑی اور ہمہ گیر ہوگی کہ ان پہاڑیوں کے دامن میں جتنے گھر آباد ہیں، سب ہی کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔

(اے عبدشمس کے خاندان والو!) میں تم سب لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ رسوا ہونے والے ہو، گمراہی میں بھٹکنے والے ہو، اور (حق وصداقت کے راستہ سے) دور ہو چکے ہو، پھر ہم میں سے کوئی تم لوگوں کی مدد کرنے والا نہیں ہوگا۔

- ۷ -

ابوالعباس مبرد کہتے ہیں کہ:

مجھ سے ابن عائشہ نامی شخص نے بیان کیا کہ ایک روز جناب ابو طالبؑ ایک ایسی جگہ سے گذرے، جہاں رسولِ خداﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے داہنی جانب حضرت علیؑ کھڑے تھے، تو جناب ابو طالب نے اپنے بیٹے جناب جعفر طیار سے فرمایا:

تم بھی جاؤ اور رسول اللہؐ کے ساتھ نماز پڑھو اس کے بعد جناب ابو طالب نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

إنَّ علياً وجعفراً ثِقتي عندَ احتدامِ الأمورِ والكُرَبِ
أراهما عُرضَةَ اللِّقاءِ إذا سامَيتُ او انتَمي إلى حَسَبِ

جب زمانہ کی چیرہ دستیاں بڑھ جائیں اور معاملات بہت سخت ہو جائیں تو مجھے علیؑ اور جعفر پر ہی (بہت زیادہ) اعتماد ہے۔

مجھے یقین ہے کہ جب بھی اپنی بلندیوں (کے اظہار) یا خاندان کے شرف کی نسبت (یا کسی وجہ سے آواز دوں گا) تو یہ دونوں آمادۂ پیکار نظر آئیں گے۔

لا تَخْـذُلا وانْصُـرا ابنَ عَمِّكُمـا أخي لأُمّي مِـن بَيـنِهـم وأبي
والـلهِ لا أخـذُلُ الـنـبـيَّ ولا يـخـذُلُـه من بـنـيَّ ذو حـسـبِ

دیکھو میرے بیٹو! میرے حقیقی بھائی کے بیٹے (محمد مصطفیٰ) جو تمہارے چچازاد بھائی بھی ہیں، کسی وقت ان کا ساتھ نہ چھوڑنا، بلکہ مسلسل مدد و نصرت کرتے رہنا۔

اور میں خداوندِ عالم کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ نہ تو میں نبی کریم کو (کسی حال میں) چھوڑ سکتا ہوں اور نہ کوئی شریف النسب ان کا ساتھ چھوڑ سکتا ہے۔

- ۸ -

حضرت عبدالمطلب کی زندگی میں ہی، جب کہ ابھی حضور اکرم ﷺ بہت کمسن تھے، ایک راہب نے جناب ابو طالبؑ کے سامنے نبی اکرم ﷺ کو تعریف و توصیف کی تو اسی وقت سے جناب! ابو طالب نے طے کرلیا کہ میں ان کی مدد نصرت اور تائید وحمایت میں جان کی بازی لگادوں گا۔

چنانچہ جب، جناب ابو طالب سے ایک مرتبہ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا کہ میرے پوتے حضرت محمد ﷺ کا پورا خیال رکھنا، تو جناب ابو طالبؑ نے اپنے پدر بزرگوار کے سامنے ایک پر جوش نظم پیش کی جس میں فرمایا:

لا تُوصِني بلازِمٍ وواجبٍ
إني سمعتُ أعجبَ العجائبِ

مِن كل حَبْرٍ عالمٍ وكاتبٍ
بأنْ يحمدَ اللهُ قولَ الراهبِ

اے میرے پدر عالی قدر! جو کام میرے لئے پہلے ہی سے واجب و لازم ہے، اس کے بارے میں وصیت فرمانے کی اس لئے ضرورت نہیں کہ میں نے تو نہایت محیر العقول باتیں سنی ہیں۔

اہل کتاب کے تمام عالموں سے، ان کے لکھنے والوں سے اور راہب کا خدا بھلا کرے جو اس نے ان باتوں کو آشکار کیا۔

- ۹ -

مکہ معظمہ میں جب حضور اکرم ﷺ نے کفار و مشرکین اور ان کے خود ساختہ معبودوں کے خلاف آواز بلند کی، جس کے نتیجہ میں مشرکین مکہ کی راتوں کی نیندیں حرام ہونے لگیں۔ وہ سب مل کر حضرت ابو طالب کی خدمت میں آئے اور پیش کش کی کہ:

آپ ہمارے کسی خوبصورت تومند لائق فائق، مالدار نوجوان کو لے کر، ان کے بدلے آنحضرت ﷺ کو ہمارے سپرد کردیں۔

ان کی یہ مہمل اور لغو پیشکش سن کر جناب ابو طالبؑ نے ان سب کو دھتکار دیا اور پورے جاہ جلال کے ساتھ ایک قصیدہ حضور اکرم ﷺ کے بارے میں کہا، جس میں مندرجہ ذیل اشعار بھی تھے:

يقولون لي: دَعْ نَصْرَ مَن جاءَ بالهُدى   وغـالبْ لنا غِـلابَ كـلَّ مُغـالبِ

یہ لوگ مجھ سے مطالبہ کررہے ہیں کہ میں اس ذات گرامی کی مدد و نصرت ترک کردوں جو ہدایت کا پیغام لے کر آیا ہے۔

وسلِّمْ إلينا أحمداً واكْفَلَنْ لنا بُنيّاً، ولا تَحفِلْ بقولِ المُعاتبِ
فقلتُ لهُمْ: الله ربّي وناصِري على كلِّ باغٍ من لؤيّ بنِ غالبِ

اور یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں میں (اپنے نور نظر) احمد مجتبیٰ ﷺ کو تو ان کے سپرد کردوں اور ان کے کسی فرزند کی کفالت وسرپرستی کرنے لگوں؟ بخدا یہ کبھی نہیں ہو سکے گا اور اس راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی میں پروا ہ نہیں کرسکتا۔

میں نے ان لوگوں کو صاف صاف بتادیا ہے کہ اللہ جو میرا رب ہے وہی میرا مددگار ہے، اور قریش (میں سے) لوئی بن غالب کی اولاد میں سے جو شخص بھی (رسول خدا کے خلاف) بغاوت کا علم بلند کرے گا ہم اس کا مقابلہ کریں گے اور خدا ہماری مدد کرے گا۔

-۱۰-

جناب ابوطالبؑ کے والد بزرگوار حضرت عبدالمطلبؑ نے یہ نذر مانی تھی کہ پروردگار عالم نے اگرانہیں دس بیٹے عطا فرمائے تو خدا کی بارگاہ میں ایک بیٹے کی قربانی پیش کریں گے۔ چنانچہ آپ کو نذر کے مطابق دس بیٹے نصیب ہوئے۔

خاندان بنی ہاشم کے لوگ آنحضرت ﷺ کے اعلان رسالت سے قبل حضرت ابراہیمؑ کی شریعت کے مطابق زندگی گزار رہے تھے، پیغمبر اسلام ﷺ کے دادا جناب عبدالمطلب بھی اسی دین کے پابند تھے۔ اس لئے طے پایا کہ پہلے بچوں کے نام پر قرعہ اندازی ہو، پھر جس بچے کا نام نکلے اس کے مقابلے پر اونٹ رکھ دونوں کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے۔ اس سے قبل جب بچوں کے نام قرعہ اندازی کی گئی تھی تو جناب عبداللہ، جو بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے، انکا نام نکلا تھا۔ مگر خاندان کے لوگوں کے اصرار پر انہوں نے حضرت عبداللہ کی جگہ اونٹوں کی قربانی دینے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ جناب عبد اللہ اور اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی شروع کی گئی تو سو اونٹوں کے نام قرعہ نکلا جناب عبدالمطلب نے احتیاطاً اس بات کو کئی بار دہرایا، اور ہر دفعہ ''سو اونٹوں'' ہی کے لئے قرعہ نکلا، جس کے بعد آپ نے سو اونٹوں کی قربانی پیش کی، اور ''جناب عبداللہ'' کے بچ جانے پر تمام بنی ہاشم، بلکہ پورے قریش، اور جملہ

اہلِ مکہ نے بے پناہ خوشیاں منائیاں، کیونکہ یہ خاندان سب کی نگاہوں میں انتہائی احترام کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔

جناب ابو طالب نے اس موقع پر ایک نظم میں فرمایا:

كـلّا وربِّ الـبـيـتِ ذي الأنـصـابِ
مـا ذَبْـحُ عـبـدِ الـلّٰـه بـالـتَّـلْعَـابِ
يـا شَـيـبُ إنَّ الـربـحَ ذو عِـقـابِ

إنَّ لـنـا جِـرَّةً فـي الـخِـطـابِ
أخـوالَ صِـدْقٍ كـلـيـوثِ الـغـابِ

ربِّ کعبہ کی قسم! عبداللہ کو راہ خدا میں پیش کرنا کوئی آسان بات نہیں ہے اور اے میرے پدر بزرگوار! جناب شیبۃ الحمد! اگر ایسا ہوا تو سیاہ آندھیاں چلنے لگیں گی۔ قوم کے اندر ایک بحران کی کیفیت پیدا ہو جائے گی اور ہمارے ننھیالی رشتہ دار بنی مخزوم کے تمام لوگوں پر رنج و غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑے گا۔ لہٰذا آپ عبداللہ کی قربانی پیش کرنے کا فیصلہ نہ کریں بلکہ غور فرمائیں کہ اس کے متبادل اور کیا صورتیں ہو سکتی ہیں۔

- ۱۱ -

جب حضورا کرم ﷺ کے اعلان رسالت کے بعد، قریش کی مخالفت میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے آپس میں ایک بہت بڑا معاہدہ کیا جس کے مطابق پورے خاندان بنی ہاشم اور خاص طور سے جناب ابو طالبؑ اور ان سے وابستہ افراد کا مکمل بائیکاٹ کرنے کا اعلان کیا گیا اور حضور اکرم ﷺ اور ان کے سچے ماننے والے، ہر طرف خطرات میں گھر گئے تو جناب ابو طالب نے ''شعب ابی طالب'' میں پناہ لی۔ وہاں بھی آپ کو اندیشے لاحق رہتے تھے کہ کہیں دشمن جاسوسی کر کے حضورِ اکرم ﷺ کے سونے کی جگہ معلوم نہ کرلیں اور خدانخواستہ شب خون مارنے کی کوشش نہ کریں۔ چنانچہ جناب ابو طالب کا معمول تھا کہ اکثر حضورا کرم ﷺ کے سونے کی جگہ تبدیل کرتے تھے، اور حضور ﷺ کے بستر پر اپنے فرزندوں میں سے ایک فرزند کو سلادیا کرتے تھے تاکہ اگر دشمن شب خون مارے تو ابو طالبؑ کا بیٹا قربان ہو جائے حضورا کرم ﷺ کی جان بچ جائے اس سلسلہ میں اپنے فرزند سے مخاطب ہو کر فرمایا:

إصْبِرَنْ يَا بُنَيَّ فَالصَّبْرُ احجىٰ ‏ ‏ كُلُّ حَيٍّ مَصِيرُهُ لِشَعُوبِ
قَدْ بَلِي الصَّبْرُ وَالبَلاءُ شَدِيدٌ ‏ ‏ لِفِدَاءِ الحَبِيبِ وَابْنِ الحَبِيبِ
النَّبِيُّ الأَغَرُّ ذِي الحَسَبِ الثَّا ‏ ‏ قِبِ وَالبَاعِ وَالكَرِيمِ النَّجِيبِ

اے میرے نورِ نظر، صبر و استقامت سے کام لینا، کیونکہ گھبرانے یا خوفزدہ ہونے کے بجائے ہمیشہ صبر و استقامت ہی دانشمندی کی علامت ہے اور (جہاں تک موت کا تعلق ہے تو) ہر زندہ انسان کے قدم موت کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

(اور اے نورِ نظر) اس میں کوئی شک نہیں تمہارے لئے یہ ایک انتہائی سخت آزمائش ہے لیکن یہ انتہائی سخت آزمائش بھی اس ذات گرامی کے لئے ایثار و فداکاری کی خاطر ہے، جو خود محبوب بھی ہے اور محبوب (عبداللہ) کا بیٹا بھی۔

(یعنی) وہ نبی کریم ﷺ جو روشن پیشانی والے ہیں، جو نسب کے اعتبار سے ستاروں کی مانند درخشندہ ہیں، فضل و شرف میں سب سے بلند ہیں صاحب جود و کرم ہیں اور نجیب و شریف ہیں۔

إنْ تُصِبْكَ المَنونُ فالنُّبْلُ تَتْرى　　فمصيبٌ مِنها وغيرُ مُصيبِ

كلُّ حيٍّ وإنْ تَملّى بعُمْرٍ　　آخِذٌ من مَذاقِها بنصيبِ

اگر تمہیں (اس ایثار و فداکاری کی راہ میں) جان بھی دینی پڑی، تو (کیا ہوا) موت کے تیر تو چلتے ہی رہتے ہیں۔ کسی کو لگ جاتا ہے اور کہیں اچک جاتا ہے۔

(بہر حال یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ) جو شخص بھی زندگی گذار رہا ہے، چاہے اس کی عمر کتنی ہی طولانی کیوں نہ ہو جائے (ایک نہ ایک دن تو) اسے موت کا مزا چکھنا ہی ہے۔ (پھر کیوں نہ اسے حق کی راہ میں صرف کیا جائے)

- ۱۲ -

اہل عرب کا معمول تھا کہ جب معرکہ کارزار گرم ہو، یا دشمن سے مقابلے کی منزل نزدیک ہو، یا کوئی ایسی صورت حال ہو جس میں کسی وقت بھی دشمن کا سامنا کرنا پڑ جائے، تو بے اختیار ان کی زبان پر کچھ جملے آجاتے تھے اور جو اشخاص شاعر بھی ہوں، وہ اس مناسبت سے متعدد اشعار پڑھتے تھے۔ جیسے جناب امیر المؤمنین نے جنگ خندق و خیبر وغیرہ میں عمرو بن عبدِ ود اور مرحب وغیرہ کے مقابلے پر اشعار پڑھیا جیسے جناب عباس علمدار نے، میدان کربلا میں، مشکیزہ لے کر نہر فرات کی طرف جاتے ہوئے فوج یزیدی کو مخاطب کرتے ہوئے کچھ اشعار پڑھے تھے۔ ان اشعار کو ''رجز'' کہا جاتا ہے اور ان اشعار میں اپنی شجاعت و جواں مردی، موت سے لاپروائی، خاندانی عظمت یا اپنے کسی ایسے محترم شخص کا بھی ذکر ہوتا ہے جس کو دشمن نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

يـا ربِّ إمّـا تُـخـرِجَنَّ طـالـبي
في مِقْنَبٍ من تِلْكُمُ المقـانـبِ
فـليكُنِ المَغلوبُ غيـرَ الغـالـبِ
وليكُنِ المسلوبُ غيـرَ السّـالـبِ

اے میرے پروردگار! تو نکالے گا میرے طالب کو اُن لشکروں کے جتھوں سے
تو پس ہو جائے گا مغلوب غالب کے سوا اور مسلوب سالب کے سوا ہو جائے گا۔

- ۱۳ -

مقاطعہ قریش

سیرت کی کتابوں میں یہ واقعہ بہت تفصیل کے ساتھ موجود ہے کہ:

جب قریش کے قبائل نے حضور اکرم ﷺ ،اور ان کے اہل خاندان کا بائیکاٹ کیا تھا۔تو آپس میں ایک معاہدہ بھی کیا تھا جس کا حلف نامہ انہوں نے خانہ کعبہ کے اندر آویزاں کیا تھا۔جس کے بعد حضور اکرم ﷺ شعب ابی طالب میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے تھے اور جناب ابو طالبؑ اور ان کے فرزندان گرامی آپ ﷺ کے لئے فدا کاری و جانثاری کے عظیم ابواب رقم کر رہے تھے۔جب شعب ابی طالب میں ایک مدت گذر گئی ،تو ایک روز حضور اکرم ﷺ نے جناب ابو طالب سے فرمایا کہ:

کفار قریش نے جو حلف نامہ لکھ کر خانہ کعبہ میں آویزاں کیا تھا،اس پورے حلف نامہ کے کاغذ کو دیمک نے کھالیا ہے،صرف ایک جگہ جہاں لفظ ''اللہ'' لکھا تھا وہ باقی رہ گیا ہے۔

جناب ابو طالب نے قریش کے پاس جا کر پورے جوش وجذبہ سے فرمایا کہ:

''تم چاہو تو میرے بھتیجے کی سچائی کو ایک بار پھر آزمالو،حلف نامہ کھول کر دیکھو اس میں صرف ''اللہ'' کا نام باقی ہے،اس کے علاوہ جو کچھ تھا،اسے دیمک کھا گئی۔کفار قریش نے ابتدا تو اس بات کو کوئی اہمیت نہیں دی ،لیکن جب حضرت ابو طالب نے زور دیا،تو ان لوگوں نے خانہ کعبہ کو کھولا اور حلف نامہ نکالا تو

حضور اکرم ﷺ کے فرمان کے عین مطابق اس میں صرف لفظ "اللہ" باقی تھا اور اس کے علاوہ پوری عبارت کو دیمک کھا چکی تھی۔

جس کے بعد جناب ابو طالبؑ نے پوری بصیرت کو استعمال کرتے ہوئے، قریش کو مجبور کیا کہ وہ بائیکاٹ ختم کریں۔ جب بائیکاٹ ختم ہو گیا، تو حضرت ابو طالبؑ نے ایک مفصل قصیدہ حضور اکرم ﷺ کی شان میں کہہ کر لوگوں کو سنایا، جس میں اس حلف نامہ کا بھی تذکرہ ہے، لفظ اللہ کے باقی رہ جانے اور باقی پورے کاغذ کو دیمک کے کھا جانے کا ذکر بھی۔

تاریخ و سیرت کی کتابوں میں، حضور اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد مکہ معظمہ میں پیش آنے والے واقعات، کفار کے عناد، مشرکین کی سرکشی اور قریش کی ایذا رسانیوں کی جو تفصیلات درج ہیں، ان کا مطالعہ کرنے سے ہر صاحب نظر یہ سمجھ سکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو تبلیغ دین کے سلسلے میں کس قدر مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ خصوصاً ۲۔۳ سال کا عرصہ جو آپ نے کفار و مشرکین مکہ کے بائیکاٹ کی وجہ سے شعب ابو طالب میں گذارا، وہ تو اتنا سخت تھا کہ کھانے پینے کا ہر سامان ختم ہو چکا تھا۔ کوئی شخص خاندان بنی ہاشم سے نہ کوئی چیز خریدتا تھا نہ ان کے ہاتھ کوئی شے بیچتا تھا۔ یہاں تک حضور اکرم ﷺ اور تمام خاندان سوکھے پتے کھا کر زندگی گذارنے پر مجبور ہو گئے۔ بلکہ بعض کتابوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ اتنے دنوں تک پتوں پر گذارا کرنا پڑا کہ جسم مبارک پر اس کے نشانات ظاہر ہو گئے۔ جناب ابو طالب اپنی زیر نظر نظم میں ان تکلیف دہ ایام اور خصوصاً شعب ابی طالب کی راتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

أَلا مَن لهمٍّ آخِـرَ الليـلِ مُنْصِبِ وشِعْبِ العصا من قومِكِ المتَشَعِّبِ
وجَـرْبى أراها مِن لؤيِّ بنِ غـالبِ مَتى ما تُزاحِمُها الصَّحيحةُ لجربِ
إذا قـائمٌ في القـومِ قـامَ بِخُطَّةٍ أقاموا جميعاً ثمَّ صاحوا وأجْلَبوا
وما ذنبُ من يَدْعو إلى اللّهِ وحدَهُ ودينٍ قـديمٍ أهلُه غيرُ خُيَّبِ؟

''رات کے آخری حصہ میں جو فکر و اندیشہ مجھے لاحق ہوتا تھا وہ بہت سخت تھا کیونکہ قوم بہت پراگندہ ہو چکی تھی اور ہمارے اپنے لوگ ہمارے ساتھ ناانصافی کر رہے تھے۔

اور لوئی بن غالب کے لوگوں میں مجھے یہ نظر آ رہا ہے کہ اخلاقی بیماریاں بہت زیادہ پھیل چکی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے صحیح لوگ بھی بیمار ہو رہے ہیں۔

جب قوم کے درمیان دعوتِ الٰہی پیش کرنے والا (نبیؐ خداﷺ) کھڑا ہوا (اور اس نے انہیں دین کی طرف بلایا) تو سب اس کی مخالفت، پر کمربستہ ہو گئے اور چیخ و پکار کرنے لگے۔

لیکن (غور کرنے کی بات تو یہ ہے کہ) جو شخص لوگوں کو خداوند عالم کی وحدانیت کی طرف بلا رہا ہے۔ اس کا گناہ کیا ہے؟ (کہ یہ لوگ اسے اذیت پہنچا رہے ہیں) جب کہ (دین ابراہیمی، جو یہاں والوں کا) قدیم مذہب ہے وہ بھی جانا پہچانا ہے (اور جس طرح توحید کی دعوت حضرت ابراہیمؑ نے دی تھی، اسی طرح ہمارا نبیﷺ دے رہا ہے)

وما ظُلْمُ مَن يَدْعو إلى البِرِّ والتُّقى ... ورابُ الثأي في يومِ لاحينَ مَشْعَبِ؟
وقد جُرِّبوا فيما مَضى غِبَّ أمرِهِمْ ... وما عالِمٌ أمراً كَمَنْ لم يُجرِّبِ
وقد كانَ في أمرِ الصَّحيفةِ عِبرَةٌ ... أتاكَ بِها مِن غائبٍ مُتَغَضِّبِ
مَحا اللهُ مِنها كُفْرَهُم وعُقوقَهُمْ ... وما نَقَموا مِن صادِقِ القَوْلِ مُنْجِبِ

اس وقت جبکہ ہر طرف برائیاں عام ہو چکی ہیں، جو شخص نیکی اور تقویٰ و پرہیز گاری کی دعوت دے رہا ہے اس نے کوئی ظلم تو نہیں کیا ہے۔

اور یہ لوگ وہ ہیں جن کا اس سے پہلے بھی تجربہ کیا جا چکا ہے، اور جو شخص تجربہ کی منزل سے نہیں گزرا وہ (اس معاملہ کو اچھی طرح) نہیں سمجھ سکتا! البتہ ان لوگوں کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے۔

حلف نامہ کی جو دستاویز جسے درحقیقت اتنی عداوت اور تنگ نظری کی وجہ سے ان لوگوں نے تیار کیا تھا، مگر قدرت خدا دیکھو، کہ دیمک پورے حلف نامہ کو کھا گئی صرف نام خدا باقی رہ گیا تو اس میں بھی تو ان کیلئے نصیحت کا (کافی) سامان موجود ہے۔

خداوند عالم نے (اپنی قدرت کاملہ کے ذریعے محمد ﷺ کی سچائی کو نمایاں کیا اور دیمک بھیج کر) ان کفار قریش کی نافرمانی اور عناد پر مبنی تحریر کو مٹا دیا، اور یہ لوگ (محمد ﷺ جیسے) صادق القول انسان سے جو عداوت کر رہے تھے (اس کا کذب و افتراء واضح کر دیا) یہ اور بات ہے کہ یہ اپنی دشمنی پر جمے رہیں۔

فأصبحَ ما قالوا منَ الأمرِ باطلاً ... ومَن يَخْتَلِقْ ما ليسَ بالحقِّ يكذِبِ
فأمسىٰ ابنُ عبدِ اللهِ فينا مُصدَّقاً ... على ساخطٍ مِنْ قومِنا غيرِ مُعتَبِ
فلا تحسِبُونا خاذِلينَ محمَّداً ... لِذي غُربةٍ منَّا ولا مُتقرِّبِ
ستَمنَعُه منَّا يدٌ هاشِمِيَّةٌ ... مُركَّبُها في المجدِ خيرُ مركَّبِ

چنانچہ ان (کفار و مشرکین) نے جو باتیں کہی تھیں (اور جو عہد و پیمان کیے تھے) سب کے سب لغو ثابت ہو گئے، اور یہ بات واضح ہے کہ جو شخص بھی حق کے خلاف کوئی بات ایجاد کرے گا، اس کا جھوٹ واضح ہو جائے گا۔

عبد اللہ کے فرزند ارجمند (حضرت محمد ﷺ) ہمارے درمیان (شروع ہی سے) صادق و امین رہے ہیں اور قوم کی تمام ناراضگیوں کے باوجود وہی بات سچی ثابت ہوئی (جو انہوں نے فرمائی تھی)

تم لوگ کبھی یہ وہم و گمان بھی نہ کرنا کہ ہم لوگ محمد ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیں گے چاہے ہم میں سے کوئی نزدیک ہو یا دور!

خاندان بنی ہاشم کے جوانوں کے مضبوط و توانا بازو ان کا بھرپور دفاع کریں گے، جنہیں شرف و بزرگی میں اس ذات پروردگار نے سنوارا ہے۔ جو بہترین سنوارنے والا اور آراستہ کرنے والا ہے۔

وينصُرُهُ اللهُ الذي هوَ ربُّهُ	بأهلِ العُقَيرِ أو بسكّانِ يثربِ
فلا والذي يَخْدي لهُ كلُّ مُرتَمٍ	طَليحٍ بجنبَيْ نخلةٍ فالمُحَصَّبِ
يميناً صَدَقْنا اللهَ فيها ولم نكُنْ	لنحلِفَ بُطلاً بالعتيقِ المُحَجَّبِ
نُفارقُهُ حتى نُصرَّعَ حَوْلَهُ	وما بالُ تكذيبِ النبيِّ المُقرَّبِ؟

اور پھر (سب سے بڑھ کر) یہ کہ خداوند عالم جو (ہم سب کا اور) ان کا پالنے والا ہے، وہی دنیا کے لوگوں کو حضور اکرم ﷺ کی مدد اور نصرت کی طرف راغب کرے گا پھر بحرین کے لوگ یا یثرب کے باشندے ان کا بھرپور ساتھ دیں گے۔

ذات واجب کی قسم! مکہ کے قرب وجوار کی وادیاں، محصب کا علاقہ (اور دور دراز کی جگہیں) ان کے سامنے سرنگوں ہوں گی۔

اور ہم لوگ ایسے نہیں ہیں کہ خانہ کعبہ، بیت اللہ کی بلاوجہ قسم کھائیں (اور جب) ہم قسم کھاتے ہیں تو پروردگار عالم اس کی تصدیق وتائید کرتا ہے۔

خدا کی قسم! ہم حضور ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتے، یہاں تک کہ ان کی حمایت ونصرت کرتے ہوئے قتل کر دیے جائیں، اور ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ مقرب (بارگاہ) نبی اکرم ﷺ کو جھٹلاتے ہیں؟

فيـا قَـومَنـا لا تَـظْلمـونا فـإنّنـا متى مـا نَخَفْ ظُلمَ العَشيرةِ نَغْضَبِ
وكُفُّـوا إليكُمْ مِن فُضـولِ حلومِكُمْ ولا تَـذْهبـوا من رأيكم كـلَّ مَـذْهَبِ
ولا تبـدؤونا بـالـظُّلامـةِ والأذى فَنَجْـزِيكمُـو ضِعْفـاً مـعَ الأمِّ والأبِ

اے ہماری قوم کے لوگو(قریش سے تعلق رکھنے والو) ہم پر ظلم وستم مت کرو، کیونکہ اگر ہمیں قبیلہ کے ظلم سے ڈرایا گیا تو ہم غضبناک ہو جائیں گے اور ہمارے غضب کو کون برداشت کر سکتا ہے۔

اپنے لغو و باطل خیالات اور بے جا امیدوں کو ختم کرو۔ لہٰذا ادھر ادھر کی باتیں مت سوچو!!

ہم پر ظلم کی ابتدا مت کرو، اور نہ ہمیں اذیت پہنچانے میں پہل کرو، کیونکہ (اگر تم نے ہمارے ساتھ ظلم وستم کو جاری رکھا تو) چاہے تم ہمارے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو ہم تمہیں دہرا مزا چکھائیں گے۔

- ١٤ -

ایک اور موقع پر حضرت ابو طالبؑ نے سرکار رسالت مآبؐ کی مدح سرائی کرتے ہوئے اور قریش کے لوگوں کو ان کی مخالفت وعداوت سے روکتے ہوئے فرمایا:

أَلا أَبلغا عنّي على ذاتِ بَيْنِنا لُؤَيّاً وخُصّا من لؤيٍّ بني كعبِ
ألم تَعلموا أنّا وَجَدْنا محمداً نبياً كموسىٰ خُطَّ في أوّلِ الكُتُبِ؟
وأنّ عليه في العبادِ مَحَبَّةً ولا خيرَ مِمَّنْ خَصَّهُ اللّٰهُ بالحُبِّ

لوئی بن غالب (کی وہ تمام اولاد) جو ہمارے درمیان (ہی رہتی ہے) ان سب کو اور خاص طور سے ان میں سے بنی کعب کے قبیلہ والوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھا دو۔

کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ ہم نے حضرت محمدؐ کو نبی پایا۔ جس طرح سے کہ حضرت موسیٰؑ نبی تھے اور یہ بات تو قدیم آسمانی کتابوں میں لکھی ہوئی ہے۔

اور جس شخص کو خداوند عالم اپنا محبوب قرار دے، اس سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے، (اور تم لوگ یہ بات بھی اچھی طرح یاد رکھو کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ) کی محبت لوگوں کے دلوں میں راسخ ہو کر رہے گی۔

وانَّ الـذي أَلْصَقتموا من كتـابِكُم لكُمْ كـائنٌ نَحْساً كـراغيـةِ السَّقْبِ
أفِيقـوا أفيقـوا قبـلَ انْ يُحفـرَ الثّرى ويُصبحَ مَن لم يَجْنِ ذنباً كذي الذَّنبِ
ولا تَتْبَعـوا أمرَ الـوُشـاةِ وتَقْـطعـوا أواصـرَنـا بعـدَ المـودَّةِ والقُـربِ
وتستَجْلبـوا حـربـاً عَـوانـاً وربَّمـا أمَـرُّ على مَن ذاقَـهُ جلَبُ الحـرْبِ

اور تم لوگوں نے (حضور اکرم ﷺ کے خلاف آپس میں معاہدہ کر کے) جو حلف نامہ تیار کیا، یہ عمل تمہارے لئے اسی طرح نقصان دہ ثابت ہوگا جس طرح ناقہ صالح کو نقصان پہنچانا ان کی قوم کے لئے تباہ کن ثابت ہوا تھا۔

اے سرداران قریش! بیدار ہو جاؤ۔ بیدار ہو جاؤ۔ قبل اس کے کہ تمہاری قبریں کھودی جائیں یا تمہاری عزت خاک میں ملادی جائے اور قصور وار اور بے قصور، سب ایک جیسے ہو جائیں۔ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جائے!

چغل خوروں کی باتوں میں نہ آؤ، ہمارا بائیکاٹ نہ کرو، اور محبت وقربت کے جو روابط ہمارے درمیاں رہے ہیں، ان کو قطع مت کرو۔

اور ہمارے خلاف کھلی جارحیت نہ کرو۔ معرکہ کارزار گرم نہ کرو۔ کیونکہ چکھنے والوں کے لئے بعض اوقات جنگ وجدل کا مزہ بہت تلخ ہو جاتا ہے۔

فلسنـا وربِّ البيـتِ نُسلِمُ احمـداً	لعزّاءِ مِن عضِّ الزّمـانِ ولا كَرْبِ
ولـمّـا تبِنْ منّـا ومنكُمْ سَـوالفُ	وايـدٍ أُتِرّتْ بـالقَسَـاسِيَّـةِ الشُهْبِ
بِمُعْتَـرَكٍ ضَنْكٍ تُـرى كِسرُ القَنـا	به والنسورُ الطُخم يَعْكِفْنَ كالشَرْبِ
كـأنّ صُهـالَ الخيـلِ في حَجَـراتـهِ	ومَعْمعَةَ الأبـطالِ مَعـركـةُ الحَرْبِ

خداوند عز وجل، رب کعبہ کی قسم، ہم لوگ نبی خدا حضرت محمد ﷺ کو چھوڑ نہیں سکتے، چاہے زمانہ کی سختیاں کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو جائیں۔

یہ بات یاد رکھو کہ جب بھی ہماری طرف سے اور تمہاری طرف سے تلواروں کے سامنے گردنیں نکلیں گی، اور ہاتھ اٹھیں گے تو (ان گنت ہاتھوں، اور گردنوں کو) دھار دار شمشیریں اڑا کر رکھ دیں گی۔

اس لئے کہ جب معرکہ کارزار گرم ہوگا اور نیزہ بازی زور و شور پر ہوگی، تو بڑے بڑے سردار (میدان جنگ میں، زخموں سے چور ہو کر) زمین پر گرتے ہوئے نظر آئیں گے۔

جنگ و جدل کے موقع پر، گھوڑے، زور و شور سے ہنہنا رہے ہوں گے! اور بڑے بڑے سورماؤں کی کھوپڑیاں (تلواروں کی شدت کی بنا پر گویا) اڑ رہی ہوں گی!

الیسَ ابونا ھاشمٌ شَدَّ أزرَهُ — واوصی بَنیهِ بالطِّعانِ وبالضَّربِ؟

ولسنا نَمَلُّ الحربَ حتّی تَمَلَّنا — ولا نَشتکي ما قَدْ یَنُوبُ منَ النَّکبِ

ولکنَّنا أھلُ الحفائظِ والنُّھیٰ — إذا طارَ أرواحُ الکماۃِ منَ الرُّعبِ

کیا تم لوگوں کو (یہ بات اچھی طرح) یاد نہیں ہے کہ ہمارے جد بزرگوار حضرت ہاشمؑ نے اپنے خاندان کی کمر کس طرح مضبوط کی ہے۔ اور اپنی اولاد کو دشمنوں سے مقابلہ کے لئے شمشیر زنی اور نیزہ بازی کی کتنی اچھی تعلیم دی ہے؟

یادرکھو! جنگ ہم سے تھک سکتی ہے مگر ہم نہیں تھک سکتے اور حالات چاہے کتنے ہی سخت و دشوار ہو جائیں، ہماری زبانوں پر حرف شکایت کبھی آ ہی نہیں سکتا۔

(سخت ترین حالات میں بھی) جب بڑے بڑے سورماؤں کی ہمت، صورتحال کی ہولناکیوں کی وجہ سے جواب دے جاتی ہے، تب بھی ہم لوگ صاحب حمیت وغیرت اور اہل عقل و دانش ثابت ہوتے ہیں (اور ثابت قدم رہتے ہیں)

- ۱۵ -

آپ کے ایک بھائی جن کا نام زبیر بن عبد المطلب تھا، اور وہ جناب ابو طالب کی زندگی ہی میں دنیا سے رخصت ہوگئے، جس سے آپ کو بہت صدمہ پہنچا، تو آپ نے ان کے حالات پر مشتمل ایک مرثیہ لکھا، جس کے اشعار درج ذیل ہیں:

أَسْبلتْ عَبرةٌ على الوَجَناتِ ۔۔۔ قد مَرَتْها عَظيمَةُ الحَسَراتِ
لاخٍ سيدٍ نجيبٍ لقَرْمٍ ۔۔۔ سيدٍ في الذُرى مِنَ السَّاداتِ

آنسوؤں کا سیل رواں آنکھوں سے نکل کر رخساروں پر بہہ رہا ہے، کیونکہ بھائی کی وفات کا جو غم ہے وہ بہت عظیم ہے، جس نے اس سیل رواں کو جاری کر رکھا ہے۔

اس بھائی کے لئے جو سید و سردار تھا، نہایت شریف النفس تھا، عظیم الشان تھا اور سادات کی ذریت میں سے ایک بلند مرتبہ سید تھا۔

سیدٌ وابنُ سادةٍ أحرزوا المجـ ـدَ قدیماً وشیّدوا المکرُماتِ
جعلَ اللّهُ مجدَهُ وعُلاهُ في بَنیهِ نَجابَةً والبَناتِ
مِن بني هاشمٍ وعبدِ مَنافٍ وقُصَيٍّ أرباب أهلِ الحیاةِ
حيُّهُم سیّدٌ لأحیاءِ ذا الخلْـ ـقِ ومَن ماتَ سَیّدُ الأمواتِ

وہ خود بھی سید و سردار تھا، اور اس کے آباء واجداد بھی ایسے جلیل القدر سید و سردار تھے جو زمانہ قدیم سے عظمت و جلال کے مالک تھے اور صفاتِ کریمانہ کی بنیادوں کو مستحکم کرنے والے تھے۔

جن کے مجد و شرف اور فضل و کمال کو خداوند عالم نے ان کی اولاد میں (اس طرح سے) ودیعت فرمایا کہ ان کے خاندان کے مرد و عورت سب کے سب انتہائی عزت و وقار کے مالک ہیں۔

کیونکہ یہ لوگ جناب ہاشم اور جناب عبدِ مناف کے خاندان کے افراد ہیں اور ان کے جدِ اعلیٰ قصیٰ ہیں، جنہیں دنیا بھر کے لوگ اپنا رہنما اور سردار مانتے ہیں۔

اس خاندان کی عظمت و جلال کا عالم یہ ہے کہ ان میں سے جو موجود ہے۔ وہ زندوں میں سید و سردار ہے، اور جو دنیا سے رخصت ہو گیا وہ مرحومین کے درمیان صاحبِ عزت و وقار ہے۔

- ١٦ -

جناب ابوطالبؑ نے جب یہ دیکھا کہ کفار و مشرکین کی طرف سے رسول اکرمﷺ کی مخالفت میں روز بروز شدت پیدا ہوتی جارہی ہے، تو آپ نے اپنے خاندان کے نوجوانوں کو ہر وقت چوکنا اور بیدار رہنے کی مسلسل تاکید کرنا شروع کی، اور رسول خداﷺ سے فرمایا کہ آپ اسی جوش و جذبہ کے ساتھ تبلیغ دین کے فریضہ کو انجام دیتے رہیے، کیونکہ اگر کوئی بھی معرکہ پیش آیا تو آپ کی حفاظت میں میں اپنی بھی جان کی بازی لگادوں گا اور اپنے خاندان کی بھی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپ نے جو نظم کہی ہے اس کے اشعار حاضر ہیں:

لا يَمْنَعَنَّكَ مِن حَقٍّ تَقومُ بِهِ — أيدٍ تَصولُ ولا سَلْقٌ بأصواتِ

فإنَّ كفَّكَ كَفِّي إنْ مُنيتَ بهم — ودونَ نفسِكَ نَفْسي في المُلِمّاتِ

حق کا جو پیغام آپ لے کر اٹھے ہیں، اس کی ادائیگی سے نہ تو آپ کو وہ زبانیں روک سکتی ہیں جن سے ناشائستہ کلمات کہے جارہے ہیں اور نہ وہ ہاتھ آپ کے لئے رکاوٹ بن سکتے ہیں جو آپ پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔

چاہے جس قسم کی بھی آزمائش پیش آئے، میرا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں ہوگا اور اگر کوئی بھی معرکہ پیش آیا تو میں آپ کو بچانے کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کردوں گا۔

- ۱۷ -

جناب ابو طالب نے اپنے ایک قریبی رشتہ دار کے نام، جن کی کنیت ''ابوارویٰ'' تھی، ایک نظم لکھ کر بھیجی، جس میں ان کو ترغیب دی اور تاکید کی ہے کہ نبی ﷺ کی مدد و نصرت کریں اس نظم کے اشعار یہ ہیں:

إعلَمْ أبا أرْوَى بأنَّكَ ماجِدٌ   مِن صُلْبِ شَيبَةَ فانصُرَنْ محمَّدا

للهِ دَرُّكَ إنْ عرفتَ مكانَهُ   في قومِهِ ووَهَبْتَ منكَ لهُ يَدا!

أمَّا عليٌّ فارْتَبَتْهُ أمُّهُ   ونَشا على مِقَةٍ لهُ وتَزَيُّدا

اے ابوارویٰ! یہ بات یاد رکھو کہ تم جناب شیبۃ الحمد ہی کے خاندان کی ایک معزز اور صاحب منزلت شخصیت ہو، تو تمہیں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ضرور مدد کرنی چاہیے۔

خدا تمہارا بھلا کرے، تم اگر اس بات کا احساس کرو کہ قوم کے اندر نبی اکرم ﷺ کی منزلت کتنی بلند ہے اور ان کی مدد و نصرت کتنی ضروری ہے، تو اگر تم ان کے ساتھ پورا تعاون کرو تو یقیناً یہ ایک گرانقدر کام ہوگا۔

جہاں تک میرے بیٹے ''علی'' کا تعلق ہے تو ان کی تربیت تو ان کی ماں نے اس انداز سے کی ہے کہ وہ رسول ﷺ کی محبت کے ساتھ ہی پروان چڑھے ہیں اور اس محبت میں ہر آن اضافہ ہی ہو رہا ہے۔

شَرُفَ القِيامَةَ والمعادَ بِنَصرهِ	وبعاجلِ الدنيا يَحُوزُ السُّؤْدَدا
أكرِمْ بمن يُفْضى إليهِ بأمرِهِ	نَفْساً إذا عَدُّ النُّفوسَ ومَحْتِدا
وخلائقاً شَرُفَتْ بمجدِ نِصابهِ	يَكْفيكَ مِنْهُ اليومَ ما تَرْجو غَدا

نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کی مدد و نصرت کی وجہ سے انہیں دنیا میں بھی عظمت و جلال حاصل ہوگا اور روز قیامت بھی وہ شرف و منزلت کے مالک ہوں گے۔

کتنا لائق تکریم ہے میرا بیٹا' جس نے اپنی جان کو محمدؐ کے سپرد کر رکھا ہے' اور جب نفس و جان کا حساب کیا جائے تو "علی نفس رسول" ہیں۔

وہ فضل و شرف میں اس انتہائی اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں کہ جس بات کی مستقبل کے لئے تمنا کی جائے وہ آج ہی اس کا فیض عطا کرنے والے ہیں۔

- ۱۸ -

اس بات کا ذکر پہلے بھی گذر چکا ہے کہ کفار و مشرکین مکہ نے حضور اکرم ﷺ اور خاندان بنی ہاشم کا جب بائیکاٹ کیا تو جناب ابو طالبؑ نے آنحضرت نے ﷺ کی حفاظت کے خیال سے خاندان کے لوگوں کے ساتھ ''شعب ابی طالب'' میں زندگی گزارنی شروع کردی، جہاں انتہائی سخت حالات سے سب لوگوں کو گزرنا پڑا۔ اور پیغمبر اکرم ﷺ اور خاندان بنی ہاشم کے لوگوں کو نہ جانے کتنی راتیں فاقوں کے ساتھ گزارنی پڑیں۔

جب ایک عرصہ اسی طرح گذرا، تو ایک روز پیغمبر اکرم ﷺ نے جناب ابو طالب کو بتایا کہ قریش نے ہم لوگوں کے بائیکاٹ کے سلسلہ میں جو تحریر خانہ کعبہ کے اندر آویزاں کی تھی، خدا کے فضل و کرم سے ایک دیمک اس پوری دستاویز کو چاٹ گئی ہے۔ صرف لفظ ''اللہ'' باقی رہ گیا ہے۔ چنانچہ جناب ابو طالب نے یہ بات سرداران قریش کو بتائی اور کہا کہ دیکھو! میرے بھتیجے کی عظمت اور خدا کی نگاہوں میں اس کی محبوبیت، کہ تم نے جو دستاویز مرتب کی، اور ان کا بائیکاٹ کیا، تو قدرت نے وہ دستاویز ہی ختم کرادی۔ اب تو میرے بھتیجے کی سچائی کا اعتراف کرو۔

یہ سن کر سرداران قریش میں ایک بے چینی سی پھیل گئی۔ بحث و مباحثہ کے بعد یہ طے ہوا کہ خانہ کعبہ کے اندر جاکر اس دستاویز کا حشر دیکھا جائے۔ چنانچہ جب وہ لوگ اندر گئے اور جیسا کہ حضور اکرم ﷺ

نے ارشاد فرمایا تھا، ویسا ہی نظر آیا، تو ان میں اختلاف ہو گیا کہ اب بھی بائیکاٹ جاری رکھا جائے یا ختم کر دیا جائے۔ لیکن یہاں بھی جناب ابو طالب کی بصیرت اور جد و جہد کام آئی اور سرداران قریش بہت رد و کد کے بعد بائیکاٹ ختم کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب مکہ کے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد یہاں کے حالات کی سنگینی کی وجہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کر چکی تھی۔

جناب ابو طالب نے اس موقع پر ایک طویل نظم کہی جس میں دستاویز کی بربادی اور بائیکاٹ کے ختم ہو جانے کی خوشی میں حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے والے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے:

الا هَـلْ اَتَى بَحْرِيَّنا صُنعُ ربِّنا   على نَأْيِهِمْ، واللهُ بالنـاسِ اَرْوَدُ؟
فَيُخبِـرَهُمْ اَنَّ الصَّحيـفَـةَ مُـزِّقَتْ   وانَّ كلُّ ما لم يَرْضَهُ اللهُ مُفْسَدُ

کیا سمندری سفر کرنے والوں (حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں) کو دور دراز سے یہ خبر موصول ہوئی کہ ہمارے پروردگار نے ہم پر کیسا فضل و کرم فرمایا ہے اور خدا تو اپنے بندوں پر سب سے زیادہ مہربان ہے۔ کوئی ہے! جو اُن لوگوں کو یہ خبر دے دے کہ کفار قریش نے ہم لوگوں کے بائیکاٹ کے لئے جو دستاویز تیار کی تھی وہ ختم ہو گئی اور یہ تو یقینی بات ہے کہ جس چیز میں خدا کی رضا نہ ہو وہ برباد ہو کر رہے گی۔

تَـراوَحَهـا إفـكٌ وسِحـرٌ مُجمَّـعٌ	ولم يُلفَ سِحْـرٌ آخرَ الدَّهرِ يَصعـدُ
تَداعَى لهـا مَن ليسَ فيهـا بِقَرْقَـرٍ	فـطائـرُهـا في راسِهـا يَـتَـرَدَّدُ
وكـانـت كفـاءً وقعـةٌ بـأثيـمـةٍ	لِيُقـطَعَ منـهـا سَـاعـدٌ ومُقَـلَّدُ
ويـظعَنُ أهـلُ المكَّتَينِ فيهـرُبـوا	فـرائصُهم من خَشْيةِ الشرِّ تُـرعَـدُ

وہ دستاویز، مسلسل جھوٹ اور بہتان اور جادوگری (کی تہمت) پر مشتمل تھی۔ لیکن ظاہر ہے کہ جادو زندگی بھر تو چل نہیں سکتا اور نہ اُسے عروج وکمال نصیب ہوسکتا ہے۔

اس دستاویز کے لئے اِن (قریش) کے بڑے بڑے لوگوں نے ایک دوسرے کو خوب ورغلایا تھا، لیکن بالآخر وہ انہی کے لئے نحوست (شرمندگی ورسوائی) کا سبب بنا۔ (اور سب پر یہ بات واضح ہوگئی کہ ہمارے نبی ﷺ جو کچھ کہتے ہیں برحق ہے)

یہ لوگ (کفار ومشرکین) ایک ایسے جرم وگناہ کے مرتکب ہوئے ہیں جو (کھلی ہوئی) جنگ کے مترادف تھا۔ جس کے عوض (یہ لوگ اسی بات کے حقدار بن گئے تھے کہ) ان لوگوں کے بازو کاٹ دیے جائیں اور گردنیں اُڑادی جائیں!!

دیمک نے ان لوگوں کی دستاویز کو ختم کر کے واضح کردیا کہ نبی ﷺ کا فرمان برحق ہے جس کی تائید اللہ کے اِس انتظام سے ہوگئی کہ دیمک نے پوری دستاویز کھالی مگر نام خدا کو باقی رکھا، جسے دیکھ کر اندرون مکہ اور بیرون مکہ کے لوگوں پر خوف وہراس مسلط ہے، اُن کے اعضاء پر کپکپی طاری ہے اور عذاب کے خوف سے اُن کے جسم کانپ رہے ہیں۔

وَيُتْـرَكَ حـرَّاثٌ يـقـلِّبُ أمـرَهُ　　أَيُتْهِمُ فيهـا عنـدَ ذاكَ ويُنجِـدُ؟

وتـصعَـدُ بينَ الأخشَبينِ كـتيبـةٌ　　لهـا حَدَجٌ سَهمٌ وقـوسٌ ومِرْهَـدُ

فمن يَنْشَ مِن حُضَّـارِ مكّـةَ عـزُّهُ　　فـعـزُّتُـنـا فـي بـطنِ مـكّـةَ أتـلَدُ

نَشأنا بهـا والنـاسُ فيهـا قـلائـلٌ　　فلم نَنفكِـكْ نـزدادُ خيـراً ونُحمَدُ

زراعت پیشہ (اور تجار) فکر مند ہیں کہ اب (مکہ چھوڑ کر) نجد کی طرف چلے جائیں یا تہامہ کی طرف؟

(اور ان لوگوں کو ایسا محسوس ہو رہا ہے گویا) کوئی لشکر جو تیروں، نیزوں اور خون آشام تلواروں سے مسلح ہے، مکہ کے دونوں (طرف کے) پہاڑوں کی طرف بڑھ رہا ہے (جو شہر میں داخل ہو کر اہل مکہ سے مقاطعہ کا انتقام لے گا)

مکہ کے باشندوں میں کون ہے جو عزت و شرف میں ہمارے مقابلے پر آ سکے؟ (کیونکہ یہ بات تو سب ہی جانتے ہیں کہ) وادی بطحا میں ہماری عزت و کرامت سب سے قدیم ہے۔

ہم (اپنے شرف و عزت کے ساتھ) اِس شہر میں اُس وقت پروان چڑھے ہیں جب یہاں کی آبادی بہت مختصر تھی، اور پھر (وقت کے ساتھ ساتھ) ہمارے شرف و کرامت اور عزت و منزلت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

وَنُطعِمُ حتی یَتْرُكَ النـاسُ فضلَهُم — إذا جُعِلتْ أيـدي المُفِيضِينَ تُرْعَـدُ
جَـزى اللهُ رهطاً بـالحَجونِ تَتَابَعـوا — على مَـلأ يهـدي لحـزم ويُـرشِـدُ
قُعـوداً لدى حَـطْمِ الحَجون كـأنَّهُمْ — مَـقَـاولَـةٌ بَـل هُمْ أعـزُّ وأمـجَـدُ
أعــانَ عليهــا كــلُّ صَقـرٍ كــأنَّـه — إذا ما مشَى في رَفْرفِ الدِّرعِ أجْرَدُ

جس زمانے میں لوگوں نے داد و دہش روک رکھی تھی (اور قحط سالی اور تنگدستی کی وجہ سے) صاحبان جود و کرم کے ہاتھ بھی کانپ رہے تھے، (اُس وقت بھی) ہم لوگ دوسروں کو کھانا کھلا رہے تھے۔

محلّہ حجون کے لوگوں کو خداوند عالم جزائے خیر دے جنہوں نے مجمع عام میں رُشد و ہدایت اور فکر و بصیرت کا مظاہرہ کیا (اور تمام کفار و مشرکین کے سامنے یہ اعلان کیا کہ بنی ہاشم کا مقاطعہ ختم کرنا چاہیے)

ان لوگوں نے حجون کے ایک خاص مرکز پر جمع ہو کر شاہانہ انداز اختیار کیا بلکہ عزت و کرامت سے شاہوں سے بھی بڑھ گئے۔

(اور پھر) اُن کے ساتھ تمام جرات مند شیروں نے تعاون کیا۔ گویا یہ سب آلاتِ حرب سے لدے ہوئے ہوں۔

جريءٌ على جُلّى الخُطوبِ كأنّه شهابٌ بكفّي قابسٍ يتوقّدُ
منَ الأكرمينَ في لؤيّ بنِ غالبٍ إذا سِيمَ خَسْفاً وجهُهُ يَتربّدُ
طويلُ النّجادِ خارجٌ نصفُ ساقِه على وجهِهِ يُسقَى الغَمامُ ويُسعَدُ
عظيمُ الرَّمادِ سَيّدٌ وابنُ سيدٍ يَحضُّ على مَقْرَى الضُّيوفِ ويحشُدُ

یہ لوگ بڑے بڑے کارناموں کو انجام دینے کی پوری ہمت رکھتے ہیں اور شہابِ ثاقب کی مانند روشن اور درخشندہ ہیں۔

خاندان لوئی بن غالب کے وہ معزز افراد جن کی حالت یہ ہے کہ جب کوئی بڑا معرکہ درپیش ہو تو ان کے چہروں پر جاہ وجلال نمایاں ہو جاتا ہے۔

یہ بلند قامت، اور لمبی تلواروں والے ہیں۔ ان کے چہرے اتنے مبارک ہیں کہ انہیں دیکھ کر ابر باراں جھومنے لگتا ہے اور قوم سعادتوں سے بہرہ ور ہوتی ہے۔

سخی اور فیاض خود بھی سید و سردار ہیں اور سید و سردار کے فرزند ہیں، مہمانوں کی مہمان نوازی میں خود بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور دوسروں کو بھی ترغیب دلاتے ہیں۔

ويَبْني لأبناءِ العَشيرةِ صالحاً إذا نحنُ طُفنا في البلادِ ويُمْهِدُ

ألظُّ بهذا الصُّلح كلُّ مُبرَّأٍ عظيمُ اللواءِ أمْرُهُ ثمَّ يُحمَدُ

قَضَوا ما قَضوا في ليلهِم ثم أصبحوا على مَهَلٍ وسائرُ الناسِ رُقَّدُ

هُمو رَجَعوا سَهْلَ ابنَ بيضاءَ راضياً وسُرَّ أبو بكرٍ بها ومحمَّدُ

ہم اگر شہروں کا جائزہ لیں تو (نظر آئے گا کہ) یہی وہ لوگ ہیں جو اہل خاندان کے لئے صالح خدمات انجام دینے والے اور اس کے لئے اسباب فراہم کرنے والے ہیں۔

(مقاطعہ کو ختم کرانے اور) آشتی کی فضا قائم کرنے میں ہر نیک نفس اور بلند مرتبہ شخص نے بھرپور حصہ لیا اور لائق تعریف قرار پایا۔

وہ ظلم وجور کی ایک رات تھی جس میں (کفار ومشرکین نے ہمارے بائیکاٹ کرنے کے لئے) جو چاہا فیصلہ کر ڈالا، مگر پھر (جلد ہی) صبح نمودار ہوگئی۔ ختم ہوگیا اور (مقاطعہ کا) فیصلہ کرنے والے سوتے ہی رہے۔

سہل ابن بیضاء نے جب ان لوگوں کے پاس جاکر کہا کہ یہ مقاطعہ ختم ہونا چاہیے تو ان لوگوں نے اُن کی بات مان لی چنانچہ وہ خوشی اور مسرت کے ساتھ واپس آئے جس سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بھی مسرور ہوئے اور اُن کے ساتھی بھی۔

متى شُرِكَ الأقوامُ في جِلِّ أمرِنا ... وكنّا قديماً قبلَها نتَوَدَّدُ؟
وكنا قديماً لا نُقِرُّ ظُلامةً ... وندركُ ما شِئنا ولا نَتَشَدَّدُ
فيا لَقُصَيٍّ هَل لكُمْ في نفوسِكُمْ ... وهَل لكُمو فيما يجيءُ بهِ الغدُ؟
فإنّي وإيّاكم كما قالَ قائلٌ: ... لَدَيْكَ البَيانُ لو تكلمتَ أسْوَدُ

اور ہم لوگ تو وہ ہیں جنہوں نے، قوم کی شرکت کے بغیر ہی بڑے بڑے کارنامے انجام دیے ہیں۔ البتہ ماضی میں بھی لوگ (ہمارے فضل وشرف اور عظیم الشان کارناموں کی بنا پر) ہم سے محبت کرتے رہے ہیں۔

ہم نے کبھی کسی پہ ہونے والے ظلم وستم کو برداشت نہیں کیا بلکہ پوری قوت سے اُسے دور کیا اور کسی پر کبھی کوئی سختی نہیں کی۔

تو اے قریش کے لوگو! کیا تمہارے اندر حمیت وغیرت بیدار ہوئی۔ اور (کیا تمہارے اندر یہ جذبہ پیدا ہوا کہ) آنے والے دور میں اپنی حفاظت کی فکر کرو (اور محمد ﷺ پر ایمان لاؤ)؟

کیونکہ ہماری اور تمہاری حالت تو اتنی واضح ہے کہ اگر ان پہاڑوں کو بولنے کا موقع دیا جائے تو یہ بھی پکار پکار کر اعلان کردیں گے!!

- ١٩ -

حضورِ اکرم ﷺ کی مدح وثناء کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أنتَ النبيُّ محمدُ قرمٌ أغرُّ مُسَوَّدُ
لمسوَّدين أكارمٍ طابوا وطابَ المَوْلِدُ
نعمَ الأرومةُ أصلُها عَمْرُو الخِضَمُّ الأوحَدُ
هشَمَ الرَّبيكَةَ في الجِفا نِ وعيشُ مكّةَ انكَدُ

اے محمد ﷺ! آپ ہی وہ صاحبِ شرف ومنزلت، سید وسردار نبی ہیں جنہیں قوم کی قیادت کے لیے چن لیا گیا ہے۔

آپ ان بلند مرتبہ، صحابانِ فضل وکرم کے آقا ومخدوم ہیں۔

جو اپنی خلقت وطینت میں پاک ہیں اور عادت وخصلت میں بھی۔

وہ بہترین خاندان جس کے سید وسردار جناب ہاشم جیسے سخی وفیاض اور منفرد وممتاز انسان تھے۔

فَجَرتْ بذلك سُنُةٌ   فيها الخبيزةُ تُثْرِدُ
ولنا السقايةُ للحَجيـ   ـج بِها يُماثُ العُنجُدُ
والمأزمانِ وما حَوتْ   عَرفاتُها والمسجدُ
أنّى تُضامُ ولم أمُتْ   وأنا الشجاعُ العِرْبِدُ

کہ جب مکہ کے لوگوں کی زندگی قحط وخشک سالی کی وجہ سے نہایت سخت تھی، تو آپ ہی نے سب کو کھانا کھلایا اور اسی وقت سے لوگوں کو ثرید (شوربہ روٹی) کھلانے کی رسم جاری ہوگئی۔

حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت بھی ہمارے ہی خاندان والوں کے ذمہ رہتی ہے۔ لوگوں کو انگور بھی کھلایا جاتا ہے پانی بھی پلایا جاتا ہے۔

عرفات کا میدان ہو یا ماءزمین کے درمیان کا حصہ یا خانہ خدا اور مسجد حرام کے مہمان سب کو ہم لوگ ہی پانی پلاتے ہیں۔

میں بیباک بہادر انسان ہوں۔ جب تک زندہ ہوں، کون ہمارے خاندان یا نبی اکرم ﷺ پر ظلم کر سکتا ہے۔

وبطاحُ مكة لا يُرى فيها نَجيعٌ أسْوَدُ
وبنو أبيكَ كأنَّهُمْ أُسْدُ العرينِ تَوَقَّدُ
ولقد عَهدتُك صادقاً في القَوْلِ لا تَتَزَيَّدُ
ما زلتَ تنطقُ بالصَّوا بِ وأنتَ طفلٌ أمْرَدُ

اور مکہ کی وادیوں میں خون ریزی نہیں دیکھی جا سکتی (برداشت نہیں کی جا سکتی)۔

اور (اے نبی اکرم ﷺ) آپ کے خاندان کے افراد سب شجاعت میں شیر ہیں جو (دشمنوں پر) (اُچھل کر) حملہ کر سکتے ہیں۔

اور (اے پیغمبر ﷺ!) ہم نے تو آپ کو ہمیشہ صادق القول ہی پایا۔ کبھی آپ کی زبان سے خلاف حقیقت بات سنی اور نہ مبالغہ آرائی۔

بلکہ جب آپ انتہائی کمسن تھے، اُس وقت سے ہمیشہ آپ نے سچی اور اچھی بات ہی کہی ہے۔

- ۲۰ -

مدح وثنائے پروردگار کرتے ہوئے جناب ابوطالبؑ نے فرمایا

مَلِيكُ النَّاسِ لَيسَ لَهُ شَرِيكٌ هُوَ الوَهَّابُ وَالمُبْدِي المُعِيدُ
وَمَن تَحتَ السَّمَاءِ لَهُ بِحَقٍّ وَمَنْ فَوقَ السَّمَاءِ لَهُ عَبِيدُ

خداوند عالم ہی تمام انسانوں کا فرماں روا ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وہی نعمتیں عطا کرنے والا، دنیا کو ایجاد کرنے والا اور (لوگوں کے مرنے کے بعد اُنہیں) دوبارہ زندگی عطا کرنے والا ہے۔

آسمان وزمین کے درمیان جو مخلوقات بھی زندگی گذار رہی ہیں، اور جو آسمانوں پر ہیں وہ بھی اُسی کے حقیقی بندے ہیں۔

- ۲۱ -

حضور اکرمؐ کی شان میں حضرت ابو طالب نے جو نعت کہی اُس کے اشعار:

لَقَدْ اکرمَ اللّٰهُ النَّبيَّ مُحمَّداً فأكرمُ خلقِ الله في الناس أحْمدُ
وشَقَّ له منْ إسْمهِ ليُجِلَّهُ فذو العرشِ محمودٌ وهذا محمَّدُ

یقیناً خداوند عالم نے حضرت محمدؐ کو منزلت و کرامت سے (اس طرح سے) سرفراز فرمایا ہے کہ خداوند عالم کی تمام مخلوقات میں سب سے بلند مرتبہ حضور اکرمؐ کی ذات گرامی کا ہے۔ خدا نے اُن کے جلال وقدر کے لئے اُن کے نام کو بھی اپنے نام ہی سے مشتق کیا۔ چنانچہ وہ صاحب عرش محمود ہے اور یہ محمدؐ ہیں۔

- ۲۲ -

کفار و مشرکین مکہ نے حضور اکرم ﷺ کے مقاطعہ کے لئے جو دستاویز تیار کی تھی اُس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فما رجعوا حتی رأوا من محمدٍ — أحادیثَ تجلو ھمَّ کلِّ فؤادِ

وحتّی رأوا أحبارَ کلِّ مدینةٍ — سُجوداً لهُ مِن عُصبةٍ وفُرادِ

ذَریراً وتَمّاماً وقد کانَ شاھداً — دَریسٌ وھمُّوا کلُّھم بفسادِ

وہ لوگ اُس وقت تک نہیں پلٹے (باز نہیں آئے) جب تک کہ اُنہوں نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں ایسی باتوں کا مشاہدہ نہیں کرلیا، جو ہر دن کو منور کرنے والی ہیں۔

اور اُن لوگوں نے یہ دیکھ لیا کہ ہر شہر کے صاحبان علم و کتاب انفرادی اور اجتماعی طور سے اُن ﷺ کے آگے سر جھکا رہے ہیں۔

(قوم یہود کے علماء) ذریر، تمام اور دریس، جنہوں نے ہر قسم کی مخالفت پر کمر باندھ لی تھی۔ اُنھوں نے بھی نبوت کے شواہد دیکھ لئے۔

فقـالَ لَهُم قَـولاً بَحِيـرا وأَيقَنـوا لـهُ بعـدَ تكـذيبِ وطُـولِ بِعـادِ
كمـا قـالَ للرَّهْطِ الـذينَ تَهـوَّدوا وجـاهَـدَهُم في اللهِ كـلَّ جِهـادِ
فقـالَ ولم يَتـرُكْ لـهُ النُّصـحُ رِدَّةً فـإنَّ لـهُ إرصـادَ كـلِّ مُـصـادِ
فـإنِّي أَخـافُ الحـاسِـدينَ، وإنَّـهُ لَفي الكُتْبِ مَكْتـوبٌ بِكُـلِّ مِـدادِ

ان لوگوں نے عرصہ دراز تک (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو) جھٹلایا، لیکن پھر ان لوگوں کو بحیرا راہب جیسی بات کہنی پڑی اور آنحضرت ﷺ (کی بات پر) یقین کرنا پڑا۔

بحیرا نے یہودیوں کے سامنے (واضح طور سے حضور اکرم ﷺ کی نبوت کی) گواہی دی اور درحقیقت خدا کی راہ میں مکمل جہاد کیا۔ جو بات دیکھی وہ بیان کی، نصیحت میں کوئی کمی نہیں کی۔

کیونکہ (محمد ﷺ کی نبوت کا تذکرہ) تمام (آسمانی) کتابوں میں ہر قسم کی روشنائی سے لکھا ہوا ہے اِس لئے مجھے یہ تو یقین ہے کہ لوگ ان کی نبوت کا کلمہ پڑھیں گے۔

البتہ مجھے حاسدوں کی طرف سے اندیشہ ہے (کہ وہ حسد و عناد کی بنا پر حضور کو نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے)۔

- ۲۳ -

حضور اکرم ﷺ جب کمسن تھے اور ۱۲، ۱۳ سال کا سن تھا تو حضرت ابو طالب نے تجارتی سفر کے سلسلہ میں شام جانے کا ارادہ کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے جو اپنے عم محترم سے بے پناہ محبت فرماتے تھے اور کسی وقت اُن سے جدا ہونے پر تیار نہیں تھے، سفر میں ساتھ جانے کی خواہش ظاہر کی۔ اس موقع پر جناب ابو طالبؑ نے یہ قصیدہ پڑھا:

إنَّ الأمينَ محمداً في قومهِ　　عِندي يفوق منازلَ الأولادِ
لمّا تعلّقَ بالزِّمامِ ضَمَمْتُهُ　　والعِيسُ قد قَلُصْنَ بالأزوادِ
فارْفَضَّ مِن عينيَّ دَمْعٌ ذارفٌ　　مثلُ الجُمانِ مُفرَّقٌ ببدادِ

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو اپنی قوم کے (صادق و) امین ہیں میرے لئے اپنی اولاد سے بڑھ کر ہیں۔

سواریوں پر جب اسباب رکھا جا چکا تھا (سب لوگ آمادہ سفر ہو چکے تھے) اور وہ مجھ سے آکر لپٹ گئے تو میں نے اُنہیں سینے سے لگا لیا۔

اُس وقت میری آنکھوں سے آنسوؤں کا سیل رواں بہہ نکلا جو موتیوں کی مانند سواریوں کی زینوں پر بکھر رہا تھا۔

راعَيْتُ فيهِ قرابةً مَوْصولةً	وحفظتُ فيهِ وصيّةَ الأجدادِ
ودَعوتُهُ للسَّيرِ بينَ عُمومةٍ	بِيضِ الوجوهِ مَصالتٍ أمجادِ
ساروا لأبعدِ طيَّةٍ مَعلومةٍ	فلقد تُباعدُ طيَّةُ المُرْتادِ
حتى إذا ما القومُ بصرى عاينوا	لاقَوْا على شَرَفٍ منَ المِرْصادِ

میں نے اُن کے بارے میں گہری قرابت کا بھی لحاظ رکھا اور آباؤ اجداد کی وصیت کی بھی حفاظت کی۔

(چنانچہ) میں نے ان کو دعوت دی کہ اپنے معزز اور صاحب جود وکرم چچا کے ساتھ چلیں۔

(جس کے بعد ہم سب لوگ) ایک دور دراز سفر پر روانہ ہوئے جس کی منزل معین تھی، کیونکہ بسا اوقات طلب بہت بعید ہوتی ہے۔

یہاں تک کہ جب قافلہ کے لوگ شام کے قرب وجوار میں پہنچے اور راستے کے ٹیلے نمودار ہوئے۔

حَبراً فأخبَرهُم حديثاً صادقاً ... عنهُ وردُ معاشرَ الحُسّادِ
قومٌ يهودٌ قد رأوا ما قد رأوا ... ظِلُّ الغمامةِ ثاغري الأكبادِ
ثاروا لقتلِ محمدٍ فنهاهُمُو ... عنهُ وجاهدَ أحسنَ التّجهادِ
وثنى بَحيراءُ ذريراً فانثنى ... في القومِ بعدَ تجادُلٍ وتَعادي
ونهى دَريساً فانتهى لمّا نُهي ... عن قولِ حِبرٍ ناطقٍ بِسَدادِ

وہاں ''بحیرا راہب'' سے ملاقات ہوئی جس نے (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں) سچی خبر سنائی، جسے حسد کرنے والوں نے نظر انداز کر دیا۔

(وہاں پر موجود) یہودیوں نے اچھی طرح دیکھا تھا کہ بادلوں نے حضور اکرم ﷺ کے سر پر سایہ کر رکھا تھا (اور درختوں نے تعظیم کی تھی)

(لیکن اُن میں سے جو حسد رکھتے تھے) انہوں نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو قتل ہی کر دینا چاہا مگر بحیرا نے اُن کو منع کیا اور اُن سے بھرپور جہاد کیا۔

(اور لوگوں کے سامنے آنخضرت ﷺ کے فضائل بیان کئے) اور بہت ردوکد کے بعد ذریر اور اُس کے ساتھیوں کو آنخضرت ﷺ کے قتل سے روکا۔

(ذریر کے ساتھی تمام اور) دریس کو بھی اُس بحیرا راہب نے مستحکم دلائل کے ساتھ روکا تھا (تب وہ اپنے ارادہ سے باز آئے تھے)۔

- ٢٤ -

اسی سفر کا ذکر کرتے ہوئے جناب ابوطالبؑ نے ایک اور قصیدہ میں فرمایا:

بكىٰ طَرَباً لَمّا رآني محمّدٌ كأنْ لا يَراني راجعاً لِمعَادِ
فبتُّ يُجافِيني تَهلُّلُ دَمعهِ وعَبرتُه عن مَضجعي ووِسادِ
فقلتُ له: قرِّبْ قُتودَكَ وارتَحِلْ ولا تَخْشَ منِّي جَفْوةً ببلادِ

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جب مجھے دیکھا تو خوشی سے اُن کے آنسو نکل پڑے (کیونکہ میری جدائی اُن پر ایسی شاق تھی) گویا دوبارہ مجھ سے ملاقات ہی نہیں ہوگی۔

اور ان کے چہرۂ اقدس پر اُن آنسوؤں کو دیکھنے کے بعد پوری رات میں نے تکیہ و بستر سے دور رہ کر جاگ کر گذاری۔

میں نے اُن سے کہا کہ سامان قریب لاؤ اور چلو کیونکہ جب تم میرے ساتھ ہو گے تو کسی شہر میں بھی اجنبیت کا سامنا نہیں ہوگا۔

وخَلِّ زِمامَ العِيسِ وارْحلْ بنا معاً ... على عَزْمةٍ من أمرِنا ورَشادِ
ورُحْ رائحاً في الرائحينَ مُشَيّعاً ... لِذي رَحِمٍ والقومُ غيرُ بعادِ
فَرُحْنا مَعَ العِيرِ التي راح رَكْبُها ... يَؤُمُّونَ مِن غَوْرَينِ أرضَ إيادِ

اونٹنی کی مہار چھوڑو، اور میرے ساتھ ہی سوار ہو جاؤ، ہم لوگ مستحکم عزم وارادہ اور استقامت کے ساتھ چلیں گے۔

قرابتداروں کو رخصت کر کے (آؤ میرے ساتھ) چلو، قوم کے دوسرے لوگ بھی دور نہیں ہیں۔

پھر ہم لوگ اُن سواریوں پر بیٹھ گئے جو مکہ کی پہاڑیوں سے نکل کر دور دراز علاقوں کی طرف جا رہی تھیں۔

- ۲۵ -

اپنے چھوٹے بھائی عبداللہ (والد پیغمبر اسلام ﷺ) کی وفات پر حضرت ابو طالبؑ نے مرثیہ کہا جس کے اشعار یہ ہیں:

عينُ ائْـذَنـي ببكـاءٍ آخـرَ الأبـدِ ولا تـمـلّي عـلى قَـرْمٍ لنـا سَـنَـدِ

أشكو الذي بي منَ الوجدِ الشديدِ لهُ ومـا بـقلبـي مـنَ الآلام والـكَـمَـدِ

اے آنکھ! مجھے اجازت دے کہ میں ساری زندگی روتا رہوں اور قوم کے وہ سید و سردار، جو ہم سب کے لئے سند و اعتماد کا درجہ رکھتے تھے۔ اے میری آنکھ! اُن پر رونے سے تھکنا نہیں۔

اُن کی جدائی سے مجھ پر رنج و غم کا جو پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے اور میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے، اُس کی فریاد کرتا ہوں۔

أضحى أبوهُ لهُ يَبْكي واخوتُهُ بكلِّ دمعٍ على الخدَّينِ مُطَّرِدِ
لو عاش كانَ لِفِهْرٍ كلّها عَلماً إذْ كانَ منها مكانَ الرُّوحِ للجسَدِ

جس وقت والد بزرگوار (حضرت عبدالمطلبؑ) اُن کے فدیہ کے لئے خدا کی راہ میں قربانی پیش کر رہے تھے۔ اُس وقت فرطِ محبت سے اُن کے سب بھائیوں کے رخسار پر آنسوؤں کا سیلاب بہہ رہا تھا۔ (لیکن اب وہ ہم سے جدا ہو گئے)

اگر وہ زندہ رہتے تو پورے قریش کے سید و سردار بنتے کیونکہ وہ (ہم سب کے لئے) ایسے ہی تھے جیسے جسم کے لئے روح ہوتی ہے۔

- ٢٦ -

حضرت ابو طالبؑ نے اپنے ایمان کے سلسلہ میں ساری دنیا کو گواہ بناتے ہوئے فرمایا:

يـا شـاهـدَ الـخلقِ علـيَّ فـاشهـدِ
أنّـي علـى ديـنِ الـنـبـيِّ أحـمـدِ
مَن ضـل فـي الـدِّينِ فـإني مهتـدي

اے لوگوں کے سامنے میرے بارے میں گواہی دینے والے! سب کو بتا دو کہ میں حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ کے دین پر ہوں۔

اگر کوئی شخص دین کے معاملہ میں گمراہ ہے (تو ہوا کرے) لیکن میں یقیناً ہدایت کے راستہ پر ہوں۔

- ۲۷ -

چونکہ حضرت ابو طالبؑ کے ننھیال کے لوگ بھی بہت با عظمت تھے اور اسلام سے قبل بھی اُن کے فضل وشرف کا ہر طرف چرچا تھا جس کی وجہ سے اپنے اور غیر، قریب اور دور کے لوگ غرض سب ہی اُنہیں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور جب خاندان کے فضائل ومناقب کا ذکر ہوتا تھا تو ددھیال ونھیال دونوں طرف کے با عظمت افراد کے کمالات بیان کئے جاتے تھے۔

چنانچہ حضرت ابو طالبؑ نے ایک موقع پر ابو سفیان اور اُس کے اہل خاندان کے مقابلے میں اپنے خاندان کے بزرگان کی عظمت کے بارے میں ایک قصیدہ کہا جس میں اپنے دو ماموؤں کا خاص طور سے تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وخالي هشامُ بنُ المغيرةِ ثاقبٌ إذا همَّ يَوماً كالحُسامِ المُهنَّدِ
وخالي الوليدُ العِدْلُ عالٍ مكانُهُ وخالُ أبي سُفيانَ عَمرُو بنُ مَرثَدِ

میرے ماموں جن کا نام ہشام تھا، چمکتے ہوئے ستارہ کے مانند تھے، اور جب کسی بات کا ارادہ کرلیں تو کاٹ دار تلوار کے مانند (اپنے ارادہ کو پورا کرنے والے) تھے۔

اسی طرح میرے دوسرے ماموں جن کا نام ''الولید العادل'' تھا، اُن کا مرتبہ بھی نہایت بلند تھا جبکہ ابو سفیان کے ماموں تو عمرو بن مرثد جیسے نابکار انسان تھے۔

- ۲۸ -

جب جناب حمزہ اسلام لائے جن کی کنیت ابو لعلیٰ تھی، تو حضرت ابو طالب نے فرمایا:

صَبراً أبا يَعْلى على دينِ أحمدٍ ۔ وكُنْ مُظهِراً للدين وُفِّقْتَ صابرا
وحُطْ مَن أتى بالحقِّ من عندِ ربِّه ۔ بصدقٍ وعَزمٍ لا تكُنْ حَمْزَ كافرا
فقد سَرَّني إذْ قلتَ إنَّكَ مؤمنٌ ۔ فكُنْ لرسولِ اللهِ في اللهِ ناصِرا
ونادِ قُريشاً بالَّذي قد أتيتَهُ ۔ جِهاراً وقُلْ: ما كانَ أحمدُ ساحرا

اے حمزہ (ابو لعلیٰ)! حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین پر ثابت قدم رہنا، دین کا اظہار کرتے رہنا، توفیق الٰہی تمہارے شامل حال رہے گی۔

(محمد ﷺ) جو اپنے پروردگار کے پاس سے دین حق لے کر آئے ہیں۔ اے حمزہ! عزم و صداقت کے ساتھ اُن کا ساتھ دینا، کُفر مت اختیار کرنا۔

(اے حمزہ!) جب تم نے یہ کہا کہ ''میں ایمان لے آیا ہوں'' تو مجھے بہت خوشی ہوئی (اے میرے بھائی!) دیکھو، اب خدا کی راہ میں رسول خدا ﷺ کی مدد کرتے رہنا۔

اور جس دین کو تم نے قبول کرلیا ہے اس کا قریش کے مجمع میں پورے زور و شور سے اعلان کردو اور سب کو بتادو کہ محمد ﷺ جادوگر نہیں ہیں (بلکہ خدا کے رسول ہیں اور دین حق لے کر آئے ہیں)۔

- ۲۹ -

رسول خداﷺ اور خاندان بنی ہاشم کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إذا قيلَ: مَن خيرُ هذا الوَرى قَبيلاً وأكرمُهُمْ أسرَتي؟
أنافَ بعبدِ منافٍ أبٌ وفضلُه هاشمُ الغُرَّةِ
لقد حلَّ مجدُ بني هاشمٍ مكانَ النعائمِ والنَّثرةِ
وخيرُ بني هاشمٍ أحمدٌ رسولُ الإلهِ على فَترَةِ

اگر دریافت کیا جائے کہ خاندان اور قبیلہ کے اعتبار سے دنیا میں سب سے بہتر کون ہے؟

تو (جواب یہی ہوگا کہ) بزرگی کے اعتبار سے جناب عبد مناف، پھر جناب ہاشم کی ذات گرامی عزت وشرف کا نشان ہے۔

اور خاندان بنی ہاشم کے لوگ تو اس قدر بلند مرتبہ ہیں جیسے آسمان کے ستارے نعائم ونثرہ (وغیرہ)۔

اور خاندان بنی ہاشم میں سب سے افضل احمد مجتبیٰ (محمد مصطفیﷺ) ہیں جو زمانہ فترت کے بعد، خدا کے رسول کی حیثیت سے تشریف لائے۔

- ۳۰ -

جناب ابوطالب نے اپنے ایک ماموں، جن کا لقب "زادالرکب" تھا (ان کی) وفات پر مرثیہ کہا۔

اس کے اشعار یہ ہیں:

أرقتُ ودمعُ العينِ في العَينِ غائـرُ ... وجادَتْ بما فيها الشُؤونُ الأعاوِرُ

كأنَّ فِراشي فوقَهُ نارُ مَوقِدٍ ... منَ الليلِ أو فوقَ الفراشِ السَّواجِرُ

على خيرِ حافٍ من قريشٍ وناعلٍ ... إذا الخَيرُ يُرجى أو إذا الشَّرُّ حاضِرُ

میں اُن کے فراق میں جاگتا رہا، آنسو آنکھوں میں ڈوبا رہا اور تھک جانے والی آنکھوں کی رگوں میں دوڑتا رہا۔

اور میں پوری رات، بستر پہ اُن کی جدائی کی آگ میں تڑپتا رہا۔

وہ پورے قریش کے نہایت عمدہ انسان تھے۔ اچھائیوں کے ملنے اور برائیوں کے دفاع کے لئے اُن ہی سے اُمیدیں وابستہ رہی تھیں۔

أَلا إنَّ زادَ الـركبِ غيـرَ مُـدافَـعٍ   بسـرِو سُحَيمٍ غَـيَّبَـتْـهُ المقـابـرُ
بسـرِو سُحيمٍ عـارفٌ ومُـنـاكِـرٌ   وفـارسُ غاراتٍ خـطيبٌ ويـاسِـرُ
تَنـادَوا بـأنْ لاَ سيِّـدَ الحيِّ فيهمِ   وقَـدْ فُجِـعَ الحيَّـانِ: كعبٌ وعـامـرُ
وكـانَ إذا يـأتي منَ الشـام قـافـلاً   تقـدُّمَـه تَسعَى إليـنـا البشـائـرُ

اس پوری وادی میں "زادالرکب" نامی شخص کا کوئی مد مقابل نہ تھا (افسوس) اب انہیں قبر نے اپنی آغوش میں لے لیا۔

سرو سہیم نامی وادیوں کے درمیان وہ ایک مدبر، شجاع، بہادر، خطیب، جنگجو اور مقابلوں میں کامیاب انسان کی حیثیت رکھتے تھے۔

لیکن اب وہاں کے لوگ فریاد کر رہے ہیں کہ اُن کا سردار نہیں آیا اور کعب و عامر دونوں قبیلے غمزدہ ہیں۔

جب شام سے قافلے کے ہمراہ آتے تھے تو ان کی آمد کے ساتھ ساتھ ہی (بے پناہ) خوشخبریاں پہنچ جاتی تھیں (اور وہ پورے شہر کے لوگوں کو یمن کے نفیس کپڑوں کے اتنے زیادہ تحفے دیا کرتے تھے۔)

فيصبحُ اهلُ اللهِ بيضاً كأنَّما كسَتْهُم حَبيراً رَيْدةٌ ومَعافِرُ

تَرى دارةً لا يبرحُ الدَّهرَ عندَها مُجَعْجِعَةٌ كومٌ سِمانٌ وباقرُ

إذا أكلتْ يوماً أتى الغدَ مثلَها زواهقُ زُهْمٌ او مَخاضٌ بَهازِرُ

ضَروبٌ بنصلِ السَّيفِ سُوقَ سِمانِها إذا عَدِموا زاداً فإنَّك عاقرُ

مکہ کے تمام لوگوں کے (جسموں پر) یمن کے ریدہ ومعافر (نامی مشہور) علاقوں کے سفید کپڑوں کی روشنی پھیل جاتی تھی۔

اُن کی درِ دولت پر موٹے تازے اونٹ (اور ضیافت کے لئے) بڑی تعداد میں گائے ہمیشہ نظر آتی تھی۔

لوگ ایک روز اگر کھا کر چلے جائیں تو اگلے روز دوبارہ ویسے ہی فربہ، چربی دار اور بڑے بڑے اونٹ اور جانور نظر آتے تھے۔

جب (دوران سفر) لوگوں کا زادِ راہ ختم ہو جائے تو موٹے تازے اونٹوں کو ذبح کرتے (سب کو کھلاتے تھے)

فَإنْ لا يَكُنْ لحمٌ غَريضٌ فإنَّهُ　　تُكَبُّ على أفواهِهِنَّ الغرائرُ
فيا لَكَ من ناعٍ حُبيتَ بألّةٍ　　شِراعيةٍ تَصْفَرُّ منها الأظافرُ

اور جب گوشت (کھلانے کا امکان) نہ ہوتب بھی (انواع واقسام کی) روٹیاں موجود ہوتی تھیں۔

(افسوس ہم لوگوں کو ایسے کریم انسان کی موت کی خبر سُننی پڑی)

اے موت کی خبر سنانے والے تیرے لئے (بھی) اب بُری ہی خبر کا سامنا ہے (کاش یہ خبر تو نے نہ سنائی ہوتی)

- ۳۱ -

ایک اور موقع پر، اپنے ماموں جناب ہشام کا مرثیہ کہتے ہوئے، فرمایا:

فَقَدْنا عَميدَ الحيِّ فالرُّكنُ خاشِعٌ　　لفقدِ أبي عُثمانَ والبيتُ والحِجْرُ
وكانَ هشامُ بنُ المغيرةِ عِصمَةً　　إذا عركَ النَّاسَ المخاوِفُ والفَقْرُ
بأبياتهِ كانتْ أراملُ قَومهِ　　تلوذُ وأيتامُ العشيرةِ والسَّفْرُ

ہم قوم کے رئیس سے محروم ہو گئے اور یہ ابو عثمان ایسے رئیس تھے جن کے غم میں خانہ خدا، حجرِ اسود اور رُکن ومقام بھی اُداس ہیں۔

کیونکہ یہ ہشام وہ تھے کہ جب لوگوں کو خوفناک حالات درپیش ہوں یا تنگدستی کا سامنا ہو تو یہی بزرگ سب کی پناہ گاہ بنتے تھے۔

قوم کی بیوائیں، خاندان کے یتیم اور مسافروں کے گروہ ان ہی کے گھر کا سہارا لیتے تھے۔

فـودَّتْ قُـريشٌ لـو فَـدَتْـهُ بشـطرِهـا وقَـلَّ لَعَـمـري لـو فَـدَوْه لـهُ الشَّـطْرُ
نقـولُ لعمـرٍو: انتَ مـنـهُ وإنَّـنـا لنرجوكَ في حِـلِّ المهمَّات يـا عَمْرُو

اگر قریش کے لوگ اُن کی خاطر اپنی آدھی زندگی بھی پیش کر دیتے تو بخدا یہ بھی کم تھا۔

اب ہم اُن کے بیٹے کو تاکید کرتے ہیں کہ اے عمرو! تم ہشام کے بیٹے ہو، لہٰذا اہم معاملات میں تم سے اچھی اُمید رکھنی چاہیے۔

- ۳۲ -

مکہ کے لوگوں کی طرف سے جب حضور اکرم ﷺ کی مخالفت میں اضافہ ہوا تو جناب ابو طالبؑ نے (قریش کے بڑے خاندانوں) بنی عبد شمس اور بنی نوفل کو سرزنش کی، اور مطعم بن عدی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

أَلا لَيتَ حظِّي مِن حِياطَةِ نَصْرِكُمْ ۔۔۔ بِأَنْ لَيسَ لِي نَفعٌ لَديكُمْ وَلا ضَرُّ

وَسارٍ بِرَحْلِي فاطِرُ النَّابِ جاشِمٌ ۔۔۔ ضَعيفُ القُصَيْرى لا كَبيرٌ وَلا بِكرُ

مِنَ الخُورِ حَبْحابٌ كَثيرٌ رُغاؤُهُ ۔۔۔ يُرَشُّ عَلى الحاذَينِ مِن بَولِهِ قَطْرُ

تمہاری مدد و نصرت پر جو اعتماد تھا، کاش اُس کی بجائے مجھے پہلے سے معلوم ہوتا کہ تم لوگوں سے کسی نفع نقصان کی اُمید نہیں رکھنی چاہئے۔

اور میرا سفر ایک ایسی سواری پر جاری ہے جس کے کھر بڑھاپے کی وجہ سے گھس چکے ہیں، اُس کی پسلیاں ضعیف ہیں اور اس کے لئے چلنا دشوار ہے۔

اونٹنی چھوٹی اور بد اخلاق ہے، ڈکارتی زیادہ ہے (لیکن کمزوری کی وجہ سے جب) پیشاب کرتی ہے تو اُس کے قطرے اُس کی پنڈلیوں پر ٹپکتے ہیں۔

تَخلَّفَ خلفَ الـوَرْدِ ليس بـلاحقٍ　　إذا ما عَلا الفَيفـاءَ قيلَ لـهُ وَبْرُ

أرى أخَـوَينـا من أبينـا وأُمِّنـا　　إذا سُئلا قـالا: إلى غيـرِنـا الأمـرُ

بلى لهمـا أمـرٌ ولكنْ تَجَـرْجَمـا　　كما جُرْجِمتْ من رأسِ ذي العَلَقِ الصَّخرُ

أخصُّ خُصوصاً عبدَ شمسٍ ونَوفلاً　　هُمـا نَبَذانا مثلَ مـا نُبِذَ الجَمْـرُ

یہ (دوران سفر) پیچھے رہ جانے والی ہے۔کارواں کا ساتھ نہیں دے سکتی اور اگر کسی (بلند اور) خشک وادی میں قدم رکھنا پڑے تو یہ بلی جیسے چھوٹے جانور کے مانند ہو جاتی ہے (جسے اونٹنی نہیں کہا جا سکتا)

یہ (بنی نوفل اور بنی عبد شمس کے) لوگ تو ہمارے ہی ہم قبیلہ برادران تھے لیکن جب اِن سے سوال کیا گیا کہ تو کہنے لگے کہ اس معاملہ کا دوسروں سے تعلق ہے۔

جبکہ ان لوگوں ہی سے تعلق تھا لیکن یہ لوگ تو اِسی طرح اوندھے منہ گر پڑے جیسے پہاڑ سے چٹان گر پڑے۔

میں واضح طور سے کہتا ہوں کہ بنی عبد شمس اور بنی نوفل نے خاص طور سے ہمیں چھوڑ دیا۔جیسے کوئی شخص انگارے کو چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے۔

وما ذاكَ إلا سُؤدَدٌ خَصَّنا بهِ   إلهُ العبادِ واصطفانا لهُ الفَخْرُ
هُما أغمزا للقومِ في أخوَيْهِما   فقد أصبحا منهُمْ أكفُّهما صِفْرُ
هُما أشركا في المجدِ مَن لا أبالَهُ   منَ الناس إلا أنْ يُرَسَّ لهُ ذِكرُ
رِجالٌ تَمالَؤا حاسدينَ وبِغْضةً   لأهلِ العُلا فَبينَهُم أبداً وِترُ

جس کی وجہ اِس کے علاوہ کچھ نہیں ہے کہ خداوند عالم نے ہمیں (پیغمبر اکرم ﷺ کے ذریعہ) جو سیادت عطا کی اور فخر و شرف کے لئے ہمارا انتخاب کیا اُس کی بنا پر یہ لوگ ہم سے حسد کرنے لگے۔

ان لوگوں نے برادرانہ تعلقات اور قرابت کے سلسلہ میں قوم کے سامنے ایسی کمزوری دکھائی کہ ان کے ہاتھ ہماری مدد سے بالکل ہی خالی ہو گئے۔

حالانکہ دوسرے لوگوں کی نسبت یہ دونوں خاندان، مجد و شرف میں شریک تھے، سوائے اس کے کہ کچھ اور لوگوں کی کوئی خصوصیت بیان کی جائے۔

اِن لوگوں نے صاحبان عظمت و جلال (بنی ہاشم) سے حسد و کینہ کی بنا پر انحراف کیا اور اپنا جتھہ بنایا۔ تو اب ان میں بھی ہمیشہ باہمی عداوت رہے گی۔

وليدَ أبـوه كـانَ عبـداً لجـدِّنـا — إلى عِلجَةٍ زَرقاءَ جالَ بها السِّحرُ

وتَيم ومخـزوم وزهـرةِ مِنْهُمـو — وكـانـوا بنـا أولى إذا بُغيَ النَّصـرُ

وزَهـرةٍ: كـانـوا أوليائي ونـاصِـري — وأنتُمْ إذا تُـدْعَـون في سَمعِكُمْ وَقرُ

فقـد سَفَهتْ أحـلاقُهم وعُقـولُهمْ — وكـانـوا كجَفْرٍ بئسَمـا صَنعتْ جَفْرُ

فـوالـلّهِ لا تـنـفـكُ منّـا عَـداوةٌ — ولا مِنْهمـو مـا دامَ في نَسْلِنـا شَفْرُ

جہاں تک ولید کا تعلق ہے تو اُس کے والد میرے دادا کے غلام تھے (لیکن) جادوگری نے اُس کو رومی کافروں کی طرف منحرف کردیا۔

بنی تیم، بنی مخزوم اور بنی زہرہ (قریش کے قبیلے، جو اس وقت ہم سے عداوت کر رہے ہیں) ان سب پر ہمارا یہ حق تھا کہ جب دنیاوالوں نے ہمارے خلاف بغاوت کر رکھی ہے، تو یہ ہماری مدد کرتے۔

(خاص طور سے) بنی زہرہ تو ہمارے ناصر و مددگار ہوا کرتے تھے (لیکن اے بنی زہرہ! پیغمبر اسلام ﷺ کی دشمنی میں اب) تم لوگوں کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ جب پکارا جائے تو گویا تمہارے کانوں تک آواز ہی نہیں پہنچتی۔

(افسوس صد افسوس!) ان تمام لوگوں کے اخلاق پست ہو چکے ہیں، عقل و دانش رخصت ہو چکی ہے، اب گویا یہ لوگ بھیڑ بکری کے مانند ہیں جو اپنے ہاتھوں سے اپنی قبر کھود رہے ہیں۔

(چونکہ ان لوگوں نے رسول خدا ﷺ کی وجہ سے ہماری مخالفت پر کمر باندھی ہوئی ہے اس لئے) خدا کی قسم! اب جب تک ہم میں سے ایک شخص بھی باقی ہے۔ یہ عداوت برقرار رہے گی۔

- ۳۳ -

ابواُمیہ مخزومی، جواپنی بے پناہ سخاوت کی وجہ سے زادالرکب کہے جاتے تھے،اُن کی وفات پر فرمایا۔

أَلا إنَّ خيرَ الناسِ حيّاً وميّتاً بِوادي أشيٍّ غيَّبَتْهُ المقابِرُ
تُبكّي اباها اُمُّ وهبٍ وقد نأى وريْشانُ أضحى دونَه ويُحابِرُ
تَولَّوا ولا ابو اميّةَ فِيهِمو لقد بلغتْ كَظُّ النُّفوسِ الحَناجرُ

وادی اشی (یمن) کے زندہ اور مرحوم لوگوں میں وہ سب سے بہتر شخص، جسے قبرستان نے اپنی آغوش میں لے لیا۔

اُن کی بیٹی اُم وہب اپنے باپ پر گریہ کر رہی ہیں جبکہ وہ بہت دور جا چکے ہیں اور پریشان (یمن) کی پہاڑیاں اُن سے خالی ہو چکی ہیں۔

اب وہاں کے لوگ اس طرح واپس آئے ہیں کہ ابو اُمیہ اُن کے درمیان موجود نہیں ہیں، اور دلوں کا رنج و غم حلقوم تک پہنچ گیا ہے۔

تـری دارَہُ لا یبرحُ الـدّھـر وسْطَھـا　　مُـجَـعْـجِـعَـةٌ اُدْمٌ سِـمَـانٌ وبـاقِـرُ
ضَروبٌ بِنصْلِ السَّیفِ سُوقَ سِمانِھا　　إذا اُرمـلوا زاداً فـإنَّـك عـاقـرُ
وإنْ لم یَکُنْ لحمٌ غـریضٌ فـإنَّـہُ　　تُـمـرَّی لھُـمْ أخـلافُھُنَّ الـدّرائـرُ
فیصبِـحُ آلُ اللّٰہِ بِیضـاً کـأنَّـمـا　　کَسَتْھُمْ حَبیـراً رَیْـدةٌ ومُـعـافـرُ

ان کا گھر ہمیشہ موٹی تازہ گائے اور اونٹوں کی آوازوں سے گونجتا رہتا تھا جو لوگوں کی مہمان نوازی کے لئے رکھی جاتی تھیں۔

جب لوگوں کے پاس زادراہ ختم ہو جاتا تھا تو ان اونٹنیوں کو ذبح کر کے، ان کے پیروں کو کاٹ کر ان کے گوشت سے ضیافت کی جاتی تھی۔

اور جب گوشت نہ ہو یا اس کا موقع نہ ہو تو اونٹنیاں اپنے تھنوں کے دودھ کے ذریعہ سے سب کو سیراب کرتی تھیں۔

اہل مکہ (ابو امیہ مخزومی کی دادو دہش کی بناء پر) مکرم رہا کرتے تھے اور (جب وہ یمن سے آتے تو وہاں کے مشہور صنعتی مقامات) ریدہ ومعافر کے نفیس کپڑوں سے پورے شہر کے لوگوں کو لباس پہناتے تھے۔

- ٣٤ -

ایک موقع ایسا آیا تھا جب حضرت ابوطالبؑ نے بہت دیر تک پیغمبر اکرمﷺ کو نہیں دیکھا اور یہ شبہ پیدا ہوا کہ (خدانخواستہ) قریش نے حضور اکرمﷺ کو کسی قسم کی گزند تو نہیں پہنچائی! اس موقع پر آپ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

أَلا أَبْلِغْ قُرَيشاً حيثُ حلَّتْ ○ وكلُّ سَرائرٍ منها غُرورُ
فإنِّي والضَّوابحُ غادِياتٌ ○ وما تَتْلو السُّفَاسِرةُ الشُّهورُ
لآلِ محمدٍ راعٍ حَفيظٌ ○ ودادُ الصَّدرِ منِّي والضَّميرُ

قریش جہاں کہیں بھی ہوں، اپنے دلوں میں جو بات بھی چھپائے ہوئے ہوں محض دھوکہ ہے، اور اُن سب کو یہ بتا دیا جائے۔

میں دھیمی آواز والے (تیز رفتار) گھوڑوں کے ساتھ (نکل رہا ہوں) اور ان گھوڑوں کی دیکھ بھال کرنے والے بھی پیچھے پیچھے آ رہے ہیں۔

میں دل کی محبت اور ضمیر کی پاکیزگی کے ساتھ محمدﷺ (اور اُن) کے خاندان کی حفاظت و نگرانی کرنے والا ہوں۔

فلستُ بقاطعٍ رَحمي ووُلْدي ولو جَرَتْ مَظالِمَها الجرورُ

أيا مَن جَمعُهم أفناءُ فِهرٍ لقتلِ محمدٍ والأمرُ زُورُ
فلا وَأبيكَ لا ظَفرتْ قريشٌ ولا لَقِيتْ رَشاداً إذ تُشيرُ
بَني أخي ونوطُ قَلبي مِني وأبيضُ ماؤهُ غَدَقٌ كثيرُ

اور میں کسی حالت میں بھی اپنے فرزند، اپنے جگر کے ٹکڑے کا ساتھ چھوڑنے والا نہیں ہوں، چاہے اِس کی پاداش میں مجھ پر ہولناک جنگ ہی کیوں نہ مسلط کردی جائے۔

قریش کے وہ تمام لوگ جو محمد مصطفیٰ ﷺ کے قتل پر آمادہ ہیں۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ (یہ کبھی نہیں ہوسکتا) یہ بات بالکل غلط ہے۔

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ قریش ہرگز اپنے منصوبے میں کامیاب نہیں ہوسکتے اور ان کی یہ بات کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔

میرا بھتیجا، میرے جگر کا ٹکڑا (ہے، کون اسے نقصان پہنچانے کی طاقت رکھتا ہے؟) اُس کی آبرو بہت بڑی ہے۔

وَيَشْرَبُ بعدَهُ الوِلدان رِيّاً   وأحمدُ قد تضمَّنَهُ القُبورُ
أيا ابنَ الأنفِ أنفِ بَني قُصَيٍّ   كأنَّ جَبينَك القمرُ المُنيرُ

(کیا یہ کبھی ہوسکتا ہے کہ) محمد (مصطفیٰ ﷺ) دنیا سے رخصت کر دیے جائیں اور میرے بیٹے (سکون سے) پانی پئیں اور سیراب ہوں؟ (نہیں! بلکہ میرا ہر فرزند، حضور اکبر ﷺ کی حفاظت میں جان کی بازی لگا دے گا)۔

اے خدا کے رسول محمد مصطفیٰ ﷺ! آپ کی ذات تو پورے قریش (بلکہ ساری دنیا) کے لئے وجہ افتخار ہے اور آپ کی پیشانی چاند کی طرح روشن اور تابندہ ہے۔

- ۳۵ -

حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل خانہ کعبہ کی تعمیر نو کے موقع پر اہل مکہ کے درمیان اس بات پر اختلاف ہوا کہ اس نئی تعمیر میں ''حجرِ اسود'' کون نصب کرے گا۔ پھر اس بات پر اتفاق ہوا کہ جو شخص سب سے پہلے یہاں آئے گا وہی اس پتھر کو نصب کرے گا۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ وہاں پہنچے اور سب خوش ہو گئے کہ ''یتیم عبداللہ'' کے دستِ مبارک سے یہ کام انجام پائے گا۔ لیکن ایک نجدی شیطان نے شور مچایا کہ بزرگوں کی موجودگی میں ایک یتیم یہ کام انجام دے گا؟ اس موقع پر جناب ابو طالب نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

إنَّ لنا أوَّلَهُ وآخِرَهْ
في الحُكمِ والعَدْلِ الذي لا نُنكِرُهْ
وقد جَهَدْنا جَهْدَنا لِنَعْمُرَهْ
وقدْ عَمَرْنا خَيرَهُ، وأكثَرَهْ
فإنْ يكُنْ حقّاً ففينا أوفَرَهْ

اِس گھر کی ابتدا اور انتہا ہمارے ہی ذریعہ سے ہے اور عدل وانصاف کی میزان پر یہ بات ایسی ہے جس کا انکار ممکن نہیں ہے۔ ہم نے اس گھر کی تعمیر و آبادی کے لئے ہر ممکن کوشش کی ہے۔ اسے خیر کا مرکز بھی بنایا ہے۔ اس میں اضافہ بھی کیا ہے۔ اب اگر (ان خدمات کی بنا پر کسی کا) کوئی حق بنتا ہو۔ تو ہمارا حصہ تو سب سے زیادہ قرار پائے گا۔

- ٣٦ -

جب حضور اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق جناب جعفر طیار کی قیادت میں مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی ، اور پھر اُن کی مخالفت میں عمرو جب نجاشی بادشاہ کے پاس پہنچا تو اُس کی سرکوبی کے لئے خود حضرت ابو طالب بھی حبشہ کی طرف جانے کے لئے تیار ہو گئے ۔ اس موقع پر فرمایا:

تقولُ ابنتي: أينَ أينَ الرحيلُ؟ وما البَيْنُ منّي بمُسْتَنكَرِ
فقلتُ: دَعيني، فإنّي امرؤٌ أريدُ النّجاشيَّ في جَعفرِ
لأكوِيَهُ عِندَهُ كيَّةً أقيمُ بِها نَخوةَ الأصْعَرِ

میری بیٹی (مجھے آمادہ سفر دیکھ کر) پوچھتی ہے کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ جبکہ سفر میرے لئے انہونی بات نہیں ہے۔

تو میں نے اپنی لخت جگر سے کہا کہ مجھے جانے دو۔ میں جعفر (کی حمایت و نصرت) کے لئے نجاشی کے پاس جانا چاہتا ہوں۔

تا کہ میں وہاں پہنچ کر عمرو کی مکاریوں کا جواب بھی دے سکوں اور اُن کے غرور و نخوت کا سر بھی کچل سکوں۔

وإنَّ انـتِـنـائـيَ عَـن هـاشـمٍ ۔ بِمـا اسـطعْتُ في الغَيبِ والمَحْضَـرِ
وعَن عـائـبِ الـلاتِ فـي قـولـهِ: ولـولا رِضـا الـلاتِ لـم نُـمـطَرِ
وإنّـي لأشْـنَـا قـريـشـاً لـهُ وإنْ كـانَ كـالـذُّهـبِ الأحْـمَـرِ

(اور اسے بتادوں کہ) میرا تعلق جناب ہاشم (جیسے باعظمت انسان) سے ہے اور غیب وشہود میں حتی الامکان میں اس نسبت کا لحاظ رکھتا ہوں۔

اور جو لوگ لات کے حوالہ سے یہ کہتے ہیں کہ اگر لات خوش نہ ہو تو ہمارے ہاں بارش بھی نہیں ہوتی۔

(اُن کو یہ بتادوں کہ) میں قریش کی اُس بات سے نفرت کرتا ہوں، اگر چہ وہ اُن کے نزدیک سرخ سونے جیسی قیمتی چیز ہی کیوں نہ ہو!!

- ۳۷ -

جب جناب ابو طالبؑ کو یہ پتہ چلا کہ مشرکین مکہ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ: ابو طالبؑ انتقال کر جائیں تو ہم لوگ (حضرت) محمد (مصطفیٰ ﷺ) کو قتل کر دیں، تو آپ نے خاندان بنی ہاشم کے تمام لوگوں اور جن لوگوں سے اس خاندان کے لوگوں کے عہد و پیمان تھے۔ سب کو جمع کر کے وصیت فرمائی کہ میں دنیا میں رہوں یا نہ رہوں بہر صورت رسول خدا ﷺ کی مدد و نصرت کرتے رہنا، اس موقع پر آپ نے چند اشعار بھی کہے:

أُوصِي بنصرِ النبيِّ الخيرَ مُشْهِدَهُ   عَلياً ابْني وعمَّ الخيرِ عَبّاسا
وحمزةَ الأَسَدَ المَخْشِيَّ صَولَتُهُ   وجَعفراً أنْ تَذودوا دونَه النّاسا

رسول خدا ﷺ کی مدد و نصرت کے لئے میں (آپ سب لوگوں کو، اور خاص طور پر) اپنے فرزند علیؑ، اور پیغمبر کے چچا عباس کو وصیت کرتا ہوں۔

اور شیر جیسی شجاعت والے جناب حمزہ کو، جن کی ہیبت سے سب ڈرتے ہیں اور (اپنے بیٹے) جعفر کو وصیت کرتا ہوں کہ لوگوں کے مقابلے میں حضور ﷺ کا پورا ساتھ دینا اور ان کی طرف سے دفاع کرنا۔

وهــاشِماً كلُّهــا أُوصي بِنُصــرتــهِ　　أنْ يأخذوا دونَ حَربِ القَومِ أمراسا
كونوا فِدًى، لكـمُ نَفسي وما ولَدَتْ　　مِن دونِ أحمـدَ عندَ الرَّوْعِ أتْراسـا
بكــلُّ أبيضَ مَصْقــولٍ عَــوارضُـهُ　　تَخـالُـه في سَــوادِ الليـلِ مِقْبـاسـا

نیز بنی ہاشم کے تمام لوگوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اگر لوگ جنگ پر کمر بستہ ہو جائیں تو تم لوگ رسول خدا ﷺ کی مدد کرنا۔

اور جب بھی خطرات کا سامنا ہو، تو تم سب لوگ محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے سینہ سپر ہو کر اُن پر اپنی جان نثار کرنا، میری جان اور میری اولاد سب تم پر قربان ہو۔

(پیغمبر اکرم ﷺ کی مدد و نصرت کے لئے) وہ چمکدار اور آبدار تلواریں لے کر میدان میں نکل آنا جو رات کی تاریکی میں شعلہ کی طرح (لپکتی ہوئی) محسوس ہوتی ہیں۔

- ۳۸ -

خاندان بنی ہاشم کی تعریف وتوصیف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

الحمدُ للّٰه الذي قد شَرَّفا قَومي، وأعلاهُم معاً وغَطْرَفا
قَد سَبَقوا بالمجدِ مَن تَعَرَّفا مَجْداً تليداً واصلاً مُسْتَطرفا
لو أنَّ أنفَ الرِّيحِ جاراهُمْ هَفا وصارَ عَن مَسعاتِهِمْ مُخلَّفا
كَفَوا إساءَ السَّيِّ مَن تكلَّفا كانوا لأهلِ الخائفِينَ سَلفا

خداوند عالم کا شکر ہے کہ اُس نے میری قوم کو شرف بخشا کہ اُنہیں سخی وفیاض اور سید وسردار قرار دیا۔

یہ لوگ اطراف وجوانب کے تمام لوگوں سے فضل وشرف میں آگے ہیں، قدیم زمانہ میں بھی یہی قوم کے بزرگ تھے اور آج بھی یہ فضیلت ان ہی کو حاصل ہے۔

اگر تیز آندھی آگے بڑھنے میں ان کی فضیلتوں سے مقابلہ کرے تو پیچھے رہ جائے گی اور ان کے قدم آگے نظر آئیں گے۔

جو شخص بھی کسی رنج وغم میں مبتلا ہو یہ لوگ اُسی کی خبر گیری کرتے ہیں اور مشرق ومغرب کے تمام لوگوں کی پریشانیوں میں ان کا ہاتھ بٹاتے ہیں (اُن کی مشکلات کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں)۔

واصبحوا من كلِّ خلقٍ خَلَفا	هُمْ أنجمٌ وأبدُرٌ لنْ تُكسَفا
ومَوقِفٌ في الحرْبِ أسنىٰ مَوْقفا	اُسْدٌ تَهُدُّ بالزَّئيراتِ الصَّفا
تُرغمُ مِن أعدائهِنَّ الأنُفا	وتدفعُ الدهرَ الذي قد أجْحَفا
لو عُدَّ أدنى جُودِهم لأضْعَفا	على البحارِ، والسَّحابَ استَرْعفا

یہ لوگ تمام مخلوقات کے لئے دادرس ہیں اور ایسے درخشندہ ستارے اور چاند کے مانند ہیں جسے گہن نہیں لگتا۔

(اگر کسی) جنگ اور مقابلے کی نوبت آجائے تو ان لوگوں کا موقف سب سے اعلیٰ وارفع ہوتا ہے اور ایسے موقع پر یہ لوگ ایسے شیر جیسی شجاعت رکھنے والے نظر آتے ہیں جن کے چنگھاڑنے سے پہاڑ کانپنے لگتے ہیں۔

یہ لوگ اپنے دشمنوں کی ناک رگڑ دیتے ہیں اور زمانہ کی ستمگری کا قلع قمع کر دیتے ہیں۔

اگر ان لوگوں کی چھوٹی سی سخاوت کا بھی موازنہ کیا جائے تو سمندروں سے بڑی اور بادلوں سے زیادہ وسیع تر نظر آئیں گی۔

- ۳۹ -

مَنَعْنـا أرْضَنـا مِـن كـلِّ حَيٍّ ... كمـا امْتَنعتْ بـطائِفِهـا ثَقيفُ

أتـاهُمْ معشَـرٌ كي يَسْلبـوهـم ... فحـالتْ دونَ ذلكـمُ السُّيـوفُ

ہم اپنی سرزمین کی پوری حفاظت کرتے ہیں ہر قبیلے کے ظلم اور دخل اندازی سے اسے بچاتے ہیں، جس طرح بنی ثقیف نے طائف کو بچایا کہ جب کچھ لوگ اُن کے علاقوں کو اُن سے چھیننے کے لئے آئے تو اُن لوگوں نے تلواروں سے اُن کا مقابلہ کیا (اور اپنی حفاظت کی)۔

- ٤٠ -

ابولہب نے جب رسول خداﷺ کی مخالفت شروع کی تو اس کی سرزنش کرتے ہوئے جناب ابو طالب نے فرمایا:

عَجِبْتُ لحلمٍ یا بْنَ شَیبةَ عازِبٍ — واحلامِ أقوامٍ لدیكَ سِخافِ
یقولونَ: شایِعْ مَن أرادَ محمَّداً — بظُلمٍ، وقُمْ في أمرِهِ بخلافِ
أضامیمُ إمّا حاسدٌ ذو خِیانةٍ — وإمّا قَریبٌ منكَ غیرُ مُصافِ

تعجب ہے کہ اے ابن شیبہ (ابولہب)! تمہاری اپنی عقل تو (کھوپڑی سے) غائب ہو چکی ہے اور صاحبان دانش کو تم ناسمجھ قرار دیتے ہو؟

لوگ (تم سے) کہتے ہیں کہ جو شخص بھی محمدﷺ پر ظلم کرے تم اس کا ساتھ دو اور جو کچھ وہ ﷺ کہتے ہیں اس کی مخالفت کرو؟

جبکہ یہ وہ لوگ ہیں کہ یا تو (حضورﷺ سے) حسد کرنے والے اور خیانت کار ہیں یا تمہارے ایسے قریبی لوگ ہیں جن کے دل صاف نہیں ہیں۔

فلا تَرْكَبَنَّ الدَّهرَ منهُ ذِمامةً ... وأنتَ امرؤٌ مِن خيرِ عبدِ منافِ

ولا تترُكَنْهُ ما حَيِيتَ لمُعْظمٍ ... وكُنْ رجُلاً ذا نَجدةٍ وعَفافِ

يذودُ العِدا عن ذِرْوَةٍ هاشميةٍ ... إلَافُهُمْ في النّاسِ خيرُ إلافِ

فإنَّ لهُ قُربى لديكَ قريبةً ... وليسَ بِذي حِلْفٍ ولا بمُضافِ

ولكنّه مِن هاشمٍ ذو صَميمِها ... إلى أبحُرٍ فوقَ البحورِ طَوافِ

دیکھو تم تو عبد مناف کی بہترین اولاد (جناب عبد المطلب) کے بیٹے ہو۔ ایسی روش نہ اختیار کرو جو ہمیشہ باعث مذمت ہو۔

زندگی بھر اس عظیم الشان کام (اسلام کی تبلیغ) میں حضور اکرم ﷺ کا ساتھ دو اور پاکباز اور شریف انسان بننے کی کوشش کرو۔

(اُن لوگوں میں سے بنو) جو اس ہاشمی چراغ (نبی اکرم ﷺ) کے دشمنوں کا مقابلہ کر رہے ہیں اور لوگوں کے ساتھ ان کا سلوک بھی بہترین ہے۔

(یہ بھی تو سوچو کہ) حضرت محمد ﷺ تو تمہارے انتہائی قریبی عزیز (حقیقی بھتیجے) ہیں نہ تو الگ سے آئے ہیں اور نہ دوسرے خاندانوں سے ہیں!!

بلکہ وہ تو بنی ہاشم کے ہی چشم و چراغ اور خالص النسب محترم شخصیت ہیں اُن (کی عظمت) کا سمندر تو تمام سمندروں سے بھی زیادہ لامحدود ہے۔

وزاحِمْ جَميعَ الناسِ عنهُ وكُنْ لهُ ... وزيراً على الأعداءِ غيرَ مُجافِ
وإنْ غَضِبتْ منهُ قُريشٌ فقُلْ لها: ... بَني عمِّنا ما قَومُكُمْ بضِعافِ
وما بالُكُم تَغْشَون منهُ ظُلامةً؟ ... وما بالُ أحقادٍ هناكَ خَوافِ؟
فما قَومُنا بالقَومِ يَغشَون ظُلمَنا ... وما نحنُ فيما ساءَهُمْ بخِفافِ
ولكنّنا أهلُ الحفائظ والنُّهى ... وعِزٌّ ببطحاءِ المشاعرِ وافِ

(دیکھو!) اُن کے مقابلے میں سب سے ٹکرا جاؤ اور دشمنوں کا سامنا ہو تو ان کی پوری مدد کرو، خود اُن پر جور و جفا نہ کرو۔

اور اگر قریش کے لوگ نبی اکرم ﷺ پر غضبناک ہوں تو (ان کا مقابلہ کرو اور) ان لوگوں سے کہہ دو کہ اسے ہماری قوم کے لوگوں میں کمزور مت سمجھنا (ہم اپنے بھتیجے کی حفاظت کرنے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں)

تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ (نبی اکرم ﷺ سے) کس بات کا بدلہ لینے کے لئے ان پر ظلم ڈھا رہے ہو؟ اور کس بات کا کینہ تم لوگ اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہو؟

ہم لوگ نہ تو قوم پر کسی قسم کا ظلم کرتے ہیں اور نہ عجلت میں کوئی ایسا اقدام کرنا چاہتے ہیں جو لوگوں کو برا لگے۔

البتہ! ہم لوگ صاحبان فکر و دانش ہیں، حرم کے پاسبان ہیں اور مکہ کی عزت کے کامل محافظ ہیں۔

- ٤١ -

اپنے فرزند ''طالب'' کو مخاطب کر کے اُنہیں تاکید کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی مدد و نصرت کرتے رہیں:

أبُنيَّ طالبُ، إنَّ شَيْخَكَ ناصِحٌ فيما يقولُ مُسَدِّدٌ لكَ راتِقُ
فاضرِبْ بسَيْفِكَ مَن أرادَ مَساءَةً حتّى تكونَ له المنيَّةُ ذائقُ
هذا رَجائي فيكَ بعدَ مَنِيَّتي لا زلتُ فيكَ بكلِّ رُشْدٍ واثقُ

اے میرے بیٹے طالب! تمہارا بوڑھا باپ جو کچھ تم سے کہہ رہا ہے نہایت خلوص سے تمہاری نصیحت کے لئے کہہ رہا ہے اور تمہیں سیدھی راہ دکھا رہا ہے۔

دیکھو! جو شخص بھی نبی اکرم ﷺ کو نقصان پہنچانا چاہے اُس پر اپنی تلوار لے کر ٹوٹ پڑو تاکہ موت کا مزا خود اسے چکھنا پڑے (نبی اکرم ﷺ کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے)

میں دنیا سے جانے کے بعد بھی تم سے اسی بات کا آرزومند ہوں، اور میں نے ہمیشہ تم سے اچھی اُمید رکھی ہے۔

فـاعضِـدْ قُـواهُ يـا بُنيَّ وكنْ لـهُ　　أنّـى يَـجِـدْكَ لا مَـحـالَـةَ لاحِـقُ
آهـاً أردُدُ خَـبْـرةً لِـفـراقـهِ　　إذْ لا أراهُ وقـد تـطاوَلَ بـاسِـقُ
أتَـرى أراهُ والـلـواءُ أمـامَـهُ　　وعـلـيٌّ ابْـنـي لـلِّـواءِ مُـعـانـقُ؟
أتَـراهُ يَشْفعُ لي ويـرحمُ عَبْرتي؟　　هَيْـهـاتَ، إني لا محـالـةَ زاهِـقُ!

اے میرے نور نظر! نبی اکرم ﷺ کے ایسے دست و باز و بن جاؤ کہ وہ جہاں بھی ہوں تمہیں اپنے قریب ہی پائیں۔

افسوس! میں اس حسرت کے ساتھ دنیا سے جا رہا ہوں کہ حضور اکرم ﷺ کا اقتدار (اور ساری دنیا پر اُن کے پرچم کو لہراتے ہوئے) نہ دیکھ سکا۔

لیکن میں چشم تصور سے یہ منظر دیکھ رہا ہوں کہ اُن کا پرچم (ہر طرف) بلند ہو رہا ہے اور میرے بیٹے علیؑ ان کے پرچم کو اُٹھائے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں۔

لیکن کیا یہ (پیش بینی) مجھے (موت سے) بچا سکتی ہے؟ میرے دُکھوں کا مداوا کر سکتی ہے؟ افسوس! میں تو بس اب جانے والا ہوں (اور نبی اکرم ﷺ کی مخالفت پر پورے قریش کو کمر بستہ دیکھ رہا ہوں)!

- ٤٢ -

مکہ کے لوگوں کو حضور اکرمؐ کی مخالفت سے روکتے ہوئے جناب ابو طالب نے فرمایا اور سابقہ اقوام کی سرکشی اور اس کے نتائج سے لوگوں کو خبردار کیا:

أفيقوا بني غالبٍ وانْتَهُوا عنِ البَغْيِ في بعضِ ذا المَنْطِقِ
وإلاّ فإنّي إذاً خائفٌ بَوائقَ في دارِكُمْ تَلْتقي
تكونُ لغيرِكمو عِبْرةً وربُّ المغاربِ والمَشْرِقِ

اے بنی غالب کے لوگو! غفلت سے چونکو اور تمہاری باتوں میں جو بغاوت و سرکشی (نظر آ رہی) ہے اُس سے باز آجاؤ۔

ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ مصائب و آلام تمہارے گھروں کا رُخ کرلیں گے۔

خداوند عالم کی قسم! جو مشرق و مغرب کا پروردگار ہے۔ تم ایسے مصائب و آلام میں گرفتار ہوگے جو دوسروں کے لئے باعث عبرت ہوں گے۔

كـمـا نـالَ مَنْ كـانَ مِن قَبلكُمْ ثـمـودٌ وعـادٌ فمـن ذا بَـقـي؟
فـحـلَّ عَـلـيـهـم بـهـا سَـخْـطـةٌ مِـنَ الـلّٰـهِ فـي ضـربـةِ الأزرقِ
غَـداةَ أتـتـهـم بـهـا صَـرْصَـرٌ ونـاقـةُ ذي الـعـرشِ إذ تستقي
غَـداةَ يُـعِضُّ بـعُـرقـوبِـهـا حُـسـامـاً مـنَ الـهـنـدِ ذا رَوْنـقِ

جیسا کہ تم سے قبل قوم ثمود اور قوم عاد (اپنی سرکشی کی وجہ سے) مصائب و آلام میں گرفتار ہو چکی ہیں۔

پھر کون اُن میں سے باقی بچا؟ جب اُن لوگوں (قوم ثمود) نے اس اونٹنی کے پیر کاٹ ڈالے (جسے جناب صالح نبیؑ نے خدا کی نشانی قرار دیا تھا)

تو ان لوگوں پر خدا کی طرف سے عذاب آیا کہ ناقہ صالح، جو پانی پینے نکلی تھی (جب ان لوگوں نے اسے مار ڈالا) تو ان لوگوں پر آندھیوں کا عذاب آیا (جس نے سب کو تباہ کر دیا کوئی نہ بچ سکا)

اور تم لوگوں کا معاملہ تو بہت حیرت انگیز ہے (تم پر کسی بات کا اثر ہی نہیں ہو رہا ہے) جیسے تم چکنے پتھر بن چکے ہو۔

واعـجبُ مِـن ذاكَ مِـن أمـرِكُـم	عَجـائبُ فـي الحَـجَـرِ المُلْصَقِ
بـكـفِّ الـذي قـامَ مَـن حَـيْـنـه	إلـى الصَّـابـرِ الـصـادقِ المُـتَّقي
فـأيـبـسَـهُ الـلّـهُ فـي كـفِّـهِ	علـى رُغْـمِـهِ الـجـائـرِ الأحـمقِ
أُحَـيْـمِـقِ مَـخْـزومِـكـم إذ غـوى	لـغَـيِّ الـغُـواةِ ولـم يَـصـدُقِ

اورابو جہل نے جس کی موت اس کے سر پر آ چکی ہے۔

جس نے محمد مصطفیٰ ﷺ جیسے صابر، صادق اور متقی کے خلاف ظلم کا ہاتھ بلند کر دیا (اوران کے سر پر پتھر مارنا چاہا)

تو خداوند عالم نے اس ظالم اور کم عقل شخص کے ان ہاتھوں کو ہی خشک کر دیا (جو ظلم کی خاطر اُٹھ رہے تھے)۔

یہ بنی مخزوم کا کم عقل اور سرکش انسان اپنی گمراہیوں میں بڑھتا جا رہا ہے (اس کے قول وفعل میں) کوئی سچائی نہیں ہے۔

- ٤٣ -

عربی زبان کا ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ جب کسی بات کو نہایت حتمی اور یقینی انداز سے بیان کرنا ہو تو ماضی کے صیغے استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ جناب ابو طالب نے اس نظم میں مستقبل کی باتوں کو بھی ماضی کی زبان ہی میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ اسی انداز میں حضور اکرم ﷺ کی حفاظت و پاسبانی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مَنَعْنا الرسولَ رَسولَ المليكِ　　ببيضٍ تَلالأُ لمعَ البُروقِ

بضربٍ يُذَبِّبُ دونَ النُّهابِ　　حِذارَ الوِثائرِ والخَنْفَقيقِ

أذُبُّ وأحمي رسولَ المليكِ　　حمايةَ حانٍ عليهِ شفيقِ

ہم نے رسول اکرم ﷺ کی حفاظت کی جو اللہ کا پیغام لے کر آئے تھے (اور ان کے دشمنوں کا) ایسی آبدار تلواروں سے مقابلہ کیا جو برق کے مانند چمکنے والی تھیں۔

ہماری ضرب ایسی تھی جو (انسان نما) حیوانوں کو بھی بھگانے والی تھی۔ لوگوں کے ہجوم کا بھی مقابلہ کرنے والی تھی اور سرکشوں کا بھی خاتمہ کرنے والی تھی۔

ہم ان تلواروں کے ذریعہ سے خدا کے رسول کی حفاظت و پاسبانی کر رہے تھے اور ہماری یہ پاسبانی ایک شفیق اور مخلص کی پاسبانی تھی۔

وما إنْ أدُبُّ لأعدائهِ ذبيبَ البِكارِ حِذارَ الفَنيقِ
ولكنْ أزيرُ لهُمْ سامياً كما زار ليثٌ بِغيلٍ مَضيقِ

ہم ان کے دشمنوں کی طرف اس طرح نہیں گئے جیسے اونٹنی ڈرتے ڈرتے اونٹ کی طرف قدم بڑھاتی ہے۔

بلکہ ہم دشمنوں کی طرف اس طرح بڑھے جیسے شیر غضبناک حالت میں چنگھاڑتا ہوا اپنے شکار پر جھپٹتا ہے (اور اس کے لئے فرار کا راستہ تنگ کر دیتا ہے)

- ٤٤ -

جناب ابو طالبؑ دین اسلام کے اُن عظیم المرتبت جاں نثاروں میں سے ہیں جو خود بھی ہر لحہ شمع رسالت کے پروانہ بنے رہتے تھے اور اپنے خاندان کے لوگوں، بیٹوں، بھائیوں، بھتیجوں اور دیگر قرابتداروں کو تاکید بھی کرتے رہتے تھے کہ پیغمبر اسلام کی مدد ونصرت میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کریں۔

اس سلسلہ میں اسی دیوان کے اندر اُن قصائد اور نظموں کا تذکرہ بھی گذر چکا ہے جو آپ نے اپنے بھائی جناب حمزہ، جناب عباس بن عبدالمطلب، اپنے بیٹوں جناب جعفر اور طالب، اپنے خاندان کے دوسرے بزرگان، بنی ہاشم کے جوانوں، عبد مناف کی اولاد اور خصوصاً جناب عبدالمطلب کے اہل خاندان کے نام کہتے ہیں۔

چنانچہ ''ک'' کے قافیہ میں بھی آپ نے خاص طور سے امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؑ کو مخاطب کیا ہے، ۔آپ فرماتے ہیں:

إنَّ الوثيقَةَ في لزومِ محمَّدٍ　　　فاشْدُدْ بصُحبتهِ على يَدَيكا

اے نور نظر! یاد رکھو کہ سب سے زیادہ پُر اعتماد بات یہی ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ (کے دامن) سے وابستہ رہا جائے۔لہٰذا تم ہمیشہ اُن کے ساتھ رہو (اور جس طرح سے بھی ہو سکے اُن کی مدد ونصرت کرتے رہو)

- ٤٥ -

حضور اکرمﷺ کے لئے جذبۂ فدا کاری کا اظہار کرتے ہوئے جناب ابوطالب نے فرمایا:

محمدُ تَفْدِ نفسَكَ كلُّ نفس

إذا ما خِفْتَ من شيءٍ تَبالا

اے محمدﷺ! (اے میرے نور نظر! آپ کی جان اتنی قیمتی ہے کہ) اگر کسی قسم کے خطرے یا مصیبت و پریشانی کا اندیشہ ہو تو ہر شخص کو اپنی جان، آپ کے قدموں پر نثار کر دینی چاہیے۔

- ٤٦ -

جناب ابو طالبؑ معمار قوم کی حیثیت سے قومی معاملات پر بھی لوگوں کو نصیحت فرمایا کرتے تھے۔

چنانچہ بنی عامر کا ایک شخص جو بنی عبد مناف کے ایک شخص کے ساتھ سفر پر روانہ ہوا تھا۔ جب دوران سفر دونوں میں رسی کے معاملے پر کوئی جھگڑا ہوا اور بات اتنی بڑھی کہ ایک نے دوسرے پر ڈنڈے برسا کر اسے مار ڈالا تو جناب ابو طالب نے ایک نظم کہی:

أمِن أجلِ حبلٍ ذي رِمامٍ عَلَوْتَهُ   بِمِنْسَاةٍ قد جاءَ حَبلٌ وأحْبُلُ

هَلمَّ إلى حُكمِ ابنِ صَخرةَ إنَّهُ   سَيَحكمُ فيما بينَنا، ثمَّ يعْدِلُ

كما كانَ يَقْضِي في أمورٍ تَنُوبُنا   فيَعْمِدُ للأمرِ الجميلِ ويَفْصِلُ

یہ کس قدر افسوسناک بات ہے کہ تم نے ایک پرانی رسی کی خاطر، اُس شخص کو ڈنڈے مار مار کر قتل کر دیا۔ جبکہ ایک رسی کے بدلے کئی رسیاں تمہیں مل سکتی تھیں!!

(تمہیں معلوم تھا کہ) جب بھی ہمارے یہاں کوئی معاملہ پیش آتا ہے تو (مکہ کا مشہور و معروف شخص) ابن صخرہ نہایت عمدہ طریقہ سے اُس معاملہ کا فیصلہ کرتا ہے۔ تو (جب تم دونوں کے درمیان جھگڑا ہوا تھا تو) تم نے ایسا کیوں نہیں کیا کہ ابن صخرہ کے پاس اپنا مقدمہ پیش کرتے تو وہ فیصلہ بھی کرتا اور عدل و انصاف سے کام بھی لیتا۔

- ٤٧ -

''فتح مکہ'' کی پیشین گوئی کرتے ہوئے، جناب ابوطالبؑ نے فرمایا:

وعَـزبـةُ دارٌ لا یُـحِـلُّ حَـرامَـهـا   منَ النـاسِ إلا اللّوذعيُّ الحُـلاحِـلُ

خدا کے گھر کی جو حُرمت ہے (کہ یہاں کسی کا بھی خون بہانا حرام ہے) یہ اسی طرح ہمیشہ برقرار رہے گی۔ سوائے (اُس دن کے) جب آسمانی سید و سردار اور (بے مثال) شجاع و بہادر (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے لئے یہ کام حلال ہوگا۔

- ٤٨ -

قریش کے لوگوں کو حضور اکرم ﷺ کی مدد و نصرت اور دین اسلام کو قبول کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

قُلْ لِمَنْ كَانَ مِن كِنَانَةَ فِي العِزِّ وأهلِ النَّدى وأهلِ الفَعالِ
قَد أتاكُمْ مِنَ المَليكِ رسولٌ فاقبلوهُ بِصالحِ الأعمالِ
فاقبَلوا أحمداً؛ فإنَّ مِنَ اللهِ رداءً عليهِ غيرَ مُذالِ

بنی کنانہ (قریش) کے جو لوگ صاحب عزت و شرف، اہل جود و کرم اور کچھ کارنامے انجام دینے والے ہیں۔ سب کو بتا دیا جائے۔

خداوند عالم کی طرف سے پیغمبر اسلام تشریف لا چکے ہیں۔ لہٰذا نیک اعمال کے ساتھ ان کا استقبال کرو (اور ان کے لائے ہوئے پیغام کو قبول کرو)

(وہ خدا کے رسول، جناب) احمد (مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ) ہیں، اُن کا ساتھ دو کیونکہ خداوند عالم نے اُنہیں (عظمت و جلال کا) وہ لباس عطا کیا ہے جس کی شان و شوکت کبھی ختم نہیں ہوگی۔

- ۴۹ -

جناب ابو طالبؑ کا مشہور و معروف قصیدہ ''لامیہ'' جو آپ نے اُس زمانہ میں کہا تھا جب قریش نے مقاطعہ کر رکھا تھا اور رسول خداﷺ شعب ابی طالب میں اپنے عم محترم کی پناہ گاہ میں زندگی گذار رہے تھے۔ یہ قصیدہ جناب ابو طالبؑ کے تمام قصائد میں نہایت مشہور ہے اور نہایت معتبر کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے۔

خـليلـيَّ مـا أُذنـي لأوَّلِ عـاذلِ ... بِصَغْـواءَ فـي حقٍّ ولا عندَ بـاطلِ
خـليليَّ إنَّ الـرأيَ لـيسَ بِشِـركـةٍ ... ولا نَهْنَـهٍ عندَ الأمـورِ البَـلابـلِ
ولمَّـا رأيتُ القـومَ لا وُدَّ عنـدَهُـمْ ... وقـد قَطَعـوا كلَّ العُـرى والوَسـائـلِ

اے میرے دوستو! ایسا نہیں ہے کہ حق و باطل کے معاملہ میں پہلی ملامت سنتے ہی میرے کان منحرف ہونے لگیں۔

(اور) اے میرے دوستو! اہم اور دور رس معاملات میں صحیح اور بابصیرت رائے باہمی مشورے کے بعد ہی ملتی ہے۔

اور جب میں نے یہ دیکھا کہ قوم نے ہم سے ہر قسم کے تعلقات توڑ لئے، وسائل و روابط منقطع ہو گئے اور ان لوگوں کے دلوں میں (ہمارے لئے) کوئی محبت باقی نہ رہی۔

وقد صارحونا بالعداوةِ والأذى وقد طاوَعوا أمرَ العدوِّ المُزايلِ
وقد حالَفُوا قوماً علينا أظِنَّةً يعضُّون غيظاً خَلفَنا بالأناملِ
صَبرتُ لهُمْ نَفسي بسمراءَ سَمحةٍ وأبيضَ عَضْبٍ من تُراثِ المقاوِلِ
واحْضَرتُ عندَ البيتِ رَهْطي وإخوتي وأمسكتُ من أثوابهِ بالوَصائلِ

بلکہ کھلم کھلا وہ لوگ ہماری عداوت اور ایذا رسانی پر اُتر آئے اور ہمارے دشمنوں کی بات پوری طرح ماننے لگے۔

اور جو لوگ ہم سے بدگمان تھے اُن سے اِن لوگوں نے عہد و پیمان کر لیا اور ہم سے بھرپور دشمنی کرنے لگے۔

تب بھی میں نے صبر سے کام لیا اور اپنے گندم گوں نیزوں اور آبدار تلواروں کو، جو ہمیں بزرگوں سے ورثہ میں ملی تھیں، روکے رکھا۔

اور خانہ خدا کے پاس اپنے اہل خاندان اور برادران کو جمع کیا اور تمام معاملات کے نشیب و فراز کو ان کے سامنے رکھا۔

قِيَاماً معاً مستقبلين رِتَاجَهُ	لدَى حيثُ يَقضي نُسْكَهُ كلُّ نافلِ
وحيثُ يُنِيخُ الأشعرونَ ركابَهُم	بِمَفْضَى السُّيولِ من أسافٍ ونائلِ
مُوسَّمَةَ الأعضادِ أو قَصَراتِها	مُخَيَّسَةً بين السَّديس وبازِلِ
تَرى الوَدْعَ فيها والرُّخامَ وزينةً	بأعناقِها معقودةً كالعثاكلِ

سب لوگ خانہ کعبہ کے دروازہ کی طرف رخ کر کے کھڑے تھے جہاں عبادت گذار لوگ مصروف عبادت رہتے ہیں (اور جس کے قرب وجوار میں زمانہ جاہلیت میں) بت رکھے جاتے تھے۔

اور جہاں حج کے لئے آنے والے لوگ اپنے اونٹوں کو ٹھہراتے تھے۔

وہ اونٹ ہر سن وسال کے ہوتے تھے۔ان پر انواع واقسام کے سامان بھی لدے ہوئے ہوتے تھے۔

اوران کی آرائش وزیبائش بھی گوناگوں طریقوں سے کی جاتی تھی جو انگور کے خوشوں کی طرح ایک دوسرے سے پیوست ہوتی تھیں۔

أعوذُ بربِّ النّاسِ من كلِّ طاعِنٍ ... عَلينا بسوءٍ أو مُلِحٍّ بباطلِ
ومِن كاشحٍ يَسْعى لنا بمعيبةٍ ... ومِن مُلحِقٍ في الدِّين ما لم نُحاولِ
وثَوْرٍ و مَن أرسى ثَبيراً مَكانَه ... وعَيْرٍ، وراقٍ في حِراءٍ ونازلِ
وبالبيتِ رُكنِ البيتِ من بطنِ مكّةٍ ... وباللّهِ إنّ اللهَ ليس بغافلِ

میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں ہر اُس شخص سے جو ہماری طرف کسی بُرائی کی تہمت لگائے یا کسی باطل اور غلط بات پر اصرار کرے۔

اور ہر اس دشمن سے، جو ہماری عیب جوئی کرے یا دین میں ایسی بات شامل کرے جس کا ہم نے کوئی اقدام نہ کیا ہو یا ہمارے دین و مذہب کے بارے میں ایسی بات کہے جس سے ہم بری الذمہ ہوں۔

میں اُس پاک پروردگار کی پناہ چاہتا ہوں جس نے مکہ کے پہاڑوں ثور، ثبیر، عیر اور حراء کو ان کی جگہ پر قائم کیا ہے (اور اس نبی اکرم ﷺ کی پناہ طلب کرتا ہوں جو) کوہِ حرا پر جاتے اور آتے ہیں۔

اور مکہ کی سرزمین پر جو خدا کا گھر ہے اُس گھر کی، اور رُکن (ومقام) کی پناہ مانگتا ہوں (اور سب سے بڑھ کر) خداوندِ ذوالجلال کی پناہ مانگتا ہوں۔ یقیناً خداوندِ عالم (بندوں کے حالات سے کبھی) غافل نہیں ہوتا۔

وبالحَجَرِ المُسْوَدِّ إذ يَمْسَحونَـهُ | إذا اكْتَنَفـوهُ بـالضُّحى والأصـائلِ

ومَوطىءِ إبراهيمَ في الصَخرِ رَطْبةً | على قَـدميهِ حـافياً غيـرَ نـاعـلِ
وأشـواطِ بَينَ المَرْوَتَينِ إلى الصَّفـا | ومـا فيهمـا من صـورةٍ وتمـاثِـلِ
ومن حـجَّ بيتَ اللهِ من كـلِّ راكب | ومن كـلِّ ذي نَذْرٍ ومن كـلِّ راجـلِ

اور میں تمام دینی شعائر جیسے حجر اسود، جسے لوگ چھوتے (اور چومتے) ہیں اور دن رات اُس سے لپٹتے رہتے ہی۔

اور مقام ابراہیمؑ (یعنی) وہ پتھر جو (بحکم خدا) اتنا نرم ہو گیا کہ جناب ابراہیم نے اپنے کھلے ہوئے پیروں کو اُس پر رکھا تو اُس پتھر کے اندر نشاناتِ قدم جذب ہو گئے۔

(اسی طرح) وہ قدم جو (سعی کے لئے) صفا و مروہ کے درمیان اُٹھائے جاتے ہیں (جہاں اُس وقت) ہر قسم کی تصویریں نظر آتی تھیں۔

اور وہ تمام لوگ جو نذر کر کے (یا بغیر نذر کے) خانہ خدا کا حج کرنے سواریوں پر یا پیدل آتے ہیں۔

وبالمَشْعَرِ الأقصى إذا عَمدوا لَهُ | إلالٍ إلى مَفْضَى الشُّراج القوابلِ
وتَوْقافِهم فوقَ الجبالِ عشيَّةً | يُقيمون بالأيدي صُدورَ الرَّواحِلِ
وليلةِ جَمعٍ والمنازلُ مِن مِنىً | وما فَوقَها من حُرمةٍ ومَنازلِ
وجَمعٍ إذا ما المَقْرُباتُ أجزْنَهُ | سِراعاً كما يَفْزَعْنَ مِن وقعِ وابِلِ

اور عرفات وشہر الحرام، جس کا لوگ قصد کرتے ہیں، اور (عرفات کی) وہ بلند جگہ جہاں دینی پیشوا (کھڑا ہو کر خطبہ دیتا ہے) اور اس کی وہ وادیاں اور نشیبی علاقے جو پانی کی گذرگاہ ہیں۔

اور حاجیوں کا (۹۔ذی الحجہ کو) شام کے وقت تک (عرفات کی) پہاڑیوں پر وقوف کرنا، جہاں وہ (روانگی کے لئے) اونٹنیوں پر ٹھہرے رہتے ہیں۔

اور پھر شب عید (مزدلفہ) میں ٹھہرتے ہیں اور وہاں سے منیٰ (پہنچ کر) قیام کرتے ہیں۔ اور وہیں پر خدا کی بارگاہ میں اتنی تیزی سے قربانی کرتے ہیں جیسے کوئی شخص بارش سے بھاگ رہا ہو۔ (درحقیقت یہ ایک تمثیل ہے، قربانی میں اُس عجلت کی جو آج بھی بخوبی نظر آتی ہے)۔

اور (اسی منیٰ کے اندر) یہ لوگ بڑے شیطان کے پاس پہنچ کر کنکریوں سے اس کے سر پر ضرب لگاتے ہیں۔

وبـالجَمْرَةِ الكُبرى إذا صَمـدوا لهـا   يَؤمُّـونَ قَـذْفـاً رأسَهـا بـالجنـادِلِ
وكِنْـدَةُ إذْ هُم بـالحِصـابِ عَشِيَّـةً   تُجيـزُ بهِمْ حِجاجَ بكـرِ بنِ وائـلِ
حَليفـانِ شَـدَّا عِقْـدَ مـا اجْتَمعـا لـهُ   وردَّا عَليـهِ عـاطفـاتِ الـوسـائـلِ
وحَـطْمُهمُ سُمْرَ الـرِّماحِ مـعَ الـظُّبـا   وإنفـاذُهُم مـا يَتَّقي كـلُّ نـابـلِ

جمرات کے پاس رات کے وقت جب حُجاج وہاں سے گذر رہے تھے، بنی کندہ اور بنی بکر بن وائل نامی دو حلیفوں نے باہمی گٹھ جوڑ کے بعد ایک مضبوط عہد و پیان کیا اور اس کے لئے ہر قسم کے وسائل کو کام میں لائے۔ (اور انہوں نے یہ بھی طے کیا کہ) اِسے گندم گوں نیزے اور چمکدار تلواریں ہی توڑ سکتی ہیں اور خوفناک شمشیر زنی ہی ختم کر سکتی ہے اور وہ لوگ اپنے بہادروں کے ارد گرد اس طرح تیزی سے چل رہے تھے جیسے تیز رفتار سواریاں چلتی ہیں۔

وَمَشْيُهم حَولَ البِسالِ وسَرْحُهُ　وشِبْرِقُهُ وَخَدَ النَّعامِ الجَوافلِ
فهل فوقَ هذا مِن مَعاذٍ لعائذٍ　وهَل من مُعيذٍ يَتَّقِي اللَّهَ عادِلِ ؟
يُطاعُ بنا الأعدا وودُّوا لو أنّنا　تُسَدُّ بنا أبوابُ تُركٍ وكابُلِ
كَذَبْتُمْ وبيتِ اللّهِ نَترِكَ مكّةً　ونظعَنَ إلّا أمرُكُم في بَلابلِ
كَذَبْتُم وبيتِ اللّهِ نُبزى محمداً　ولمّا نُطاعِنْ دونَهُ ونُناضِلِ

اس کے بعد جناب ابوطالب تمام لوگوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

(اب جبکہ قریش کے قبائل نے ہمارے مقاطعہ کا فیصلہ کر ہی لیا ہے) کیا اس کے بعد بھی (کوئی عذر باقی رہتا ہے، اور دنیاوی طور سے) کسی پناہ لینے والے کے لئے پناہ کی جگہ رہ گئی ہے۔

کیا کوئی انصاف پسند ایسا نہیں رہ گیا ہے جو خدا سے ڈرے؟ (اور ان لوگوں کو سمجھائے کہ رسول خدا کو اذیت نہ پہنچائیں)

(اب صورت حال یہ ہوگئی ہے کہ) ہمارے دشمنوں کی بات مانی جا رہی ہے اور (ہماری بھرپور مخالفت کی جا رہی ہے بلکہ) یہ لوگ تو یہ چاہتے ہیں کہ (ہمیں مکہ سے نکال دیا جائے اور) ترک، کابل کے دروازے بھی ہمارے لئے بند کر دیے جائیں (نزدیک و دور کی ہر زمین ہمارے لئے تنگ کر دی جائے)

لیکن رب کعبہ کی قسم! یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم لوگ مکہ چھوڑ دیں۔ ان (قریش کے) لوگوں کے تمام ارادے لغو و بیکار ہیں۔

خدا کی قسم! یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ہم رسول خدا ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیں۔ بلکہ ہم تو اُن کی حمایت میں تم سے نیزوں اور تلواروں کے ذریعے مقابلہ کریں گے۔

وَنُسْلِمُهُ حتى نُصَرَّعَ حَوْلَهُ   وَنَذْهَلَ عن أبنائِنا والحَلائلِ
وينهضَ قَومٌ في الحديدِ إليكُمْ   نُهوضَ الرَّوايا تحتَ ذاتِ الصَّلاصِلِ
وحتّى يُرى ذو الضِّغْنِ يركبُ رَدْعَهُ   منَ الطَّعنِ فِعلَ الأنكبِ المُتَحامِلِ
وإنّي لعَمرُ اللّهِ إنْ جَدَّ ما أرىٰ   لَتَلْتَبِسَنْ أسيافُنا بالأماثلِ

ہم اُن کی مدد ونصرت کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ اُن کی نظروں کے سامنے جان دے دیں اور اپنے اہل وعیال سے جدا ہو جائیں۔

(اور ہمارے مرنے کے بعد بھی) ایسے لوگ اُٹھیں گے جو اسلحوں میں ڈوبے ہوئے ہوں گے اور سیل رواں کی طرح (تم پر) چھا جائیں گے۔

یہاں تک کہ کینہ پرور لوگوں کے کینوں کو اپنے نیزوں کے ذریعے ختم کر دیں گے اور دشمن منہ کے بل زمین پر گر پڑیں گے۔

اور خدا کی قسم میری نگاہیں دیکھ رہی ہیں کہ (عنقریب) ہماری تلواریں قریش کے بزرگان کے ساتھ ٹکرانے والی ہیں۔

بکفّ امرئٍ مثلِ الشّهابِ سَمَیْدَعِ — أخي ثِقَةٍ حامي الحقيقةِ باسلِ
شُهوراً وأيّاماً وحَولاً مُجرَّماً — علينا وتأتي حِجَّةٌ بعدَ قابِلِ
وما تَرْكُ قومٍ، لا أبالك، سيّداً — يَحوطُ الذِّمارَ غيرَ ذَرْبٍ مُواكلِ ؟
وأبيضَ يُسْتَسْقَى الغمامُ بوجهِهِ — ثِمالُ اليتامى عِصْمَةٌ للأراملِ

(اور ہماری یہ تلواریں) ایسے بہادروں کے ہاتھوں ہوں گی جو شہاب ثاقب کی طرح (دشمنوں پر ٹوٹ پڑیں گے) یہ ہر لحاظ سے قابل اعتماد ہوں گے۔حق وحقیقت کی حمایت کرنے والے اور شجاع ہوں گے۔

(اور صنادید عرب کے ساتھ ہمارے یہ مقابلے اتنے طویل ہوں گے کہ) دن مہینوں میں، مہینے سال میں بدل جائیں گے اور ایک سال کے بعد دوسرا سال آ جائے گا۔

یاد رکھو! چاہے کچھ ہو جائے، ہم لوگ اپنے نبی ﷺ کو کبھی نہیں چھوڑ سکتے، کیونکہ قوم کا اپنے عالی وقار سید و سردار کو چھوڑ نا تو نہایت بری بات ہے۔(اور سید و سردار بھی ایسا نبی مکرم ﷺ) اُسے کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟

درخشندہ چہرے والا، جس کے رُخ زیبا کا واسطہ دے کر بارش کی دعا کی جاتی ہے، جو یتیموں کی پناہ گاہ اور بیواؤں کا والی اور وارث ہے۔

يلوذُ بـه الهُـلّاكُ مـن آلِ هـاشمٍ فهُم عنـدَهُ في نِعمـةٍ وفـواضـلِ

لعَمـري لقـد أجـرى أُسَيْـدٌ ورهـطُهُ إلى بُغـضِـنـا وجـزّآنـا لآكـلِ

جـزَتْ رجمٌ عنّـا أُسَيـداً وخـالـداً جـزاءَ مُسيءٍ لا يُؤخَّـرُ عـاجِـلِ

وعثمـانُ لم يَـرْبَـعْ عَلينـا وقُنْفُـذٌ ولكنْ أطـاعـا أمـرَ تلك القبـائـلِ

أطـاعـا أُبَيّـاً وابنَ عبـدِ يَغـوثِهم ولم يَـرْقُبـا فينـا مقـالَـةَ قـائـلِ

بنی ہاشم کے ستم رسیدہ افراد اُسی کی پناہ چاہتے ہیں کیونکہ وہ اُن کے لئے (درحقیقت اللہ کی) ایک بڑی نعمت اور بہت بڑا احسان ہے۔

(اور جہاں تک) اُن کے خاندان کے طرزِ عمل (اور ہمارے مقاطعہ کا تعلق ہے تو) میری جان کی قسم! ان لوگوں نے ہماری عداوت میں ایسا اقدام کیا ہے کہ (پوری قوم سے) کاٹ کر گویا کھانے والوں کے لئے (ہمیں لقمہ) بنادیا ہے!!

اور عثمان اور قنفذ نے ہمارے خلاف (کوئی نیا) اقدام نہیں کیا ہے بلکہ اُن ہی قبائل کے حکم کی اطاعت کی ہے۔

اور اُبی اور ابن عبدیغوث (جیسے بدسرشت لوگوں) کی بات مان لی اور ہماری کسی بات کا خیال نہیں کیا۔

كما قَد لَقِينا من سُبَيعٍ ونَوفَلٍ ... وكلٌ تَوَلّى مُعرِضاً لم يُجامِلِ

فإن يُلقَيا او يُمكِنَ اللّهُ منهما ... نَكِلْ لهُما صاعاً بكَيْلِ المُكايِلِ

وذاكَ أبو عمرٍو أبى غيرَ بُغضِنا ... لِيَظْعَننا في أهلِ شاءٍ وجامِلِ

يُناجَى بنا في كلِّ مَمْسىً ومُصْبحٍ ... فناجِ أبا عَمْرٍو بنا ثمَّ خاتِلِ

ويُقْسِمُنا باللهِ ما إن يَغُشُّنا ... بلى قد نراهُ جَهرةً غيرَ حائلِ

جیسا کہ سبیع اور نوفل (جیسے شیطان صفت لوگوں) سے ہم لوگوں کو اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ سب لوگ ہم سے منحرف ہیں۔ کوئی بھی حسن سلوک پر آمادہ نہیں ہے۔۔۔

اگر ان لوگوں سے ہماری مڈبھیڑ ہوگئی اور خدا نے موقع دیا تو بھی ان لوگوں سے پورا پورا بدلہ چکائیں گے۔

اسی طرح ابوعمرو بھی مسلسل ہمارے ساتھ دشمنی کرتا رہتا ہے اور اس کی پوری کوشش یہی ہے کہ ہم اپنے جانوروں پر بیٹھ کر یہاں سے چلے جائیں۔

یہ شخص صبح شام باتیں کرتا ہے۔ ہمارے پاس آتا بھی ہے پھر دھوکہ بازی بھی کرتا ہے۔

قسم کھا کر ہم سے کہتا ہے کہ دھوکہ نہیں دے گا۔ لیکن پھر کھُلم کھُلا مخالفت کرتا ہے اور اسے کوئی شرم نہیں آتی۔

أضاقَ عليهِ بُغْضَنا كلُّ تَلْعةٍ ... منَ الأرض بينَ أخشُبٍ فمَجادلِ

وسائلْ أبا الوليدِ: ماذا حَبَوْتَنا ... بسَعْيِكَ فينا مُعْرِضاً كالمُخاتِلِ؟

وكنتَ امرأً ممَّنْ يُعاشُ برأيهِ ... ورحمتُه فينا ولستَ بجاهلِ

أعُتْبةُ، لا تَسمعْ بنا قولَ كاشحٍ ... حَسودٍ كذوبٍ مُبغِضٍ ذي دَغاوُلِ

وقد خِفتُ إنْ لم تَزْجُرَنْهُمْ وتَرْعَوُوا ... تُلاقي ونَلْقَى منك إحْدَى البَلابلِ

(حقیقت یہ ہے کہ) ہماری عداوت کی بنا پر اُس کی نگاہوں میں مکہ سے لے کر عراق وشام تک کی زمینیں تنگ ہو چکی ہیں۔

(اے لوگو!) ابو ولید سے دریافت کرو کہ تم جو ایک دھوکہ باز کی طرح مسلسل ہمارے خلاف کوشش کرتے رہتے ہو۔

تمہاری ان باتوں سے ہمارے لئے کیا نتیجہ نکلا؟ جبکہ تم ایک صاحب رائے انسان سمجھے جاتے تھے اور ہم سے ناواقف نہیں تھے!

اے عتبہ! (خدا کے لئے) ہمارے خلاف کینہ پروروں، حاسدوں، جھوٹوں، عداوت رکھنے والوں اور دغابازوں کی بات مت سنو۔

مجھے اندیشہ ہے کہ اگر تم نے ان لوگوں کو نہ روکا اور یہ اسی روش پر چلتے رہے تو ہم اور تم کسی بڑے معرکے میں آمنے سامنے نظر آئیں گے۔

وَمَـرَّ أبـو سُفيـانَ عنّيَ مُعْـرِضـاً
كما مَرَّ قَيْلٌ مِن عِظامِ المَقاوِلِ

يَـفـرُّ إلى نَـجـدٍ وبَـرْدِ ميـاهـهِ
ويَـزْعمُ أنّي لستُ عنكُم بغـافـلِ

وأعـلمُ أنْ لا غـافـلٌ عن مَـسـاءَةٍ
كفـاكَ العـدوُّ عنـدَ حقٍّ وبـاطـلِ

فـميلوا عَلينـا كُلكُـمْ ؛ إنَّ مَيْلَكُمْ
سَـواءٌ علينا والـريـاحُ بهـاطـلِ

يخبِّـرُنـا فِعـلَ المُنـاصِـحِ أنَّـهُ
شَفيقٌ ويُخفي عـارماتِ الدَّواخـلِ

اور ابوسفیان تو (اپنے غرور و تکبر کی وجہ سے) ہم (بنی ہاشم) کے پاس سے یوں منہ موڑ کر گذر جاتا ہے جیسے وہ یمن کا کوئی بڑا آدمی ہے۔

(کبھی) وہ نجد کی طرف بھاگتا ہے، کبھی اپنے کنوؤں (اور زمینوں) کی طرف (تا کہ لوگوں کو ہمارے خلاف ورغلائے) لیکن اُسے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ہم اُس سے غافل ہیں۔

میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ برائی سے غفلت نہیں کی جاسکتی (اور دشمن کی عداوت بھی واضح ہے)۔

لہٰذا حق و ناحق کسی بات میں اُس سے بھلائی کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

اے قریش کے لوگو! (جنہوں نے ہمارا مقاطعہ کیا ہے) تم سب مل کر ہم لوگوں پر حملہ آور ہو جاؤ۔

(تب بھی ہمیں کوئی پروانہیں ہے اور نہ تم ہمیں کوئی نقصان پہنچا سکتے ہو بلکہ) تمہارا حملہ آور ہونا ایسا ہی ہوگا جیسے تیز ہوا بارش کے ساتھ کسی پر حملہ آور ہو جائے۔

(اس وقت صورت حال یہ ہے کہ کچھ لوگ) ہمدردی ظاہر کرنے کے لئے خود کو شفیق و مہربان کے انداز سے پیش کر رہے ہیں جبکہ ان کے دلوں میں خباثت چھپی ہوئی ہے۔

أمُطعِمُ لم أخذُلْكَ في يومِ نجدةٍ ... ولا عندَ تلك المُعْظماتِ الجلائلِ

ولا يومِ خَصمٍ إذْ أتَوْكَ ألِدَّةٍ ... أولي جَدَلٍ مِنَ الخُصومِ المُساجِلِ

أمطعمُ إنَّ القومَ ساموك خُطَّةً ... وإنّي متى أُوكَلْ فلستُ بوائلِ

جَزى اللهُ عنّا عبدَ شمسٍ ونَوفلاً ... عُقوبةَ شَرٍّ عاجلاً غيرَ آجِلِ

بميزانِ قِسْطٍ لا يَغيضُ شُعيرةً ... له شاهدٌ مِن نفسِهِ حقُّ عادلِ

اے مطعم! (تم آج ہم سے کنارہ کشی کر رہے ہو لیکن) جب تم ایک اندوہناک پریشانی میں پڑے تھے تو ہم نے تو تم سے کنارہ کشی نہیں کی تھی۔

اور نہ اس دن (تمہارا ساتھ چھوڑا تھا) جب لوگ بڑی تعداد میں تمہارے خلاف اکٹھے ہوئے تھے اور سخت دشمنی پر آمادہ تھے۔

اے مطعم! لوگوں نے تمہیں اپنے پھندے میں گرفتار کرلیا ہے جب کہ تم مجھے اچھی طرح پہچانتے ہو کہ جب تک زندہ ہوں مغلوب نہیں ہو سکتا۔

بنی عبد شمس اور بنی نوفل نے ہمارے خلاف جو برا اقدام کیا ہے۔ خداوند عالم بہت جلد انہیں اس کی سخت سزا دے گا اور اس کی سزا میزان عدل کے مطابق ہوگی۔ اس میں کوئی کمی نہیں ہوگی جسے دیکھ کر خود ان کا نفس گواہی دے گا کہ یہ حق ہے۔

لقد سَفَهتْ احلامُ قَومٍ تبدَّلوا — بَني خَلَفٍ قَيضاً بنا والغَياطلِ
ونحنُ الصَّميمُ مِن ذُؤابةِ هاشمٍ — وآلِ قُصَيٍّ في الخُطوبِ الأوائلِ
وكانَ لنا حوضُ السِّقايةِ فيهم — ونحنُ الذُّرى منهُمْ وفوقَ الكواهلِ
فما ادركوا ذَحْلاً ولا سَفكوا دَماً — ولا حالفوا إلاَّ شِرارَ القبائلِ
بَني أمَّةٍ مجنونةٍ هِنْدَكيَّةٍ — بَني جُمَحٍ عُبَيدَ قَيسِ بنِ عاقلِ

اور وہ لوگ تو بہت ہی کم عقل ہیں جنہوں نے صرف ہماری عداوت کی بنا پر بنی خلف اور بنی غیطلہ کو ہم سے منحرف کر دیا۔

جب کہ ہم لوگ خاندان بنی ہاشم کے اعلیٰ ترین افراد ہیں اور قصی جیسے صاحب کمالات کی اولاد ہیں جن کی عظمت زمانہ قدیم سے تسلیم شدہ ہے۔

حاجیوں کو سیراب کرنے کی ذمہ داری بھی ہمارے ہی پاس رہی ہے اور (قریش و عرب کے درمیان ہمیشہ) ہم ہی لوگ سب سے بلند مرتبہ رہے ہیں۔

(اور اب جو ہمارے خلاف) لوگ ایک دوسرے سے عہد و پیمان کر رہے ہیں۔ کینہ و عداوت کا اظہار کر رہے ہیں اور خونریزی کی باتیں کر رہے ہیں۔ یہ صرف چند شر پسند قبیلوں کی شرارت ہے۔

(جیسے) بت پرست بنو امیہ جو (ہماری دشمنی میں) پاگل ہو گئے ہیں۔ بنی جمع، جو قیس بن عاقل کے غلام (اور بے حیثیت لوگ) ہیں۔

وسهمٌ ومخزومٌ تَمالَوا وألَبُوا — عَلينا العِدا مِن كلِّ طِمْلٍ وخاملِ
وشائظُ كانت في لؤيِّ بنِ غالبِ — نفاهُمْ إلينا كلُّ صَقْرٍ حُلاحِلِ
ورَهطُ نُفَيلٍ شرُّ مَن وَطئَ الحصىٰ — وألأمُ حافٍ من معدٍّ وناعلِ
أعبدَ منافٍ أنتمو خيرُ قومِكُمْ — فلا تُشرِكوا في أمرِكم كلَّ واغلِ
فقد خِفتُ إنْ لم يُصلحِ اللهُ أمرَكُمْ — تكونوا كما كانتْ أحاديثُ وائلِ

(اسی طرح) بنوسہم اور بنومخزوم جو ہم سے روگرداں ہیں اور فتنہ پرور اور اوباش لوگوں کو اکٹھا کر کے ہماری عداوت پر آمادہ کرتے رہتے ہیں۔

اور بنی لوئی بن غالب کے کچھ نکمے افراد جنہیں سرداران قریش نے (ہمیں اذیت پہنچانے کے لئے) بھیج دیا ہے۔

اور (جہاں تک) بنی نفیل کے خاندان کا (تعلق ہے) تو ان لوگوں کی حالت تو یہ ہے کہ بنی مُعد کے جو لوگ بھی زمین پر چل رہے ہیں، اُن میں سب سے زیادہ بدسرشت یہی (بنی نفیل) ہیں!!

(لیکن) اے عبد مناف کے لوگو! تم تو قوم کے بہترین افراد ہو، لہٰذا اپنے معاملات میں غلط اور برے لوگوں کو شریک نہ کرو۔

مجھے اندیشہ ہے کہ اگر توفیق الٰہی تم لوگوں کے شامل حال نہ ہوئی اور تمہارے حالات درست نہ ہوئے تو تمہارے درمیان بھی بنی وائل جیسے حالات رونما ہو سکتے ہیں (جن کی اولاد آپس میں ہی لڑ پڑی تھی)۔

لَعَمري لقَدْ أوْهِنْتُمو وعَجزتُموْ ... وجِئتُمْ بامرٍ مُخطىءٍ للمَفاصلِ

وكُنْتُمْ قَديماً حَطْبَ قِدْرٍ فأنتمو ... ألانَ حِطابُ أقدُرٍ ومَراجِلِ

لِيَهْنِىءْ بَني عبدِ منافٍ عُقوقُها ... وخَذْلانُها، وتَرْكُنا في المعاقِلِ

فإنْ يكُ قَومٌ سرَّهُمْ ما صَنَعْتُمو ... ستحتلبوها لاقحاً غيرَ باهلِ

فبلّغْ قُصَيّاً أنْ سَيُنْشَرُ امرُنا ... وبَشّرْ قُصيًّا بعدَنا بالتَّخاذُلِ

میری جان کی قسم تم لوگ کمزوری دکھا رہے ہو اور نقصان دہ راہوں پر چل رہے ہو۔

ماضی میں تو تم ایک ظرف کے لئے ایندھن تھے اور اب مختلف ظروف کے ایندھن بنتے جا رہے ہو۔

اے عبد مناف کے خاندان کے لوگو! جو دوسرے لوگوں کی ناراضگی، ہمارا ساتھ چھوڑنے اور ہمیں شعب میں محصور کر دینے کے باوجود ہمارا ساتھ دے رہے ہو، مبارک ہو۔

اگر کسی قوم کو (اہل حق کا ساتھ دینے کی بنا پر) خوشیاں حاصل ہوئی ہیں (اور ایسا بکثرت ہوا ہے تو یاد رکھو کہ) تم لوگوں نے جو حسن سلوک کیا ہے اُس کا فیض تمہیں عنقریب حاصل ہوگا۔

قُصی (یعنی قریش) کے لوگوں کو بتا دو کہ ہمارا دین یقیناً پھیلے گا اور ان لوگوں کو یہ بھی بتا دو کہ جو ہم سے الگ رہے گا رُسوا ہوگا۔

ولـو طَرقتْ لبـلاً قُصيّاً عَـظيمةً — إذاً مـا لجأنـا دونَهم في المداخـلِ
ولـو صُدِقـوا ضَـرباً خـلالَ بُيـوتِهم — لكنّـا أُسىً عندَ النّسـاءِ المَطافـلِ
فـإنْ تـكُ كعبٌ من لؤيٍّ تجمّعتْ — فـلا بُدَّ يـومـاً مـرّةً مِنْ تـزايُـلِ
وإنْ تَـكُ كعبٌ من كعوبٍ كثيـرةٍ — فـلا بـدَّ يـومـاً أنّهـا فـي مَجاهِـلِ
وكـلُّ صـديـقٍ وابنُ أختٍ نَعُـدُّهُ — وجـدْنـا لعَمـري غِبّهُ غيـرَ طـائـلِ

(لیکن انہیں یہ اطمینان دلا دو کہ) اگر جناب قصی کے خاندان پر کبھی مصیبت کی رات آئی تو جس طرح اُنہوں نے ہمارا ساتھ چھوڑا ہے ہم اُن کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔

اور اگر کوئی اُن کے گھروں میں شمشیر زنی کرتا ہوا داخل ہو جائے تو ہم اُن کی عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔

اگر اس وقت کعب بن لوئی کے خاندان کے لوگ (ہماری دشمنی میں) اکٹھا ہو گئے ہیں تو ایک نہ ایک دن ان میں پھوٹ بھی پڑے گی۔

اور اگر اس خاندان کو (ماضی میں) بہت بڑا شرف و مجد حاصل رہا ہے تو (پیغمبر اکرم ﷺ کی مخالفت کی بنا پر) ایک روز یہ لوگ ذلیل و خوار بھی ہوں گے۔

ہمارے وہ سب دوست اور ننھیالی رشتہ دار جن سے ہماری توقعات وابستہ تھیں، انجام کار کے لحاظ سے سب بے فائدہ ثابت ہوئے۔

سِوى أنَّ رَهْطاً مِن كلابِ بنِ مُرَّةٍ　　بَراءُ إلينا من معقَّةِ خاذلِ
بَني أسَدٍ لا تُطرِفُنَّ على القَذى　　إذا لم يقلْ بالحقِّ مِقْوَلُ قائلِ
فنعْمَ ابنُ أختِ القومِ غيرَ مُكذَّبٍ　　زُهيرُ حُساماً مُفرداً مِن حَمائلِ
أشَمُّ منَ الشُّمِّ البهاليلِ يَنْتَمي　　إلى حسَبٍ في حَوْمةِ المَجْدِ فاضلِ
لعَمري لقد كَلِفتُ وَجْداً بأحمدٍ　　وإخوتهِ دأبَ المحبِّ المُواصِلِ

سوائے کلاب بن مُرہ کے ایک خاندان کے جو اس بات سے پاک ہیں کہ انہوں نے ہمیں اذیت پہنچائی ہو یا ساتھ چھوڑا ہو۔

اے شیروں کی اولاد! جس وقت لوگوں کی زبانیں حق کا ساتھ دینے کے لئے کھلنے پر آمادہ ہوں، تم لوگ اپنی آنکھیں بند نہ کر رکھنا۔

بہترین راست گو بھانجا زہیر ہے جو (دشمنوں کے خلاف) نیام سے نکلی ہوئی تلوار کی حیثیت رکھتا ہے۔

وہ بڑے جوانمردوں سے بڑھ کر جواں مرد و سردار ہے اور حسب نسب کے لحاظ سے بھی عالی قدر اور بلند مرتبہ ہے۔

خدا کی قسم! مجھے محمد مصطفیٰ ﷺ سے بے پناہ محبت ہے، ان کی اور ان کے (چچازاد) بھائیوں (علی اور جعفر وغیرہ) کی الفت میرے دل میں رچی بسی ہوئی ہے (کیونکہ یہ دونوں ہر وقت حضور اکرم ﷺ پر اپنی جان نثار کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں)

أقيمُ على نصرِ النبيِّ محمدٍ أقاتلُ عنهُ بالقَنا والقنابلِ
فلا زالَ في الدُّنيا جَمالاً لأهلِها وزَيناً لم ولاَّهُ رَبُّ المشاكِلِ
فمَنْ مثلُهُ في النَّاسِ أيُّ مؤمَّلٍ إذا قاسَه الحكَّامُ عندَ التَّفاضُلِ
حليمٌ رشيدٌ عادلٌ غيرُ طائشٍ يُوالي إلٰهاً ليسَ عنهُ بغافلِ
فأيَّدَه ربُّ العبَّادِ بنصرِه واظهرَ دَيناً حقُّه غيرُ ناصلِ

(اور دنیا والوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ) میں رسول خدا محمد مصطفیٰ ﷺ کی مدد ونصرت میں ثابت قدم ہوں اور (جب ضرورت پڑے گی تو اُن کی حمایت ونصرت کرتے ہوئے) اُن کے دشمنوں سے نیزوں اور دیگر ساز وسامان حرب کے ساتھ مقابلہ کروں گا۔

پروردگار عالم کی قسم! اُن کی ذات ہمیشہ سے سرچشمہ جمال وکمال رہی ہے اور ہر محبت کرنے والے کے لئے وہ باعث زینت ہیں۔

تمام دنیا کے انسانوں میں اُن جیسا کون ہے جس سے لوگوں کی اُمیدیں وابستہ ہوں؟ اور فضل وکمال میں کون ہے جس سے اُن کا موازنہ کیا جا سکے؟

صاحب عقل و دانش، منبع عدل و انصاف، حلیم و بردبار، یادِ خدا میں مشغول رہنے والے اور اُس سے محبت کرنے والے ہیں۔

خداوند عالم اپنی مدد ونصرت کے ذریعہ ان کی تائید کرنے والا ہے اور انہوں نے ایسا دین پیش کیا ہے جو برحق ہے اور قائم رہنے والا ہے۔

فـواللهِ لـولا أنْ أجيءَ بـسُبَّـةٍ تَجُرُّ على أشياخِنا في المَحافلِ
لكنَّـا اتَّبعْنـاهُ على كـلِّ حـالـةٍ منَ الدَّهرِ جِداً غيرَ قولِ التهازُلِ
لقـد عَلمـوا أنَّ ابْنَنـا لا مُكـذَّبٌ لَـدَيهم ولا يُعْنَى بقَـوْلِ الأباطـلِ
رجـالٌ كـرامٌ غيـرُ مِيلٍ نَمـاهُمو إلى الغُرِّ آباءٌ كـرامُ المَخاصـلِ
دَفَعنـاهُمـو حتّى تَبـدَّدَ جَمعُهُمْ وحسَّـرَ عنّا كـلُّ بـاغٍ وجـاهـلِ

پس اللہ کی قسم! اگر میں نہ آتا اس بے عزتی کے ساتھ جو محافل میں ہمارے بزرگوں پر ہانکی جاتی ہیں۔

بیہودگی کی بات کے علاوہ ہم ضرور اس زمانہ کی ہر حالت میں سنجیدگی کے ساتھ اتباع کرتے۔

دنیا والے بھی اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ میرے بھتیجے (محمد ﷺ) نے کبھی اُن لوگوں سے کوئی غلط بات نہیں کی اور نہ وہ لغو بات کہہ سکتے ہیں۔

(ان کے خاندان کے لوگ بھی) معزز و بلند مرتبہ ہیں، بزدل و کمزور نہیں ہیں اور اپنے عالی وقار آباؤ اجداد کے ذریعہ ان لوگوں نے شرف پایا ہے۔

(جو لوگ بھی محمد ﷺ کی مخالفت کر رہے ہیں) ہم لوگ ان سب کو مار بھگائیں گے، ان کا شیرازہ منتشر کر دیں گے اور ہر بغاوت و جہالت کرنے والے کی حسرت کو خاک میں ملا دیں گے۔

شَبابٌ مِنَ المُطَيَّبين وهاشمٍ　　كبيضِ السُّيوفِ بينَ أيدي الصُّياقلِ
بِضَربٍ تَرى الفِتيانَ فيهِ كأنَّهُم　　ضَواري أسودٍ فوقَ لحمٍ خَرادلِ
ولكنَّنا نسلٌ كرامٌ لسادةٍ　　بهم نَعْتلي الأقوامَ عندَ التَّطاوُلِ
سَيَعْلمُ أهلُ الضِّغنِ أيّي وأيُّهُمْ　　يفوزُ ويعلو في ليالٍ قلائلِ
وأيُّهُمو منّي ومنْهُم بسيفهِ　　يُلاقي إذا ما حانَ وقتُ التَّنازُلِ

(کیونکہ) بنی ہاشم اور مطیبین کے جوانمرد آبدار تلواروں کی مانند ہیں۔

جب یہ جوان شمشیر زنی کریں گے تو پھاڑ کھانے والے شیروں کی طرح دشمنوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔

اور ہم لوگ تو ایسے کریم اور عالی مرتبہ شخصیتوں کے نسل سے ہیں جن سے نسبت کو ساری دنیا کے بزرگان باعث فخر سمجھتے ہیں۔

کینہ پرور لوگوں کو عنقریب پتہ چل جائے گا کہ کون کامیاب اور سر بلند رہنے والا ہے۔

اور دیکھیں مقابلے کا وقت آتا ہے تو کون ہمارے مقابلے پر تلوار اُٹھاتا ہے؟

وَمَنْ ذا يَمَلُّ الحربَ مني ومِنْهمو ... ويحمدُ في الآفاقِ مِن قَولِ قائلِ ؟

فـاصبحَ فينـا أحمـدُ في أرومـةٍ ... تُقصِّرُ عنهـا سَـورةُ المُتَـطاولِ

كـأنّي بـهِ فـوقَ الجيـادِ يقـودُهـا ... إلى معشـرٍ زاغـوا إلى كـلِّ بـاطـلِ

وجُـدْتُ بنفسي دونَـهُ وحَـمَيتُـهُ ... ودافَعتُ عنه بـالطُّلى والكـلاكـلِ

ولا شَـكَّ أنَّ الـلهَ رافـعُ أمـرِهِ ... ومُعليـهِ في الـدُّنيـا ويـومَ التَّجـادلِ

اور ہم میں سے کون اس مقابلے میں اس طرح سُرخ رو ہوتا ہے کہ پوری کائنات میں اُس کی حمد وثنا ہو رہی ہو۔

محمد مصطفیٰ ﷺ تو شرف کے اعتبار سے اتنے بلند ہیں کہ کوئی بڑے سے بڑا آدمی اُن کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

اور میری چشم بصیرت تو یہ دیکھ رہی ہے کہ مکہ کے یہ تمام لوگ جو آج لغو طریقہ سے ان کی مخالفت کر رہے ہیں، کل محمد ﷺ ان کے قائد ورہنما ہوں گے۔

(اور اس بات میں بھی کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ) میں اُن کی حمایت میں اپنی جان کی بازی لگا تا رہوں گا اور بڑے بڑے سورماؤں اور سرداروں کا مقابلہ کرتا رہوں گا۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خداوندِ عالم محمد مصطفیٰ ﷺ کے پرچم کو بلند رکھے گا۔ اُسے دنیا میں رفعت و برتری عطا کرے گا اور روز قیامت بھی وہی سربلند گا۔

- ٥٠ -

ایک وقت ایسا آیا جب کفار ومشرکین مکہ کی جتھہ بندیاں زور پر تھیں، اور حضور اکرم ﷺ کی مخالفت شدید سے شدید تر ہوتی جارہی تھی، تو جناب ابو طالب نے خاندان بنی ہاشم کے لوگوں کو مخاطب کر کے توجہ دلائی کہ دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے کمر بستہ ہوجائیں چنانچہ فرماتے ہیں:

حتّی مَتی نحنُ علی فَتْرةٍ   یا هاشمَ والقومُ في جَحفَلِ ؟

یَدْعونَ بالخَیلِ لَدی رَقْبةٍ   منّا لدَی الخَوفِ وفي مَعزِلِ

کالرَّجلةِ السَّوداءِ تَغلو بها   سَرَعانُها في سَبْسَبٍ مَجهَلِ

علیهِمُ التُّرْكُ علی رَعْلةٍ   مثلَ القطا القاربِ لِلْمَنْهَلِ

اے بنی ہاشم کے لوگو! ہم کب تک خاموش رہیں گے؟ جبکہ مخالفین کی فوج بڑھتی جارہی ہے!!

(چونکہ وہ لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ) خوف کی وجہ سے ہم لوگ گوشہ نشین ہیں اس لئے (گویا) اُن کے گھوڑے ہماری گردنوں کی طرف بڑھتے آرہے ہیں۔

اور اسلحہ کی سیاہی اتنی پھیل رہی ہے، گویا رات چھارہی ہو اور ان کا ہراول دستہ عنقریب حملہ آور ہونے والا ہے۔

وہ لوگ اپنے سروں پر خود رکھ رہے ہیں۔ اپنے گھوڑوں کو سدھار رہے ہیں اور جس تیزی سے قُمری پانی کی طرف لپکتی ہے، اسی تیزی سے یہ لوگ ہم پر حملہ آور ہونے والے ہیں۔

يــا قَــومُ ذُودوا عن جَمـاهيـرِكُم　　بكـلِّ مِقصـالٍ على مُسْبِـلِ
خَـديـدِ خَـمْسٍ لَـهْـزُ حـدُّهُ　　مـآرتُ الأفـضَـلِ لـلأفـضـلِ
عـريضٍ سِبْتُ لَهَبُ حُـضـرُهُ　　يُصـانُ بـالتُّـذْلبقِ في مِجْـدَلِ
فكَمْ شَهِـدتُ الحـربَ في فِتيـةٍ　　عنـدَ الـوغى في عِثْيَـرِ القَسْطلِ
لا مُـتَـنـحّـيـنَ إذا جئـتَـهُـمْ　　وفي هِـيـاجِ الحـربِ كـالأَشْبُـلِ

اے بہادرو! سرپٹ گھوڑوں پر بیٹھ کر کاٹ دار تلواروں سے تمام دشمنوں کو بھگا دو۔

(گھوڑے) قوی بھی ہوں، پھرتیلے بھی ہوں، سبکبار بھی ہوں اور موروثی خصوصیت رکھنے والے اصیل ہوں۔

ان کے سینے چوڑے ہوں، تیز رفتار ہوں، اُچھل اُچھل کر دشمن پر حملہ کرنے والے ہوں، جن کے بارے میں یہ اندیشہ نہ ہو کہ معرکہ کارزار میں لغزش کریں گے۔

میں اپنے جوانوں کے ساتھ متعدد ایسے معرکوں میں حصہ لے چکا ہوں جن میں ہر طرف جنگ کے غبار چھائے ہوئے تھے۔ (اور ہمارے جوانوں کی) شجاعت معرکہ کارزار میں نمایاں تھی۔

یہ لوگ منہ موڑنے والے نہیں ہیں بلکہ جب جنگ چھڑے گی تو یہ شیروں کی مانند نظر آئیں گے۔

- ٥١ -

جناب ابو طالب قریش کے مختلف قبائل کو اپنے قصائد اور نظموں کے ذریعہ سے حضور اکرم ﷺ کی مدد و نصرت کی ترغیب دلایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ لوئی بن غالب کے خاندان کے لوگوں کو مخاطب کر کے مندرجہ ذیل نظم کہی:

أَلا أَبْلِغا عنّي لُؤَيّاً رسالةً   بحقٍّ، وما تُغْني رسالةُ مُرسِلِ
بني عمِّنا الأدْنَيْنَ تَيماً نَخُصُّهم   وإخوانَنا من عبدِ شمسٍ ونَوْفَلِ
أظاهَرْتُموا قَوماً علينا أظِنّةً   وأمْرَ غَوِيٍّ مِن غُواةٍ وَجُهَّلِ؟

ہماری طرف سے لوئی بن غالب (کے تمام لوگوں) تک یہ پیغام حق پہنچا دیا جائے۔ حالانکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ پیغام پہنچانے سے کوئی فائدہ ہو۔

تاہم اُن کے قریبی افراد، جو ہمارے چچا زاد ہیں، خاص طور سے تیم بن غالب، عبد شمس، نوفل وغیرہ ان لوگوں کو یہ بات بتا دی جائے۔

کیا تم لوگ (قریش کے) ان لوگوں کی مدد کر رہے ہو جو ہم سے بدگمانی رکھتے ہیں اور جاہل و گمراہ لوگوں کی گمراہیوں کا شکار ہیں؟

يقـولـون: إنّـا إنْ قَتَلنـا محمَّـداً أقَرَّتْ نَـواصي هـاشمٍ بالتَّـذلُّلِ
كـذَبْتُم وبيتِ اللهِ يُثلمُ رُكنُـهُ ومكَّـةَ والإشعـارِ في كـلِّ مَعمَـلِ
وبالحجُّ أو بالنِّيبِ تَدمى نحورُها بمـدماهُ زالـرُّكنِ العتيقِ المقبَّـلِ
تَنـالـونَـه أو تعـطفـوا دونَ نَيلِه صَـوارِمُ تَفري كـلَّ عَظمٍ ومِفصـلِ
وتَـدعوا بـأرحـامٍ وأنتُم ظَلَمتمـوا مصـاليتَ في يـومٍ أغـرُّ مُحجَّـلِ

اور جو یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم نے محمد ﷺ کو قتل کر دیا تو تمام خاندان بنی ہاشم کے سر ذلت وخواری کے ساتھ جھک جائیں گے۔

خدا کی قسم! یہ لوگ غلط کہتے ہیں (کیا یہ لوگ چاہتے ہیں کہ) خانہ کعبہ کے ارکان منہدم ہو جائیں، مکہ تباہ ہو جائے اور بنی ہاشم کے گھروں میں خون بھر جائے؟

جانوروں کی گردنوں سے خون بہنے لگے اور حجرِ اسود جو بوسہ گاہِ عالم ہے اور رکن ومقام خون آلود ہو جائیں۔

(یاد رکھو!) اگر تم لوگوں نے اُن تک پہنچنے کی کوشش کی یا کوئی قدم بڑھایا تو ایسی تلواروں کا سامنا کرنا پڑے گا جو اعضاء کو کاٹتی ہوئی ہڈیوں تک پیوست ہو جانے والی ہیں۔

(افسوس! اے قریش کے لوگو!) تم لوگ قرابتداری کا دعویٰ بھی کرتے ہو اور روشن پیشانی والے شیر نیستاں پر ظلم بھی ڈھاتے ہو؟

فَمهلاً ولمّا تُنْتَجِ الحربُ بِكرَها	يبينُ تِمامٌ أو تأخُرُ مُعْجَلِ
فإنّا متى ما نَمْرِها بسيوفنا	نُجالحْ فنعرُكْ مَن نَشاءُ بكلْكَلِ
وتلقَوْا ربيعَ الأبطحينِ محمَّداً	على رَبْوةٍ في رأسِ عَيْطاءَ عَيْطَلِ
وتأوي إليهِ هاشمٌ إنَّ هاشماً	عَرانينُ كعْبٍ آخراً بعدَ أوَّلِ
فإنْ كُنتُمو ترْجُونَ قتلَ محمَّدٍ	فَرُوموا بما جُمِّعتُمُ نَقْلَ يَذْبُلِ

ہوشیار ہو جاؤ۔ اگر جنگ چھڑ گئی تو سب کو پتہ چل جائے گا کہ کون آگے بڑھنے والا ہے اور کون تیزی سے پیچھے ہٹنے والا۔

ہم وہ لوگ ہیں کہ جب بھی تلوار لے کر میدان جنگ میں کودیں گے تو جس کے سینے میں چاہیں گے اپنی تلوار زور و شور سے اُتار دیں گے۔

اور تم لوگ دیکھو گے کہ سرزمین حجاز کی بہار محمد مصطفیٰ ﷺ بلند و بالا، اونچی گردن والے اونٹ پر نہایت نمایاں طور سے بیٹھے ہوں گے۔

اور اُن کے اِردگرد ہر طرف ہاشمی جوان ہوں گے۔ کیونکہ اول سے آخر تک بنی ہاشم کے تمام افراد نہایت عالی وقار سید و سردار ہیں۔

اور (اے قریش کے مغرور لوگو!) اگر تمہاری تمنا یہ ہے کہ محمد ﷺ کو قتل کردو، تو پہلے سب مل کر پہاڑ کو اُس کی جگہ سے ہٹانے کی تمنا کرو۔

فـإنّـا سَـنَحْـمِـيـهِ بـكـلّ طـمـرّةٍ وذي مَيْعةٍ نَهْدِ المَراكلِ هَيكلِ

وكُـلّ رُدَيـنـيٍّ ظِـمـاءٍ كُـعـوبُـهُ وعَضْبٍ كإيماضِ الغَمامةِ مِقصَلِ

وكُلّ جَرورِ الذّيلِ زَغْفٍ مُفاضةٍ دِلاصٍ كَهَزْهازِ الغَديرِ المُسَلْسَلِ

بـأيـمـانِ شُمٍّ مِن ذوائبِ هـاشـمٍ مَغاويلَ بالأخطارِ في كلِّ مَحْفلِ

هُمو سادةُ السـاداتِ في كلّ مَوطنٍ وخِيرةُ ربِّ الناسِ في كُلّ مُعضِلِ

کیونکہ ہم لوگ تو ان کی حمایت میں بلند قامت، قوی ہیکل چوڑے سینہ والے گھوڑوں پر سوار ہو کر اس طرح میدان میں کود پڑیں گے۔

ہمارے ہاتھوں میں مشہور لچکدار رُدینی نیزے ہوں گے اور چمکدار و کاٹ دار تلواریں بجلیوں کی طرح چمک رہی ہوں گی۔

ہمارے جسموں پر لمبی چوڑی زرہیں ہوں گی جو ایسی شفاف اور چمکدار ہوں گی جیسے کسی صاف بہتے ہوئے چشمے کا پانی چمک رہا ہو۔

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بنی ہاشم کے عالی وقار غیر تمند جوان، معرکہ کارزار کے موقع پر نہایت ہیبتناک ثابت ہوں گے۔

یہی وہ لوگ ہیں جو ہر جگہ کے سرداروں کے سردار ہیں اور جب بھی کوئی مشکل کی گھڑی ہو تو یہی لوگ خدا کے سب سے پسندیدہ بندے نظر آئیں گے۔

- ۵۲ -

ابولہب کو نصرت پیغمبر ﷺ کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

وإنَّ امرأً أبو عُتَيبةَ عَمُّهُ لَفي رَوضَةٍ ما إنْ يُسامُ المَظالما

أقولُ له، وأينَ منهُ نَصيحَتي: أبا معتبٍ ثَبِّتْ سَوادَكَ قائما

فلا تَقْبَلَنَّ الدَّهرَ ما عِشْتَ خُطَّةً تُسَبُّ بها إمَّا هَبَطْتَ المَواسِما

ووَلِّ سَبيلَ العجزِ غَيرَكَ مِنهُمو فإنَّك لم تُخْلَقْ عَلى العَجزِ لازِما

ابوعتیبہ جو حضور اکرم ﷺ کا چچا ہے، اگر ظلم وستم نہ کرے تو سعادتمند انسانوں میں شامل ہوسکتا ہے۔

اگرچہ میری نصیحت کا اُس پر کوئی اثر نہیں ہوگا تاہم میں اُس سے یہ ضرور کہوں گا کہ اے ابومعتب! اپنے آپ کو سنبھالو

اور دیکھو زندگی بھر کوئی ایسا کام نہ کرو جو تمہارے لئے دائمی رسوائی کا سبب بنے۔

عاجزی اور بے غیرتی کا راستہ دوسروں کے لئے چھوڑ دو کیونکہ خدا نے تمہیں اس کے لئے نہیں پیدا کیا۔ (بلکہ ہر انسان کو اپنی اطاعت کے لئے تخلیق کیا ہے)

وحارِبْ فإنَّ الحربَ نِصْفٌ، ولن تَرى أخا الحرب يُعطي الخَسْفَ حتّى يُسالِما
وكيفَ ولم يَجْنوا عليكَ عَظيمةً ولم يَخْذُلوكَ غانماً أو مُغارِما؟
جَزَى اللهُ عنّا عبدَ شمسٍ ونَوْفلاً وتَيماً ومَخزوماً عُقوقاً ومَأثما
بِتَفريقِهم مِن بَعْدِ وُدٍّ وأُلْفَةٍ جَماعَتَنا كَيما يَنالوا المَحارِما
كَذَبْتُم وبيتِ اللهِ نُبْزَى محمداً ولمّا تَروا يَوماً لَدى الشِّعبِ قائما

(دشمنانِ خدا کا ساتھ دینے کے بجائے) اُن سے لڑو، کیونکہ اُن سے لڑنا ہی انصاف کے مطابق ہے اور (دشمنانِ خدا سے) لڑنے والا جب تک ہتھیار نہ ڈالے ذلیل نہیں ہوتا۔

(اے ابولہب!) تم کس بنا پر اپنے خاندان کے لوگوں کی مخالفت کر رہے ہو جبکہ ان لوگوں نے تمہارے ساتھ کوئی برا سلوک نہیں کیا اور کسی موقع پر بھی تمہارا ساتھ نہیں چھوڑا۔ چاہے فائدہ ہوا ہو یا نقصان!!

خداوند عالم بنی عبدشمس، نوفل، تیم اور بنی مخزوم کو اُنکے گناہ اور نافرمانیوں کی سزا ضرور دے گا۔

ان لوگوں نے ہم سے محبت و الفت (کا عہد و پیمان کرنے) کے بعد بھی ساتھ چھوڑ دیا۔ تاکہ ہمیں نقصان پہنچا سکیں۔

رب کعبہ کی قسم! یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ ہم لوگ نبی اکرمؐ کا ساتھ چھوڑ دیں۔ چاہے ہمیں اِس کے لئے شعب (ابی طالب) ہی میں ٹھہرنا پڑے!

- ۵۳ -

جس زمانہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ شعب ابی طالب میں محصور تھے، آپ نے قریش کے ظلم اور نافرمانی کا اظہار اس نظم کے ذریعہ سے کیا:

أرِقْتَ وقد تصوّبتِ النجومُ ـــ وبتُّ وما تُسالمُكَ الهمومُ
لظلمِ عَشيرةٍ ظَلموا وعَقُّوا ـــ وغِبُّ عقوقِهم كلأٌ وخِيمُ
همو انْتَهكوا المحارمَ من أخيهِمْ ـــ وليسَ لهُمْ بغيرِ اخٍ حَريمُ

ستارے ڈھلنے لگے۔ لیکن میں جاگتا رہا، اور ساری رات بیداری کی حالت میں افکار و آلام سے جنگ جاری رہی۔

قوم کے ظلم وستم کی بنا پر جس نے نافرمانی کی راہ اختیار کر رکھی ہے جبکہ نافرمانی کا انجام کبھی خوشگوار نہیں ہو سکتا۔

ان لوگوں نے بھائی چارہ کے حق کو بھی پامال کر رکھا ہے جبکہ (خود انہیں بھی معلوم ہے کہ) اِس بھائی کے علاوہ کوئی اوران کو پناہ دینے والا نہیں ہے۔

إلى الرحمٰنِ والكرمِ استذَمُّوا	وكلُّ فَعالِهم دَنِسٌ ذَميمُ
بَنو تَيمٍ تُؤازرُها هُصَيصٌ	ومخزومٌ لها منّا قَسيمُ
فلا تَنهى غُواةَ بني هُصَيصٍ	بَنو تَيمٍ وكلُّهمو عَديمُ
ومخزومٌ أقلُّ القومِ حِلْماً	إذا طاشَتْ من الوَرَهِ الحُلومُ
أطاعوا ابنَ المُغيرةِ وابنَ حرْبٍ	كلا الرَّجُلينِ مُتَّهمٌ مُليمُ

ان لوگوں نے خداوند عالم اور اس کے لطف وکرم (بعثت نبی اکرم ﷺ) کو بُرا سمجھا، جبکہ ان کے اپنے کرتوت انتہائی مذموم ومعیوب ہیں۔

(رسول اکرم ﷺ کی مخالفت میں) بنو تیم اور بنی ہصیص ایک دوسرے کا ساتھ دے رہے ہیں اور بنی مخزوم تو ویسے ہی ہم سے عناد رکھتے ہیں۔

بنو تیم کے حضرات بنی ہصیص کے گمراہ لوگوں کو کبھی منع نہیں کریں گے، کیونکہ دونوں ہی عقل و دانش سے محروم ہیں۔

(اور جہاں تک) بنی مخزوم کا تعلق ہے تو اگر دنیا کے کم فہم لوگوں کا موازنہ کیا جائے تو یہ لوگ فہم اور سمجھ میں سب سے کمتر نظر آئیں گے۔

یہ لوگ ولید بن مغیرہ اور ابوسفیان ابن حرب کے پیروکار ہیں جب کہ دونوں ہی بدسرشت بدکردار اور قابل ملامت ہیں۔

وقالوا خُطَّةٌ جَوْراً وحُمْقاً   وبعضُ القَولِ أبلجُ مُستَقيمُ

لَنُخْرِجُ هاشماً فيصيرُ منها   بلاقعَ بَطنُ زمزَمَ والحَطيمُ

فمهلاً قَومَنا لا تَرْكبونا   بِمَظْلَمةٍ لها أمرٌ عَظيمُ

فيندَمَ بعضُكُم ويذلَّ بعضٌ   وليسَ بمُفْلحٍ أبداً ظَلومُ

فلا والرّاقصاتِ بكلِّ خَرْقٍ   إلى مَعْمورِ مكَّةَ لا نَريمُ

(آخر دنیا میں) کچھ باتیں سیدھی اور روشن بھی تو ہوتی ہیں۔ (لیکن) ان لوگوں نے جو بات کہی ہے وہ سراسر ظلم و نادانی کی بات ہے۔

(یہ لوگ کہتے ہیں) ہم لوگ بنی ہاشم کو مکہ سے نکال دیں گے۔ پھر زمزم و حطیم وغیرہ کے علاقے ان لوگوں سے خالی ہو جائیں گے۔

لیکن اے لوگو! ٹھہرو! ہمارے خلاف کسی ایسے ظلم کی بنیاد نہ رکھو جس کا وبال (تمہارے لئے) انتہائی سخت ہو۔

جس کے نتیجے میں تم میں سے کچھ لوگ ذلیل و خوار ہوں گے اور کچھ اپنے عمل پر نادم و شرمسار ہوں گے۔ اور (یہ بات یاد رکھو کہ) ظلم کرنے والا کبھی رستگار نہیں ہو سکتا۔

ان تمام جاندار چیزوں کی جو مکہ کی طرف آتی ہیں، قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم لوگ کبھی بھی مکہ کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔

طَوالَ الدهرِ حتّٰی تقتلونا	ونَقتُلَكُمْ وتلتقيَ الخُصومُ
ويُصرعَ حولَهُ منّا رجالٌ	وتَمنعَهُ الخُؤولةُ والعُمومُ
ويَعلمَ معشرٌ ظلموا وعَقّوا	بأنهمو هُمُ الخدُّ اللّطيمُ
ارادوا قتلَ احمدَ ظالموهُ	وليسَ بقتلِهِ فيهِمْ زَعيمُ
ودونَ محمّدٍ مِنّا نَدِيٌّ	هُمُ العِرْنينُ والأنفُ الصّميمُ

یہاں تک کہ ہمارے تمہارے درمیاں معرکہ کارزار گرم ہو جائے۔

اور حضور ﷺ کی حفاظت میں ہم لوگ جان دے دیں گے اور ان کے ننھیالی و ددھیالی رشتہ دار بھی ان کی حفاظت کریں گے۔

اور ظلم و نافرمانی کرنے والوں کو پتہ چل جائے گا کہ ذلت و رسوائی ان کے لئے لکھی جا چکی ہے۔

یہ ستم پیشہ لوگ چاہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو قتل کر دیں۔ جب کہ ان میں سے کسی میں بھی اس کی ہمت نہیں ہے۔

اور حضور ﷺ کی حمایت میں لڑنے کیلئے ہمارے بلند مرتبہ، غیرت مند اور عالی قدر جوان ہر وقت آمادہ ہیں۔

- ٥٤ -

جب قریش کے لوگوں نے وہ دستاویز پھاڑ ڈالی جو خاندان بنی ہاشم کے مقاطعہ کے لئے تیار کی گئی تھی، تو جناب ابو طالب نے ان لوگوں کی تعریف میں ایک نظم کہی جنہوں نے مقاطعہ ختم کرانے میں نمایاں حصہ لیا تھا:

سَقَى اللّٰهُ رَهطاً هُمو بالحُجونِ — قِيامٌ وقَد هَجعَ النُّوَّمُ
قَضَوا ما قَضَوا في دُجى لَيلِهم — ومُستَوسِنُ الناسِ لا يعلَمُ
بَهاليلُ غُرٌّ لهم سَورَةٌ — يُداوَى بها الأبلَحُ المُجرِمُ

خداوند عالم! ان لوگوں کو (اپنی رحمت سے) سیراب کرے جو محلہ حجون میں اس وقت بیدار تھے جب لوگ گہری نیند سو رہے تھے۔

ان لوگوں نے رات کی تاریکی میں ایک (انتہائی شاندار) فیصلہ نافذ کر دیا جس کا نیند کے متوالوں کو پتہ بھی نہیں چلا۔

یہ (فیصلہ کرنے والے درحقیقت) نہایت بہادر اور عالی وقار لوگ تھے جن کی سطوت کے ذریعہ عاجز و درماندہ لوگوں کا علاج کیا جاتا ہے۔

كَتِبَةِ المقاوِلِ عِندَ الحُجو ... نِ بَلْ هُمْ أعزُّ وهُم أعظَمُ
لَدى رَجُلٍ مُرشِدٍ، أمرُهُ ... إلى الحقِّ يَدْعو ويستعصِمُ
فلولا حِذاري نَثا سُبَّةٍ ... يَشيدُ بها الحاسِدُ المُفْعَمُ
ورهبةَ عارٍ على أُسْرتي ... إذا ما أتى أرضَنا المَوْسِمُ
لَتابَعْتُهُ غيرَ ذي مِرْيَةٍ ... ولو سِيءَ ذُو الرَّأيِ والمحرَمُ

(عظمت وجلال میں) یہ حجون والے حضرات سلاطین یمن جیسے بلکہ ان سے بھی زیادہ معزز و مکرم ہیں۔

ان لوگوں نے یہ فیصلہ ایک ایسے شخص کیلئے کیا جو دینی رہنما ہے۔ان لوگوں کو حق کی طرف بلانے والا اور حفاظت کرنے والا ہے۔

اگر لوگوں کی بدگوئی کا اندیشہ نہ ہوتا، جسے حسد کرنے والے خوب پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔

موسم حج کے موقع پر آنے والے لوگوں کے سامنے خاندان کی عزت کا مسئلہ نہ ہوتا۔

تو بہت سے لوگ بلا شک وشبہ اس کی پیروی کرتے۔ چاہے کچھ بڑوں کو برا ہی کیوں نہ معلوم ہوتا۔

كقولِ قُصيٍّ، ألا أقصروا ولا تَركبوا ما بهِ المأثَمُ
فإنّا بمكةَ قِدْماً لنا بها العزُّ والخطَرُ الأعظمُ
ومن يكُ فيها له عزّةٌ حديثاً فعزّتُنا الأقدَمُ
ونحنُ ببطحائها الراسبو نَ والقائدون ومَن يحكمُ
نشأنا وكنّا قليلاً بها نُجيرُ وكنّا بها نُطعمُ

جیسا کہ قصی کے خاندان کے لوگوں نے کہا کہ دیکھو رک جاؤ، گناہ کی طرف مت بڑھو۔

اور جہاں تک ہم لوگوں کا تعلق ہے تو مکہ میں قدیم زمانہ سے ہماری عزت کی جاتی ہے۔ اور ہماری شاندار روایات ہیں۔

اور اگر چہ اس شہر میں کچھ لوگوں نے زمانہ جدید میں عزت حاصل کر لی ہو مگر ہماری عزت (اور ہمارا احترام) تو سب سے قدیم ہے۔

ہم ہی اس سرزمین بطحا کے ثابت قدم لوگ ہیں۔ قیادت بھی ہماری ہے اور فیصلہ بھی ہم ہی کریں گے۔

جس زمانہ میں یہاں بہت کم لوگ آباد تھے (اس وقت بھی) ہمارا خاندان آباد تھا۔ لوگوں کو ہم پناہ بھی دیتے تھے اور کھانا بھی کھلاتے تھے۔

إذا عضَّ أزْمُ السنينِ الأنامَ وحبَّ القُتارَ بها المُعْدِمُ

نَمانِي شَيبةُ ساقي الحجيجِ ومجدٌ منيفُ الذُّرى مُعْلَمُ

جب لوگ قحط وخشک سالی سے دو چار ہوئے تھے زندگی بہت دشوار ہوگئی تھی اور تنگدستی کی وجہ سے انتہائی پریشانی کا شکار تھے۔

(میرے پدر بزرگوار) جناب عبدالمطلب جو حاجیوں کو سیراب کرنے والے تھے، ان کی بلند ہمتی اور مجد وشرف کے واضح نشانات قوم نے دیکھے تھے (کہ انہوں نے پورے شہر کے لئے کھانے پینے کا بندوبست کیا تھا)۔

- ۵۵ -

ایک اور موقع پر خاندان بنی ہاشم کی تعریف وتوصیف کرتے ہوئے فرمایا:

إذا اجْتَمَعتْ يوماً قُريشٌ لِمَفْخَرٍ — فعبدُ مَنافٍ سِرُّها وصَمِيمُها
فإنْ حُصِّلَتْ أشرافُ عبدِ مَنافِها — فَفي هاشمٍ أشرافُها وقَديمُها
فإنْ فَخرتْ يوماً، فإنَّ محمَّداً — هوَ المُصْطفى مَن سِرُّها وكريمُها
تَداعَتْ قُريشٌ: غثُّها وسَمينُها — عَلَيْنا فلم تَظْفَرْ وطاشَتْ حُلومُها

اگر کبھی پورے قریش کے لوگ اپنی اپنی قابل فخر باتوں کو لے کر جمع کریں، تو جناب عبد مناف (جناب ہاشم کے والد) کے کارنامے سب سے ممتاز اور منفرد نظر آئیں گے۔

اور جب جناب عبد مناف کے خاندان کے اشراف کو جمع کیا جائے تو جناب ہاشم سب سے بلند و اشرف نظر آئیں گے۔

اور اگر جناب ہاشم کی اولاد فخر کرے تو جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی سب سے مکرم ومحترم قابل فخر ہستی دکھائی دے گی۔

(جن کے مقابلے پر) قریش کے برے بھلے لوگ اکٹھے ہو گئے ہیں۔ لیکن کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ یہ لوگ اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھے ہیں۔

وكنّا قديماً لا نُقِرُّ ظُلامَةً — إذا ما ثَنَوْا صُعْرَ الخُدودِ نُقيمُها

ونَحْمي حِماها كلَّ يومِ كَريهةٍ — ونَضْرِبُ عَن أحجارِها مَن يَرومُها

بِنا انْتَعَشَ العُودُ الذَّواءُ، وإنّما — بأكنافِنا تَنْدَى وتَنْمَى أرومُها

هُمُ السّادةُ الأعلَوْنَ في كلِّ حالةٍ — لهُمْ صِرمَةٌ لا يُسْتَطاعُ قرومُها

يَدينُ لهُمْ كلُّ البريّةِ طاعةً — ويُكرِمُهم مِلأرضِ عندي أديمُها

(جب کہ ان سب لوگوں کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ) زمانہ ماضی میں بھی ہم لوگوں نے کبھی ظلم برداشت نہیں کیا، اور اگر کوئی شخص ہمارے خلاف اپنا جبڑا ٹیڑھا کرے گا تو ہم اسے سیدھا کرنے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔

ہم لوگ (حضور اکرم ﷺ کی حفاظت کی خاطر) ہر روز میدان جنگ میں کود پڑنے کو تیار ہیں، اور پھر جس طرف سے بھی آئے، اسی طرف اسے پلٹا دیں گے۔

سوکھے ہوئے پتوں میں بھی ہماری حمایت ونصرت کی بنا پر شادابی نظر آنے لگے گی اور وہ ہرے بھرے ہو جائیں گے۔

کیونکہ ہمارے ہی خاندان کے لوگ ہر دور میں سید و سردار رہے ہیں جن کی عظمت کو کوئی للکار نہیں سکتا۔

(ایک وقت آئے گا جب) ساری دنیا ان کی اطاعت کے آگے سرنگوں ہوگی اور زمین کے چپہ چپہ میں ان کی عزت واحترام کے نشانات رقم ہوں گے۔

- ٥٦ -

جب خانہ خدا میں حضرت علیؑ کی ولادت ہوئی تو انہیں اپنے ہاتھوں پر بلند کر کے فرمایا:

سَمَّيتُهُ بعليٍّ كي يدومَ له

مِنَ العلوِّ، وفخرُ العزِّ أدْوَمُهُ

میں نے ان کا نام علیؑ رکھا ہے تا کہ دائمی طور سے علو و بلندی اور فخر و شرف ان کے شامل حال رہے۔

- ٥٧ -

ایک اور موقع پر خاندان بنی ہاشم کے شرف کا اظہار اور قوم کے ظلم وستم کا شکوہ کرتے ہوئے فرمایا:

لمن أربُعٌ أقوينَ بينَ القدائمِ　　أقمْنَ بمذحاةِ الرِّياحِ التَّوائمِ؟

فكلَّفتُ عينيَّ البُكاءَ وخِلتُني　　قدْ أنزَفتُ دَمْعي اليومَ بينَ الأصارمِ

وكيفَ بكائي في الطُّلولِ وقد أتتْ　　لها حِقَبٌ مُذْ فارقَتْ أمُّ عاصمِ؟

غِفاريَّةٌ حَلَّتْ بِبَوْلانَ خَلَّةً　　فَيَنْبُعَ أوْ حَلَّتْ بِهَضْبِ الرَّجائمِ

قدیم گھروں میں یہ خالی گھر کن لوگوں کے ہیں جن کی شان یہ رہی ہے کہ انہوں نے ہر قسم کی آندھیوں کا مقابلہ کیا ہے۔

میری آنکھیں اشکبار ہیں اور مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے گویا آج میں لوگوں کے درمیان کھڑا آنسو بہا رہا ہوں۔

اور اس اجڑے ہوئے دیار میں میرے گریہ کی کیا کیفیت ہوگی جس کی ویرانی کو ایک مدت گزر چکی ہے۔

بنی غفار کی شخصیت جس نے ان گھروں کو چھوڑا تو بصرہ کے راستہ میں بولان میں اتری۔ پھر یمن کے قریب خلہ پہنچی، وہاں سے ینبع میں وارد ہوئی اور وہاں سے پہاڑیوں کے پیچھے اتر گئی۔

فدَعْها فقد شطَّتْ بها غُربةُ النَّوى — وشِعْبٌ لشَتِّ الحيِّ غيرُ مُلائمِ

فبلِّغْ على الشَّحناءِ أفناءَ غالبٍ — لُؤَيّاً وتَيماً عندَ نصرِ الكرائمِ

بأنّا سُيوفُ اللهِ والمجدِ كلِّهِ — إذا كانَ صوتُ القومِ وَحْيَ الغمائمِ

ألمْ تَعلموا أنَّ القطيعةَ مأثَمٌ — وأمرُ بلاءٍ قاتمٍ غيرِ حازمِ

غریب الوطنی نے اسے دور کردیا اور قبیلہ بھی منتشر ہو گیا۔

بنی غالب (لوئی وتیم) کے گروہ جو ہماری مخالفت میں اکٹھے ہو رہے ہیں، ان کو بتادو۔

ہم لوگ اللہ کی تلوار ہیں۔ شرافت و بزرگی ہمارے ساتھ ہے اور جب قوم کی آواز بلند ہوگی (تو ہم لوگ سب سے آگے نظر آئیں گے)

کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ (اس طرح ہمارا) ساتھ چھوڑنا جرم اور گناہ کی بات ہے بلکہ انتہائی ہولناک بات اور گویا اندھیر ہے۔

وان سبيلَ الرُّشْدِ يُعلمُ في غَـدٍ | وأنْ نـعيمَ الـدَّهـرِ ليسَ بـدائمِ
فـلا تَسْفَهنْ أحلامُكم في محمَّـدٍ | ولا تَتْبعـوا أمـرَ الغُـواةِ الأشـائمِ
تَمنَّيتُـمُ انْ تقـتلوهُ، وإنَّـمـا | أمـانِيُّكم هَـذي كـأحـلامِ نـائمِ
فـإنَّـكـم والـلّـهِ لا تَـقْـتـلونَـهُ | ولمَّـا تَرَوا قـطفَ اللِّحى والغَلاصِمِ
ولم تُبْصروا الأحياءُ منكُم مَـلاحماً | تحومُ عليها الطَّيرُ بعـدَ مَـلاحمِ

آنے والے دنوں میں پتہ چل جائے گا کہ سیدھا راستہ کون سا ہے اور (اس میں کیا شک ہے کہ) دنیا کی نعمتیں ختم ہو جانے والی ہیں۔

لہٰذا تم لوگ حضرت محمد ﷺ کے بارے میں نادانی کی راہ پر مت چلو اور گمراہ و ناعاقبت اندیش لوگوں کی بات مت مانو۔

(اے دشمنان رسول ﷺ!) تم یہ چاہتے ہو کہ حضور اکرم ﷺ کو قتل کر دو! لیکن تمہاری یہ تمنا ایک غافل انسان کا خواب ہے۔

خدا کی قسم تم لوگ ان کو قتل نہیں کر سکتے۔ اور اگر ایسا کرنا چاہو گے تو تمہاری گردنیں اڑا دی جائیں گی۔

اور تمہارے (تمام) زندہ لوگ (جنگ میں اس طرح کام آجائیں گے کہ اس کے بعد) کوئی معرکہ کارزار نہ دیکھ سکیں گے۔ اور جب جنگ ختم ہوگی تو جانور (تمہاری لاشوں پر) منڈلا رہے ہوں گے۔

وتَدْعوا بأرحامٍ أواصرَ بَيْننا وقد قطعَ الأرحامَ وقعُ الصَّوارمِ
وتَسْمو بخَيلٍ بعدَ خَيلٍ يَحثُها إلى الرَّوعِ أبناءُ الكُهولِ القَماقمِ
منَ البيضِ مفضالٌ أبيٌّ على العِدا تَمكَّنَ في الفرعَينِ في حيِّ هاشمِ
أمينٌ محبٌّ في العبادِ مسوَّمٌ بخاتَمِ ربٌّ قاهرٍ للخَواتمِ

تم لوگ ہم سے رشتہ داری کا دعویٰ بھی کرتے ہو لیکن اس رشتہ داری وقرابت کو تلواروں کے ذریعہ سے کاٹ بھی رہے ہو!

اور (میدان جنگ کو) یکے بعد دیگرے گھوڑوں سے بھر رہے ہو اور بڑے بڑے لوگ دوسرے سورماؤں کو جنگ کی طرف ورغلا رہے ہیں۔

اور خاندان بنی ہاشم کے ان بلند مرتبہ، شریف النفس، صاحب فضیلت اور غیرت مند لوگوں کو جوش دلا رہے ہیں جو دشمن کے آگے کبھی سرنگوں ہونے والے نہیں ہیں۔

(جہاں تک حضرت محمد مصطفیٰ کی ذات گرامی کا تعلق ہے تو) وہ تو صادق وامین اور بندوں میں محبوب ترین انسان ہیں جنھیں رب العالمین نے خاتم (النبیین) کے عہدہ سے سرفراز فرمایا ہے۔

يَرى الناسُ بُرهاناً عليهِ وهَيْبةً   وما جاهلٌ أمراً كآخَرَ عالِمِ

نَبيٌّ أتاهُ الوحيُ من عندِ ربِّهِ   ومَن قال: لا، يَقْرَعْ بها سِنَّ نادمِ

تُطيفُ به جُرثومةٌ هاشميةٌ   تُذَبِّبُ عنهُ كلُّ عاتٍ وظالمِ

لوگ ان کی ہیبت و دبدبہ سے بھی واقف ہیں اور دلیل و برہان سے بھی اور (یہ تو واضح سی بات ہے کہ) عالم و جاہل ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔

وہ نبی اکرم ﷺ ہیں جن پر خداوند عالم کی جانب سے وحی نازل ہوتی ہے۔ اُن کا انکار کرنے والوں کو (آخرکار) صرف شرمندگی ہی اٹھانی پڑے گی۔

ان کے اردگرد خاندان بنی ہاشم کے وہ جوان موجود ہیں جو ہر ظالم و سرکش کو مار بھگائیں گے اور حضور ﷺ کی طرف سے پورا دفاع کریں گے۔

- ۵۸ -

ایک اور موقع پر قریش کی نالائقیوں پر سرزنش کرتے ہوئے جناب ابوطالب نے فرمایا:

ألا مَن لهمٌ آخرَ الليلِ مُعْتِمِ — طَواني، وأُخرى النَّجمِ لمَّا تَقَحَّمِ

طواني وقد نامتْ عُيونٌ كثيرةٌ — وسامرُ أخرى قاعدٌ لم يُنَوِّمِ

لأحلامِ قَومٍ قد أرادوا محمَّداً — بظلمٍ ومَن لا يَتَّقي الظُّلمَ يُظلَمِ

سَعَوا سَفَهاً واقتادَهُم سوءُ أمرِهِمْ — على قائلٍ من أمرِهِمْ غَيرِ مُحْكَمِ

مجھے رات کے آخری حصے تک کس قدر افکار و آلام گھیرے رہتے ہیں کہ آخری ستارہ بھی ڈوبنے کے قریب پہنچ جاتا ہے۔

(لیکن میری پریشانیاں مجھے گھیرے رہتی ہیں جس کی وجہ سے حالت یہ ہو جاتی ہے کہ) بکثرت لوگ سو جاتے ہیں۔ لیکن میں بیٹھا ہوا رات کے آخری تارے تک کو دیکھتا رہتا ہوں۔ آنکھوں سے نیند غائب رہتی ہے۔

کیونکہ (قریش کے نابکار) لوگوں نے حضرت محمد ﷺ پر ظلم ڈھانے کا ارادہ کر رکھا ہے۔ (لیکن ان لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ) جو شخص دوسروں پر ظلم سے پرہیز نہیں کرے گا وہ خود بھی بچ نہیں سکتا۔

ان لوگوں کی کوششیں لغو ہیں، شرارت ان پر مسلط ہو چکی ہے جو انہیں ایسے کام پر اُکسا رہی ہے جو کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے۔

رَجاةَ أمورٍ لم ينالوا نِظامَها ... وإنْ نَشَدوا في كلِّ بَدْوٍ ومَوْسِمِ

تُرجُونَ منّا خُطَّةً دونَ نَيْلِها ... ضِرابٌ وطَعْنٌ بالوشِيجِ المقَوَّمِ

تُرجُون انْ نَسخى بقتلِ محمدٍ ... ولم تَخْتَضِبْ سُمرُ العَوالي من الدَّمِ

كَذَبتُمْ وبيتِ اللهِ حتّى تَعرُفوا ... جَماجمَ تُلقَى بالحَطيمِ وزَمْزَمِ

اور یہ لوگ ایسی بات کی تمنا کر رہے ہیں جسے کبھی پا نہیں سکتے۔ اگر چہ اس کیلئے یہ ہر جگہ (کتنی ہی) بھاگ دوڑ کیوں نہ کرلیں۔

(اے قریش کے لوگو!) تم ہم سے ایسی چیز کا مطالبہ کر رہے ہو جس کا بھرپور جواب مضبوط نیزوں اور کاٹ دار تلواروں سے دیا جائے گا۔

تم لوگ یہ امید لگائے بیٹھے ہو کہ محمد ﷺ کو آسانی سے قتل کردو گے؟ (گویا) ہم لوگ (ان کے دشمنوں کے) خون سے اپنے نیزوں کو رنگین نہیں کریں گے؟

خدا کی قسم، تم لوگوں کا یہ خیال بالکل غلط ہے (کہ حضور ﷺ کو قتل کرسکو گے البتہ) یہ نظر آئے گا کہ بڑے بڑوں کی کھوپڑیاں خانہ کعبہ کے اطراف میں بکھری ہوں گی۔

وتُقْطَعَ أرحامٌ وتَنْسى حَليلةً
خَليلاً ويُغْشَى مَحْرَمٌ بَعْدَ مَحْرَمِ

ونَنهضَ قومٌ في الحديدِ إليكمو
يَذُبُّون عن أحسابِهم كلُّ مُجْرِمِ

وظلمُ نبيٍّ جاءَ يدعو إلى الهُدى
وأمرٌ أتى من عندِ ذي العرشِ قَيِّمِ

همُ الأُسْدُ أُسْدُ الزَّارتينِ إذا غدتْ
على حَنَقٍ لم يُخشَ إعلامُ مُعْلِمِ

رشتے ختم ہو جائیں گے۔ لوگ اپنی عائلی زندگی کو بھول جائیں گے اور حرمتیں پامال ہو کر رہ جائیں گی۔

اور (بنیہاشم کے) لوگ (زرہ اور خود پہن کر گویا) لوہے میں ڈوبے ہوئے تمہاری طرف بڑھیں گے، (حضور ﷺ کی طرف سے) دفاع کریں گے اور ہر مجرم کو کیفر کردار تک پہنچائیں گے۔

(کتنے افسوس کی بات ہے کہ) اس نبی اکرم ﷺ پر ظلم ڈھایا جائے جو خداوند عالم کی جانب سے ایک مستحکم پیغام لے کر آیا ہے اور بندوں کو ہدایت کی طرف بلا رہا ہے۔

(بنی ہاشم کے) جواں مرد ایسے زبردست چنگھاڑنے والے شیر ہیں کہ جب بپھر کر کسی پر حملہ کرتے ہیں تو پھر کچھ بتانے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

فيـا لبني فِهْـرٍ أفيـقـوا، ولم تَـقُـمْ　　نـوائـحُ قتلى تـدْعي بـالتَّـنـدُّمِ
على مـا مضَى من بَغْيِكُم وعُقوقِكُمْ　　وغشيـانِكُمْ من أمرِنـا كـلَّ مَـأثمِ

فـلا تَحسِبـونـا مُسْلميـهِ، ومثلُهُ　　إذا كـان في قـومٍ فليس بمُسْلَمِ
فهـذي مَعـاذيـرٌ وتَـقْـدِمـةٌ لكُـمْ　　لكي لا تكـونَ الحربُ قبلَ التقدُّمِ

لہٰذا اے قریش کے لوگو! خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ (اپنی موت کو دعوت نہ دو) جس کے بعد رونے والی عورتیں ندامت کے ساتھ صرف تمہیں روتی رہیں۔

اب تک ہمارے ساتھ جو تمہاری ظلم و نافرمانی اور بغض و عداوت کی روش چلی آرہی ہے، یہ محض مجرمانہ باتیں ہیں۔

یہ تو کبھی سوچنا بھی نہیں کہ ہم لوگ حضور اکرم ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیں گے اور ان جیسی شخصیت جن لوگوں کے درمیان ہو وہ کیسے اسے چھوڑ سکتے ہیں؟

میں نے یہ نظم صرف اس لئے کہی ہے کہ تم لوگوں پر اتمام حجت کردی جائے تا کہ تم لوگ بغیر سمجھے بوجھے جنگ و جدل میں نہ کود پڑو۔

- ۵۹ -

جب حضور اکرم ﷺ کی کمسنی کے زمانہ میں جناب ابو طالب نے شام کا سفر کیا، جس میں حضور ﷺ بھی آپ کے ساتھ تھے تو آپ ﷺ کے جو معجزات جناب ابو طالبؑ نے دوران سفر دیکھے تھے، ان کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک قصیدہ کہا، جس میں فرماتے ہیں:

أَلم تَـرَني مِن بعـدِ هَمٍّ هَمَمْتُـهُ ... بِفُـرقَـةِ حُـرٍّ مِن أبِيـنَ كِـرامِ ؟

بـأحمدَ لمَّـا أنْ شَـدَدْتُ مَـطِيّتي ... بِـرَحْلي وقَـد ودَّعْتُـه بـسـلامِ

فلمَّـا بكى والعِيسُ قـد قَلُصَتْ بنـا ... وقـد نـاشَ بـالكفَّينِ ثِنْيَ زِمـامِ

کیا تم لوگوں نے نہیں دیکھا کہ جب میں (سفر کا) مصمم ارادہ کر چکا تھا (اور اپنے بھتیجے) محمد ﷺ کو (خاندان بنی ہاشم کے) مکرم و محترم لوگوں کے درمیان چھوڑ کر جا رہا تھا جو میری عدم موجودگی میں ان کی پوری حفاظت کرنے والے تھے۔

(روانگی کے موقع پر) جب سواریوں پر اسباب سفر رکھے جا چکے تھے اور گویا (اپنے بھتیجے کو) رخصت کرنے کے بعد سواریوں کو مہمیز کرنے ہی والا تھا۔

لیکن جیسے ہی روانگی کا وقت آیا (میں نے دیکھا کہ میرے بھتیجے کی) آنکھوں میں آنسو ہیں اور سواریوں کی مہار کو انہوں نے تھام رکھا ہے۔

ذكـرتُ أبـاهُ ثـمَّ رقـرقـتُ عبـرَةً — تَجـودُ مِنَ الـعينيـنِ ذاتَ سِجـامِ
فقلتُ: تَـرَحَّـلْ راشـداً في عُـمومـةٍ — مُـواسِـين في البأسـاءِ غيـرِ لئـامِ
وجـاءَ مـع العِيـرِ التي راحَ رَكْبُهـا — شَـآمي الهـوى والأصلُ غيـرُ شـآمِ
فلمَّـا هَبَطنـا أرضَ بُصرى تَشـوَّفوا — لنـا فَـوقَ دورٍ يَـنْـظرونَ عِـظامِ
فجـاءَ بَحيـرا عنـدَ ذلـك حـاشـداً — لنـا بشـراب طَـيِّب وطَـعـامِ

(تو یہ منظر دیکھتے ہی) مجھے ان کے والد ماجد یاد آگئے اور میری آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہنے لگیں۔

اور میں نے ان ﷺ سے کہا کہ چلو۔ایسے چچا کے ساتھ سفر کرنا تمہارے لئے موجب سلامتی رہے جو کسی بھی مشکل کے وقت تمہارے لئے جان کی بازی لگا دے گا۔

پھر ہم سب ان سواریوں پر بیٹھ گئے جو شام کی طرف جارہی تھیں لیکن ان کا شام سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

اور جب ہم لوگ دمشق کے جنوب میں بصرہ نامی جگہ پہنچے تو کچھ بلند و بالا مکانات سے بعض لوگوں نے ہمارے (قافلہ کو) دیکھ لیا۔

اور بحیرا (نامی راہب) نے ہماری ضیافت کے لئے بہت عمدہ کھانے پینے کا بندوبست کیا۔

فقالَ: اجمعُوا أصحابَكُم عندما رأى فقُلنا: جَمعْناً القَومَ غيرَ غُلامِ
يتيمٍ فقالَ: ادعوهُ إنَّ طعامَنا لهُ دُونَكُمْ من سُوقةٍ وإمامِ
وآلى يميناً بَرَّةً: إنَّ زادَنا كثيرٌ عليهِ اليومَ غيرُ حَرامِ
فلولا الذي خَبَّرتُمو عن مُحمَّدٍ لكنتُمْ لدينا اليومَ غيرَ كِرامِ

اور ہم لوگوں سے کہا کہ اپنے سارے ساتھیوں کو بلا لو، تو ہم نے کہا کہ ہم میں سے ایک یتیم لڑکے کے علاوہ سب لوگ ایک ہی جگہ موجود ہیں۔

تو اس نے کہا کہ انہیں ضرور بلاؤ کیونکہ ہم نے یہ کھانے کا بندوبست تو اسی منفرد شخصیت کی وجہ سے ہی کیا ہے نہ کہ آپ کے عام ساتھیوں کی خاطر!

اور اس نے سچی قسم کھا کر کہا کہ ہم نے جو کھانے پانی کا بندوبست کیا ہے وہ بہت ہے اور حرام نہیں ہے۔۔۔ لیکن اگر تم لوگوں نے (حضرت) محمد ﷺ کے بارے میں (مجھے) نہ بتایا تو پھر سمجھ لو کہ میں تم لوگوں کا کوئی احترام نہیں کروں گا۔

وأقبلَ رَكْبٌ يطلبونَ الذي رأى بَحيراءُ رأيَ العَينِ وسْطَ خيامِ
فثارَ إليهمْ خَشْيَةً لعُرامِهِمْ وكانوا ذَوي بَغْيٍ معاً وعُرامِ
دَريسٌ وهَمَّامٌ، وقد كانَ فيهُمو زَريرٌ وكلُّ القومِ غيرُ نيامِ
فجاؤوا وقد هَمُّوا بقتلِ محمدٍ فردَّهُمو عنه بحُسنِ خِصامِ

اسکے بعد بحیرا راہب نے حضور نبی اکرم ﷺ کو سر سے پیر تک دیکھ کر علامات نبوت کی نشاندہی کی اور تاکید کی کہ ان کی حفاظت کا پورا خیال کیجئے گا۔

اور اسی وقت کچھ اور لوگ بھی آ گئے جنہوں نے خیمہ کے اندر وہ تمام آثار نبوت دیکھ لئے تھے جن کی بحیرا نے نشاندہی کی تھی (مگر) یہ کینہ پرور لوگ تھے۔

جن میں دریس، ہمام اور زریر نامی بدسرشت افراد بھی تھے۔ یہ لوگ (حسد اور عداوت کی وجہ سے) حضرت محمد ﷺ کو قتل کر دینا چاہتے تھے۔

لیکن (بحیرا نے) ان کے برے ارادوں کو بھانپ لیا اور ان پر جھپٹ پڑا۔ اور پھر نہایت اچھے طریقے سے ان کو بھگا دیا۔

بتأويلهِ التَّوارةَ حتَّى تيقَّنُوا — وقالَ لهم: رُمتُمْ أشدَّ مَرامِ
أتبغونَ قَتْلاً للنبيِّ محمَّدٍ؟ — خُصِصْتُمْ على شُؤمٍ بطولِ أثامِ!
وإنَّ الذي يختارُه منهُ مانعٌ — سَيَكفيهِ منكُمْ كيدَ كلِّ طَغامِ
فذلكَ مِن أعلامِهِ وبَيانِهِ — وليسَ نَهارٌ واضحٌ كظلامِ

(پھر ان کے سامنے) توریت کی (پیشن گوئیوں کی) ایسی تشریح کی کہ سب کو یقین آ گیا اور اُن کو سمجھایا کہ تم لوگ بہت برے ارادے سے آئے تھے۔

کیا تم لوگ خدا کے نبی حضرت محمد ﷺ کو قتل کرنا چاہتے ہو؟ یہ تو ایسی بدبختی (کا کام تم کرنا چاہ رہے تھے) جس کا گناہ بہت طویل ہوتا۔

پھر یہ کہ جس خدا نے ان کو (نبوت کے لئے) منتخب کیا ہے، وہی ان کی حفاظت کرنے والا ہے۔ انہیں تمام برے انسانوں کی مکاریوں سے بچائے گا۔

(بحیرا نے حضور اکرم ﷺ کے بارے میں) یہ سب باتیں علی الاعلان کہی تھیں، اور دن کی روشنی کو تاریکی کے مانند تو قرار نہیں دیا جا سکتا۔
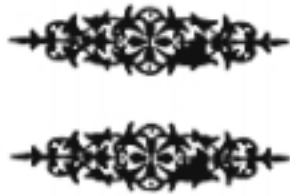
- ٦٠ -

جب حضرت عبدالمطلب ؑ دنیا سے رخصت ہوئے تو جناب ابو طالبؑ اپنے والد کا مرثیہ کہا، جس میں فرماتے ہیں کہ:

أبكى العيونَ وأذرَى دمعَها دِرَراً ۔۔۔ مُصابُ شَيبةَ بيتِ الدينِ والكرَمِ
كانَ الشجاعَ الجوادَ الفَرْدَ سُؤدَدُهُ ۔۔۔ لـهُ فضائلُ تعلو سادةَ الأمَمِ
مضىٰ أبو الحَرثِ المأمولُ نائلُهُ ۔۔۔ وَالْمُنْتَشیٰ صَولُهُ في الناسِ والنِّعَمِ

جناب شیبۃ الحمد (عبدالمطلب)! جو دین و دیانت اور شرف و کرامت کا مخزن تھے ان کی وفات نے آنکھوں سے آنسوؤں کا سیل رواں جاری کر دیا۔

وہ بہادر بھی تھے۔ فیاضی اور سیادت میں ممتاز بھی۔ جن کے فضائل اتنے زیادہ ہیں کہ وہ دنیا بھر کے سید و سردار لوگوں سے بلند نظر آتے ہیں۔

وہ عبدالمطلب دنیا سے رخصت ہو گئے جن کی سخاوت سے سب ہی فیض حاصل کرتے تھے۔ اور جن کی شجاعت سے بھی سب اچھی طرح باخبر تھے۔

هوَ الرئيسُ الذي لا خَلقَ يقدُمُهُ — غداةَ يَحْمي عنِ الأبطالِ بالعَلمِ
العامرُ البيتَ بيتَ اللهِ يملؤهُ — نُوراً فيَجْلو كُسوفَ القَحْطِ والظُّلَمِ
ربُّ الفِراشِ بصَحْنِ البيتِ تكرِمَةً — بذاكَ فُضِّلَ أهلُ الفخرِ والقِدَمِ

وہ پوری قوم کے قائد و رئیس تھے۔ جب پرچم لے کر میدان میں اترتے تھے تو بڑے بڑے سورماؤں کو پچھاڑ دیتے تھے۔ کوئی ان سے آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔

وہ خانہ کعبہ کی تعمیر کرنے والے تھے، جنہوں نے اسے ایسی روشنی سے بھر دیا جس کے بعد لوگوں کی تنگ دستی بھی دور ہو گئی اور ظلم کرنے والے ہاتھ بھی رک گئے۔

ان کی عزت و احترام کا یہ عالم تھا کہ (جب وہ خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے تشریف لاتے تھے تو) کعبہ کے صحن میں ان کے لئے ایک خاص فرش بچھا دیا جاتا تھا (جو اُن کے لئے ہی مخصوص تھا) اور یہ ایسی بات تھی جس نے انہیں تمام صاحبان فضل و شرف سے ممتاز قرار دیا۔

بكتْ قُـريشٌ أبـاهـا كلُّهـا وعلى — إمامِها وحِمـاهـا الثَّـابتِ الدِّعَمِ
صَفِيُّ بكّي وجودي بـالـدُّمـوعِ لـهُ — وأَسْعِـدي يـا أميمُ اليـومَ بـالسَّجَمِ
يُجِبْـكِ نِسْـوةُ رَهْطٍ من بني أَسَـدٍ — والغُرُّ زَهـرةَ بعـدَ العُـربِ والعَجَمِ
ألمْ يكُنْ زينَ أهـلِ الأرضِ كلِّهمِ — وعِصْمَـةَ الخلقِ مِن عـادٍ ومن أُرِمِ ؟

جب ان کا انتقال ہوا تو قریش کے تمام لوگوں نے ان پر اس طرح گریہ کیا جس طرح اولاد اپنے باپ کی وفات پر۔ اور (قوم) اپنے عظیم المرتبت اور ثابت قدم رہنما اور پیشوا کی موت پر آہ و بکا کرتی ہے۔

(اس کے بعد کے اشعار میں جناب ابوطالب نے اپنی بہنوں کو مخاطب کیا ہے):

اے صفیہ، اے امیمہ (میری بہنو)! والد بزرگوار پر خوب دل کھول کر گریہ کرو اور ان پر آنسو بہا کر سعادت حاصل کرو۔

تمہارے ساتھ بنی اسد اور بنو زہرہ کے خاندان کی عورتیں بھی روئیں گی۔ پھر سارے عرب و عجم مل کر ان پر گریہ کریں گے۔ (کیونکہ) میرے والد محترم تو تمام روئے زمین کے لوگوں کے لئے باعث عزت و افتخار تھے اور لوگوں کو ہر ظالم و سرکش سے بچانے والے تھے۔

- ٦١ -

حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے نام، حضور اکرم ﷺ کے بارے میں مندرجہ ذیل اشعار جناب ابوطالب نے لکھے:

أتعلمُ مَلْكَ الحُبْشِ انَّ محمَّداً نَبيٌّ كموسى والمسيحِ ابنِ مريم؟
أتى بهُدًى مثلَ الذي أتيا بهِ وكلٌّ بأمرِ اللهِ يَهْدي ويَعْصِمُ
وإنّكمو تَتْلونَهُ في كتابِكم بصدقِ حديثٍ لا بصدْقِ الترجُمِ
فلا تَجْعلوا للهِ نِدّاً وأسْلِموا وإنَّ طريقَ الحقِّ ليسَ بِمُظْلِمِ

حبشہ کے بادشاہ (نجاشی) کو یہ بات معلوم رہنی چاہیے کہ جس طرح حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ ابن مریم نبی تھے، اسی طرح محمد ﷺ بھی نبی ہیں۔

جس طرح وہ لوگ ہدایت کا پیغام لائے تھے، اسی طرح یہ بھی پیغام ہدایت لائے ہیں۔ (اور ظاہر ہے کہ) تمام انبیاء خدا کے حکم سے ہی لوگوں کی ہدایت بھی کرتے ہیں اور حفاظت بھی۔

اور تم لوگوں نے تو اپنی کتابوں (انجیل وغیرہ) میں ان کے بارے میں سچی باتیں (پیشین گوئیاں) پڑھ ہی لی ہیں، لہٰذا دیکھو! کسی کو خدا کا شریک نہ قرار دو بلکہ اسلام قبول کرو اور حق کا راستہ تو اتنا روشن ہے کہ اس میں کوئی تاریکی (پائی ہی) نہیں (جاتی) ہے۔

- ٦٢ -

جناب ابو طالبؑ کا وہ مشہور معروف کلام جس میں آپ نے حضور اکرم ﷺ سے کہا ہے کہ دین کی تبلیغ واضح اور آشکار طریقہ سے کرتے رہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

وااللهِ لن يَصِلوا إليكَ بجمعِهِمْ — حتى أُوَسَّدَ في الترابِ دَفينا
فاصدَعْ بأمرِكَ ما عليكَ غضاضةٌ — وابْشِرْ بذاكَ، وقَرَّ منهُ عُيونا
ودَعَوْتَني، وزَعمتَ أنكَ ناصحٌ — ولقد صدقْتَ، وكنتَ ثَمَّ أَمينا
وعَرضتَ دِيناً قد علمتُ بأنَّهُ — مِن خيرِ أديانِ البريَّةِ دِينا
لولا المَلامةُ أو حِذاري سُبَّةً — لَوجَدْتَني سَمْحاً بذاكَ مُبِينا

خدا کی قسم! یہ (مشرکین و کفار قریش) سب کے سب مل کر بھی اس وقت تک آپ ﷺ کو نقصان نہیں پہنچا سکتے جب تک کہ میں زمین کے اندر دفن نہ کر دیا جاؤں۔

(اے نبی اکرم ﷺ!) آپ اپنی بات زور و شور سے کہیے۔ کوئی آپ کو گزند نہیں پہنچا سکتا۔ آپ خوش رہیں۔ آپ کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔

آپ نے مجھے دعوت دی ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ مخلص بھی ہیں سچے بھی اور امانت دار بھی۔

اور آپ نے تو ایسا دین پیش کیا ہے جس کے بارے میں مجھے علم ہے کہ یہ کائنات کے ادیان و مذاہب کے درمیان سب سے اچھا دین ہے۔

مجھے کسی ملامت یا بے عزتی کا خوف نہیں ہے کیونکہ میرے آباؤ اجداد کی سخاوت و فیاضی واضح (مشہور) ہے۔

- ٦٣ -

طائف نامی ایک قریہ کے ذکر میں آپ کی نظم کا ایک مصرع یہ بھی ہے:

نحنُ بَنَیْنا طائفاً حَصِینا

اسے (طائف کو) ہم ہی لوگوں نے تو حفاظت کی جگہ بنایا۔

- ٦٤ -

جناب ابو طالب نے ایک موقع پر خاندان بنی ہاشم کے تمام جوانوں کو جمع کیا۔ جن میں ابولہب بھی تھا۔ اِن سب کو ہدایت کی کہ حضور ﷺ کی مدد کریں۔

قُلْ لعبدِ العُزّى أخي وشَقيقي ... وبَني هاشمٍ جَميعاً عِزِينا
وصَديقي أبي عِمارَةَ والإخـ ... ـوانِ طُرّاً، وأُسرتي أجمعينا
فاعْلَمُوا أنني لهُ ناصرٌ ... ومُجِرٌ بِصَولتي الخاذِلينا
فانْصُروهُ للرَّحْمِ والنَّسَبِ الأدْ ... نى، وكونوا له يداً مُصْلِتينا

بنی ہاشم کے تمام لوگوں کو اجتماعی طور سے بھی اور الگ الگ بھی (یہاں تک کہ) میرے باپ کی اولاد ابولہب کو بھی اور میرے دوست ابو عمارہ کو بھی، نیز تمام برادران اور میرے خاندان کے سب لوگوں کو بتا دیا جائے اور سب یہ بات یاد رکھیں کہ میں تو حضور اکرم ﷺ کی مدد کرتا رہوں گا اور جو لوگ ان کا ساتھ چھوڑیں گے، ان سے جنگ کروں گا۔ لہٰذا تم سب لوگ ان کی مدد و نصرت کرو۔ (جو لوگ ابھی تک ایمان نہیں لائے ہیں وہ) رشتہ و قرابت ہی کا خیال کریں اور ان کی مدد کے لئے دشمنوں کے خلاف تلوار اٹھالیں۔

- ٦٥ -

اپنے دوست مسافر ابن ابی عمرو، جو انتہائی سخی اور فیاض تھے، کی وفات پر یہ اشعار کہے:

لیتَ شِعري مُسافرَ بنَ أبي عَمـ ـرٍو، ولیتٌ یقولُها المحزونُ
أيُّ شيءٍ دَهاكَ أوْغالَ مَرْآ كَ، وهل أقدَمَتْ علیه المَنُونُ؟
أنا حامِیكَ مثلَ آبائيَ الزُّهْـ ـرِ لآبائكَ التي لا تَهونُ

ایک غمزدہ انسان جو "ہائے افسوس!" کہتا ہے، کاش مسافر ابن ابی عمرو کو معلوم ہوتا (کہ اس میں کیسا دردوغم پوشیدہ ہوتا ہے)

(اے مسافر!) تمہیں کس بات نے خوفزدہ کردیا کہ تمہاری جودتِ فکر پر قبضہ کرلیا (یا یہ کہ) اچانک موت نے تم پر حملہ کردیا؟

اپنے بلند مرتبہ وعالی وقار آباؤ اجداد کی طرح میں بھی آپ کا اور آپ کے آباؤ اجداد کا حامی ہوں اور آپ لوگوں کی عزت تو ایسی ہے جسے کوئی گزند نہیں پہنچے گی۔

مَيْتُ صِـدْقٍ عـلى هُبـالـةَ أمسَيْـ ـتُ ومِن دونِ مُلتـقـاكَ الحُجـونُ
رجـعَ الـركْبُ سـالِمينَ جَميعـاً وخَليلي فـي مَـرْمَسٍ مَـدْفـونُ
بُـورِكَ الميْتُ الغَـريبُ كمـا بُـو رِكَ نـضْـحُ الـرمّـانِ والـزْيتـونُ
مِـذرَةٌ يـدفـعُ الخُصـومَ بـأيْـدٍ وبـوجْـهٍ يـزيـنُـه الـعِـرْنـيـنُ
كـم خـليـلٍ يـزيـنُـه وابـنُ عـمٍّ وحَـمِـيمٌ قـضَـتْ عـلـيـهِ الـمَـنـونُ

کتنی اچھی وہ موت ہے، جو صداقت کے ساتھ ہو۔ آپ نے مہبالہ نامی جگہ وفات پائی جو آپ سے ملنے کی جگہ "حجون" سے الگ ہے۔

(افسوس ان کے ساتھ سفر پر) جانے والے تو سب ہی سلامتی کے ساتھ واپس آ گئے مگر میرے دوست قبر کی آرام گاہ میں سو رہے ہیں۔

(آپ کی وفات وطن سے دور ایک باغ میں ہوئی) تو جس طرح انار اور زیتون کو قدرت نے بابرکت قرار دیا ہے، آپ کی موت غریب الوطنی میں (ایک باغ کے اندر ہوئی) خداوند عالم کی رحمت و برکتیں رہیں۔

آپ وہ تھے جو اپنی طاقت اور وجاہت سے دشمنوں کا مقابلہ کر کے انہیں ذلیل کر دیتے تھے۔

افسوس! کتنے معزز دوست، قریبی رشتہ دار اور حامیوں کو موت نے (ابدی نیند) سلا دیا۔

فتعـزّيتُ بـالتّـأسّي وبـالصّبْـ ـرِ وإنّي بصـاحِبي لـضَـنِـينُ
كنتَ لـي عُـدّةً وفـوقَـكَ لافَـو قَ فقـد صِـرتُ ليسَ دُونَـكَ دُونُ
كـانَ منـكَ اليقينُ ليسَ بشـافٍ كيفَ إذْ رجَّمتَكَ عِندي الظُّنونُ؟
كنتَ مولىً وصاحباً صادقَ الخِبْـ ـرةِ حـقّـاً وخُـلّةً لا تَـخُـونُ
فـعليـكَ السّلامُ مِنّي كثيـراً أنفـدَتْ مـاءَهـا عليـكَ الشُّؤونُ

تو اب میں (اپنے بزرگان کے) اُسوۂ حسنہ کے مطابق اور صبر کے ذریعہ خود کو تعزیت پیش کرتا ہوں

جبکہ میں اپنے دوست کو دل سے قریب رکھنے والا ہوں۔

آپ میرے لئے ایسے با اعتماد (دوست) تھے کہ آپ سے بڑھ کر کوئی نہیں تھا۔ لیکن افسوس! اب

آپ کو موت نے ہم سے جدا کر دیا۔

افسوس! آپ کے چلے جانے سے گمان ویقین اور ظن وتخمین کی دنیا ہی بدل گئی۔

آپ میرے قریبی اور دوست بھی تھے، راستباز بھی، ہمدم بھی (اور ایسے) دمساز بھی، جو کبھی

خیانت نہیں کرتا۔

میری طرف سے آپ پر بہت سا سلام پہنچے اور میری آنکھیں تو آخر تک آپ پر آنسو بہاتی

رہیں گی۔

- ٦٦ -

حضرت اکرم ﷺ کے ایک معزز صحابی جناب عثمان بن مظعون کو جب قریش نے اذیت پہنچائی تو آپ شدید ناراض ہوئے اور یہ نظم کہی:

أمِن تَـذكُّـرِ دهـرٍ غيـرِ مَـأمـونِ أصبحتَ مُكتئبـاً تَبكي كَمَحـزونِ؟
أمْ مِن تَـذكُّـرِ أقـوامٍ ذَوي سَفَـهٍ يَغْشَوْنَ بالظُّلمِ مَن يَدْعو إلى الدِّينِ؟
لا يَنْتَهـون عنِ الفحشاءِ مـا أُمِروا والغَـدْرُ فيهِم سَبيلٌ غيـرُ مأمـونِ

اے صحابیٔ رسول! آپ اس تغیر پذیر زمانہ (کے انقلاب) کو یاد کر کے رنجیدہ وغمگین (نظر آتے) ہیں یا اُن نادان لوگوں کو یاد کر کے غمزدہ ہو رہے ہیں جن کا شیوہ ہی یہ ہے کہ جو شخص دین کی طرف بُلائے اس پر ظلم وستم ڈھاتے ہیں۔

ان لوگوں کو برائی سے جتنا بھی روکا جائے، نہیں مانتے اور غداری اور بے وفائی تو ان کی ایک ایسی روش بن گئی ہے جس کی طرف سے کبھی اطمینان ہوتا ہی نہیں۔

أَلا يَـرَوْنَ ـ أذلَّ اللهُ جَمْعَهُـمـو ـ أَنّـا غَضِبْنـا لعثمـانَ بنِ مَظْعـونِ؟
إذْ يلطِمـونَ ـ ولا يَخْشَـوْن ـ مُقْلتَـهُ طَعْناً دِراكـاً وضَـرْبـاً غيـرَ مَـرْهـونِ
فسوفَ نَجزيهمو ـ إنْ لم يمُتْ ـ عَجِلاً كيـلاً بكيـلٍ جـزاءً غيـرَ مَغْبـونِ
أو ينتهـونَ عنِ الأمرِ الـذي وقفـوا فيـه ويـرضَـوْنَ منّـا بعـدُ بـالـدُّونِ
ونمنَـعُ الضَّيمَ مَن يَبْغي مَضـامَتَنـا بكـلِّ مُـطَّرِدٍ في الـكفِّ مَسْنـونِ

خداوند عالم ان سب کو رُسوا کرے۔ کیا ان کو معلوم نہیں ہے کہ ہم عثمان بن مظعون کے بارے میں (قریش سے سخت) ناراض ہیں؟

(افسوس!) ان لوگوں نے (طمانچوں سے) اُس بندۂ خدا کی آنکھ زخمی کر دی۔

(لیکن) کیا ان لوگوں کو یہ ڈر نہیں ہے کہ (اس کے بدلہ میں) اُنہیں سخت نیزہ بازی اور شمشیر زنی کا سامنا کرنا پڑے گا؟

اگر وہ زندہ رہے تو (دیکھیں گے کہ) ہم لوگ بہت جلد اُن (کفار قریش) کو پورا پورا مزہ چکھائیں گے اور (اُن کے ہر ظلم کا) بھرپور بدلہ لیں گے۔

یا یہ کہ یہ لوگ اپنی روش بدلیں، ظلم سے باز آجائیں۔ ورنہ اُنہیں ہمارے سامنے بہت ذلیل وخوار ہونا پڑے گا۔

ومُرْهَفاتٍ كأنَّ الملحَ خالطَها	يُشْفَى بها الدَّاءُ مِن هامِ المجانينِ
حتى تُقَرَّ رجالٌ لا حُلومَ لها	بعدَ الصُّعوبةِ بالإسْماحِ واللِّينِ
أو يُؤمنوا بكتابٍ مُنْزَلٍ عَجَبٍ	عَلى نبيٍّ كموسى أو كذِي النُّونِ
يأتي بأمرٍ جَليٍّ غيرِ ذي عِوَجٍ	كما تَبيَّنَ في آياتِ ياسِينِ

جو شخص ہمارے خلاف ظلم و بغاوت کرنا چاہے، اسے یاد رکھنا چاہیے کہ ہم اس کے ظلم و ستم کو روکنے کے لیے اپنے مضبوط ہاتھوں میں لچکدار نیزے بھی (رکھتے ہیں) اور چمکتی ہوئی کاٹ دار تلواریں بھی۔ جن کے ذریعہ (اِن) پاگل لوگوں کی کھوپڑیوں کا علاج کیا جا سکتا ہے۔

(ہم لوگ جب) ان پر سختی کریں گے تو اِن بدعقل لوگوں کے (ہوش ٹھکانے آ جائیں گے)۔ اس کے بعد یہ ہماری نرم روش کا اعتراف بھی کریں گے۔

(البتہ) اگر یہ لوگ قرآن مجید پر ایمان لائیں جو ایک آسمانی صحیفہ ہے۔ جس طرح (حضور اکرم ﷺ سے قبل) حضرت موسیٰ اور دیگر انبیائے کرام پر صحیفے نازل ہوتے رہے ہیں۔

جس کی ہر بات روشن ہے اور کسی قسم کی کجی نہیں ہے، جیسا کہ سورۃ یٰسین کی آیات میں وضاحت کر دی گئی ہے۔ (تو یہ لوگ ہر قسم کے انتقام سے محفوظ رہیں گے)

دیوان ابی طالب کے موضوعات کی مختصر فہرست

۱۸)	جناب حمزہ کے اسلام لانے پر اظہارِ مسرت	نظم نمبر۲۸
۱۹)	جناب علیؑ کی ولادت اور اُن کے نام کی توجیہہ	نظم نمبر۵۶
۲۰)	نجاشی کے نام پیغام	نظم نمبر۳-۶۱
۲۱)	حبشہ کی طرف جانے پر آمادگی	نظم نمبر۳۶
۲۲)	شام کا سفر اور بحیرا کا تذکرہ	نظم نمبر۲۳-۲۴-۵۹
۲۳)	جناب عبدالمطلب کا مرثیہ	نظم نمبر۲۰
۲۴)	جناب عبداللہ (والد پیغمبرؐ) کا مرثیہ	نظم نمبر۲۵
۲۵)	جناب عبداللہ کے بارے میں والد کی نذر اور جناب ابوطالب کی بے چینی	نظم نمبر۱۰
۲۶)	ایک اور بھائی (زہیر) کا مرثیہ	نظم نمبر۱۵
۲۷)	ایک دوست کا مرثیہ	نظم نمبر۶۵
۲۸)	”اپنے ایمان کا اعلان“	نظم نمبر۲۶
۲۹)	قوم وملت کو نصیحت	نظم نمبر۴۶
۳۰)	رجز	نظم نمبر۵-۱۲

١ ـ فهرس القوافي

كلمة القافية	البحر	العدد
		قافية الباء
السربُ	المتقارب	٢٠
حربا	الطويل	١
الأقاربُ	الطويل	٥
الكتبُ	البسيط	١
ضروبُ	الطويل	١
والأقاربُ	الطويل	٣
والكربِ	المنسرح	٤
وواجبِ	الرجز	٤
مغالبِ	الطويل	٣
الأنصابِ	الرجز	٥
لشعوبِ	الخفيف	٥
طالبي	الرجز	٤
المتشعبِ	الطويل	١٩
كعبِ	الطويل	١٤
		قافية التاء
الحسراتِ	الخفيف	٦
بأصواتِ	البسيط	٢
		قافية الدال
محمدا	الكامل	٦
أرودُ	الطويل	٢٦
مسودُ	مجزوء الكامل	١٢
المعيدُ	الوافر	٢
أحمدُ	الطويل	٢

كلمة القافية	البحر	العدد
فؤادِ	الطويل	٧
الأولادِ	الكامل	١٢
لمعادِ	الطويل	٦
سندِ	البسيط	٤
فاشهدِ	الرجز	٣
المهندِ	الطويل	٢

قافية الراء

كلمة القافية	البحر	العدد
صابرا	الطويل	٤
أسرتي	المتقارب	٤
الأعاورُ	الطويل	١٣
والحجرُ	الطويل	٥
ضرُّ	الطويل	١٦
المقابرُ	الطويل	٧
غرورُ	الوافر	٩
وآخرُه	الرجز	٥
بمستنكرِ	المتقارب	٦

قافية السين

كلمة القافية	البحر	العدد
عباسا	البسيط	٥

قافية الفاء

كلمة القافية	البحر	العدد
وغطرفا	الرجز	٨
ثقيفُ	الوافر	٢
سخافِ	الطويل	١٣

قافية القاف

كلمة القافية	البحر	العدد
رائقُ	الكامل	٧
المنطقِ	المتقارب	١١
البروقِ	المتقارب	٥

كلمة القافية	البحر	العدد
		قافية الكاف
يديكا	الكامل	١
		قافية اللام
تبالا	الوافر	١
أحيلُ	الطويل	٣
الحلاحلُ	الطويل	١
الفعالِ	الخفيف	٣
باطلِ	الطويل	١١٠
جحفلِ	السريع	٩
مرسلِ	الطويل	١٨
		قافية الميم
المظالما	الطويل	٩
الهمومُ	الوافر	١٨
النومُ	المتقارب	١٥
وصميمُها	الطويل	٩
أدومُه	البسيط	١
التوائمِ	الطويل	٢٠
تقحمِ	الطويل	١٦
كرامِ	الطويل	٢٠
والكرمِ	البسيط	١٠
مريمِ	الطويل	٤
		قافية النون
دفينا	الكامل	٥
حصينا	مخلع البسيط	١
عزينا	الخفيف	٤
المحزونُ	الخفيف	١٣
كمحزونِ	البسيط	١٢

٢ ـ فهرس المصادر والمراجع

ـ أسد الغابة. ابن الأثير. مصر، ١٢٨٠ هـ.

ـ أعيان الشيعة. حسن الأمين. بيروت، ١٩٨٠.

ـ الأمالي. أبو علي القالي. مصر، ١٩٥٤.

ـ الإنصاف في مسائل الخلاف. الأنباري. دمشق، دار الفكر (؟)

ـ البداية والنهاية. ابن كثير. مصر، ١٩٣٢.

ـ تاريخ الأمم والملوك. الطبري. مصر، ذخائر العرب.

ـ ثمار القلوب. الثعالبي. مصر، ١٩٠٨.

ـ الجنى الداني. المرادي. تحقيق قباوة. بيروت، ١٩٨٣.

ـ الجوهرة في نسب النبي ﷺ. التلمساني. تحقيق التونجي. الرياض، ١٩٨٤.

ـ خزانة الأدب. البغدادي. القاهرة ط ٣، ١٩٨٩.

ـ الخصائص الكبرى. السيوطي. مصر، ١٩٦٧.

ـ الدرر اللوامع. الشنقيطي. الكويت، ١٩٨١.

ـ دلائل الإعجاز. الجرجاني. تحقيق خفاجي. مصر، ١٩٨٠.

ـ سر صناعة الإعراب. ابن جني. دمشق، ١٩٨٥.

ـ السيرة الحلبية. ابن برهان الحلبي. بيروت، مكتبة المعرفة.

ـ السيرة النبوية. ابن هشام. بيروت، ١٩٧٥.

ـ شرح أبيات سيبويه. السيرافي. دمشق، ١٩٧٩.

ـ شرح الأشموني على ألفية ابن مالك. القاهرة، لا.ت.

ـ شرح التصريح على التوضيح. خالد الأزهري. القاهرة، لا.ت.

- شرح ديوان الحماسة. المرزوقي. مصر، ١٩٥١.
- شرح شذور الذهب. ابن هشام. دار الكتاب، لا.ت.
- شرح الشواهد الكبرى. العيني. القاهرة، ١٢٣٧ هـ.
- شرح قطر الندى. ابن هشام. مصر، ١٩٦٣.
- شرح المفصل. ابن يعيش. مصر، لا.ت.
- شرح نهج البلاغة. ابن أبي الحديد. مصر، ١٩٦٧.
- طلبة الطالب. علي فهمي. مصر. لا.ت.
- غاية المطالب. محمد خليل الخطيب. مصر، ١٩٥٠.
- الكتاب. سيبويه. تحقيق هارون مصر، ١٩٨٨.
- لسان العرب. ابن منظور. بيروت، طبعة صادر، لا.ت.
- مسالك الحنفا. السيوطي. حيدر آباد، ١٣٣٤ هـ.
- معجم البلدان. ياقوت. بيروت، طبعة صادر، لا.ت.
- المعجم المفصل في شواهد النحو الشعريّة. إميل يعقوب. بيروت، ١٩٩٢
- مغني اللبيب. ابن هشام. مصر، طبعة عبد الحميد. لا.ت.
- نهاية الأرب. النويري. القاهرة، ١٩٢٩.
- النهاية في غريب الحديث. ابن الأثير. دمشق، طبعة مصورة.

دیوان ابی طالب
سردارانِ قریش ایک بار پھر جناب ابوطالب کے پاس آئے، انہوں نے دھمکی بھی دی اور محمد ﷺ کو اُن کے حوالے کرنے کا مطالبہ بھی کیا۔ قوم کی اس عداوت ومخاصمت سے جناب ابوطالب کو بہت رنج پہنچا، پھر آپ نے حضور ﷺ سے پورا ماجرا بیان کر دیا۔ جس کے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے چچا جان! خدا کی قسم! اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ میں آفتاب اور بائیں ہاتھ میں ماہتاب رکھ دیں تب بھی میں دین کی تبلیغ سے باز نہیں آ سکتا، اب یا تو خدا اِس دین کو پھیلائے گا یا میں اس کی راہ میں ختم ہو جاؤں گا یہ سن کر جناب ابوطالب نے فرمایا:
اے نورِ نظر! آپ اپنا کام کرتے رہیے، خدا کی قسم! میں کبھی آپ کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا، پھر آپ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:
وَاللهِ لَنْ یَصِلُوْا اِلَیْکَ بِجَمْعِهِمْ حَتّٰی اُوَسَّدَ فِی التُّرَابِ دَفِیْنَا
فَالْقِدْ لِاَمْرِکَ مَا عَلَیْکَ مَخَافَةٌ وَابْشِرْ وَقَرَّ بِذَالِکَ مِنْهُ عُیُوْنَا
قسم بخدا! جب تک میں زمین کے اندر دفن نہ کر دیا جاؤں، یہ سب لوگ اکٹھا ہو کر بھی آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتے، لہٰذا آپ کسی خوف وخطر کے بغیر تبلیغ جاری رکھیے (خدا) آپ کو خوش، اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی (رکھے)۔
ISBN 969-8792-00-7
Rs. 250/-
Daffodils Publications
LAHORE
Daffodils Publications
LAHORE